1

وعظ و نصیحت

2017ء



متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

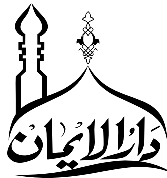
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

1

وعظ و نصیحت

2017ء

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ





نام کتاب	وعظ ونصیحت
تالیف:	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	2021ء
باراشاعت	دوم
تعداداشاعت	600
ناشر	مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

0321-6353540
0335-7500510

www.ahnafmedia.com

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهم صل على محمد وعلى آل محمد

كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم

إنك حميد مجيد

اللّٰهم بارك على محمد وعلى آل محمد

كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم

إنك حميد مجيد

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

مقاصد وعظ و نصیحت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : وَلَوْ اَنَّھُمْ فَعَلُوْا مَا یُوْعَظُوْنَ بِہٖ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ۔ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدِّیْنُ اَلنَّصِیْحَۃُ ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنوری 2017ء سے دسمبر 2017ء تک ہر جمعرات کو باقاعدگی سے وعظ و نصیحت کے عنوان سے کچھ گزارشات اپنے متعلقین کی خدمت میں روانہ کی تھیں۔ جس کے درج ذیل چند اہم مقاصد پیش نظر رہے ہیں۔

1: اپنی ذاتی و نجی زندگی کو احکام شریعت کے مطابق گزارنا۔

2: اپنے گھر کے ماحول کو سنوارنا۔

3: اپنے خاندان، قوم اور قبیلے کے ماحول کو بہتر سے بہتر بنانا۔

4: پاکستان اور دنیا کے ہر ملک میں بسنے والے اہل اسلام کی فکر کرنا۔

5: جن کے پاس اسلامی تعلیمات موجود ہیں ان میں عمل اور اخلاص کا جذبہ پیدا کرنا۔

6: جن کے پاس اسلامی تعلیمات نہیں ہیں ان کو ان سے روشناس کرانا۔

7: معاشرتی اور سماجی موضوعات میں اسلامی رہنمائی کا فریضہ انجام دینا۔

8: اسلام کے وہ زریں اور سنہرے اصول جو پوری انسانیت میں امن و سکون کا باعث ہیں، ان کو پھیلانا۔

9: سوشل میڈیا کے وسیع فورم پر پھیلنے والی بے دینی، گمراہی اور بے حیائی کے سامنے اپنی ہمت کے مطابق بند باندھنا۔

10: خطباء کرام کو جمعۃ المبارک کے بیان کے لیے علمی مواد فراہم کرنا۔

کتاب سے استفادہ کا طریقہ

دینی علم میں اضافے کی نیت سے پڑھیں۔

اسلامی معلومات کو اپنی زندگی کے معمولات بنانے کے جذبہ سے پڑھیں۔

اسے سب سے زیادہ اپنی پھر درجہ بدرجہ دیگر لوگوں کی ضرورت سمجھیں۔

اپنے گھر، اپنے ادارے (خواہ تعلیمی ہو یا تجارتی) میں ہفتہ وار ایک مختصر سی مجلس لگائیں اور اس میں اس کے ایک حصے کی مناسب تشریح کے ساتھ تعلیم کرادیں۔

ائمہ اور خطباء کرام پہلے اس کے ایک حصہ کا مطالعہ کریں بعد ازاں اپنے الفاظ میں سمجھادیں۔

کتاب میں موجود آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کے حوالے لکھ دیے گئے ہیں لہٰذا کسی الجھن کا شکار ہوئے بغیر شرح صدر سے بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ میری، میرے متعلقین اور تمام عالم اسلام کے ہر طبقے کے افراد کی اصلاح فرمائے۔ دنیا اور آخرت کی ساری کامیابیاں نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

اتوار، 31 دسمبر، 2017ء

اعمالِ جمعۃ المبارک

اللہ کے فضل و کرم سے ہماری جماعت عالمی اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ جیسے عقائد پر محنت کرتی ہے بالکل اسی طرح اعمال پر بھی محنت کرتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت میں تزکیہ نفس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اس لیے تمام احباب اپنے آپ کو اعمال مسنونہ کا پابند بنائیں، کل جمعہ کا مبارک دن ہے۔

جمعہ دنوں کا سردار دن کہلاتا ہے۔ اس نام کی مستقل ایک سورۃ قرآن کریم میں نازل ہوئی، اس دن مسنون اعمال کا اہتمام کریں کوشش کریں کہ جمعۃ المبارک کی تمام فضیلتیں مل جائیں۔

1: غسل کرنا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔

صحیح البخاری، باب فضل الغسل یوم الجمعۃ، الرقم: 877

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو جمعہ کا دن نصیب ہو جائے وہ غسل کرے۔

2: مسواک کرنا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔ ۔ وَأَنْ يَسْتَنَّ۔

صحیح البخاری، باب الطیب للجمعۃ، الرقم: 880

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جمعہ والے دن) مسواک کرے۔

3: خوشبو لگانا

عَنۡ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ أَشۡهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ ... وَأَنۡ يَمَسَّ طِيبًا إِنۡ وَجَدَ۔

صحیح البخاری، باب الطیب للجمعۃ، الرقم: 880

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میسر ہو تو (جمعہ والے دن) خوشبو لگائے۔

4: تیل لگانا

عَنۡ سَلۡمَانَ الۡفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ ... وَيَدَّهِنُ مِنۡ دُهۡنِهِ۔

صحیح البخاری، باب الدھن للجمعۃ، الرقم: 883

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جمعہ والے دن) تیل لگائے۔

5: صاف لباس پہننا

عَنۡ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيۡهِ وسَلَّمَ قَالَ۔ - وَلَبِسَ مِنۡ أَحۡسَنِ ثِيَابِهِ۔

سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی الزینۃ یوم الجمعۃ، الرقم: 1097

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جمعہ والے دن) اچھا لباس پہنے۔

6: جمعہ کے دن نماز فجر کی مسنون تلاوت

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَقۡرَأُ فِي الۡجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الۡفَجۡرِ (فِي الۡفَجۡرِ يَوۡمَ الۡجُمُعَةِ) الم تَنۡزِيلُ السَّجۡدَةَ وَهَلۡ

أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ۔

صحیح البخاری، باب مایقرأ فی صلاۃ الفجر یوم الجمعۃ، الرقم:891

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ والے دن نماز فجر (کی پہلی رکعت) میں سورۃ الم تنزیل السجدہ اور (دوسری رکعت میں) ھل اتی علی الانسان (سورۃ الدھر) پڑھا کرتے تھے۔

نوٹ: سورۃ الم تنزیل السجدہ اکیسویں پارے میں جبکہ سورۃ الدھر انتیسویں پارے میں موجود ہے۔

7: جمعہ کی اذان کے وقت خرید و فروخت اور کاروبار بند کرنا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَحْرُمُ الْبَيْعُ حِينَئِذٍ وَقَالَ عَطَاءٌ تَحْرُمُ الصِّنَاعَاتُ كُلُّهَا۔

صحیح البخاری، باب المشی الی الجمعۃ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس وقت (یعنی اذان جمعہ کے وقت) خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس وقت (یعنی اذان جمعہ کے وقت) تمام کاروبار حرام ہو جاتے ہیں۔

8: نماز جمعہ کے لیے پیدل جانا

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ...وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ۔

سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی الغسل یوم الجمعۃ، الرقم:1077

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: (جمعہ والے دن) پیدل جائے سواری پر نہ جائے۔

نوٹ: اگر کوئی عذر ہو تو سواری پر بھی جا سکتے ہیں۔

9: جامع مسجد جلدی پہنچنا

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ... وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ۔

سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی الغسل یوم الجمعۃ، الرقم: 1077

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: (جمعہ والے دن جامع مسجد کی طرف) جلدی جائے۔

10: امام کے قریب بیٹھنا

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ... وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ۔

سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی الغسل یوم الجمعۃ، الرقم: 1077

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: (جمعہ والے دن جامع مسجد پہنچ کر) امام کے قریب ہو کر بیٹھے۔

11: خطبہ جمعہ کو خاموشی سے سننا اور چپ رہنا

قَالَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ۔

صحیح البخاری، باب الانصات یوم الجمعۃ والامام یخطب

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے کہ جب امام (بیان کرے یا) خطبہ دے (تو سننے والا) چپ رہے۔

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ...وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ.

المعجم الکبیر للطبرانی، باب فی الغسل یوم الجمعۃ، الرقم:587

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(جمعہ والے دن جامع مسجد پہنچ کر امام کے قریب ہو کر بیٹھے)اور خوب خاموشی سے سنے اور مکمل چپ رہے۔

12: نماز جمعہ کی مسنون تلاوت

عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ.........فَصَلَّى لَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ بَعْدَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ ...... فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

صحیح مسلم، باب مایقرأ فی صلاۃ الجمعۃ، الرقم:1451

ترجمہ: حضرت ابن ابی رافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی جس کی پہلی رکعت میں سورۃ الجمعۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون کی تلاوت کی... آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہی دو سورتوں کی نماز جمعہ میں تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

نوٹ: نماز جمعہ میں تلاوت کے بارے ایک اور حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ۔

صحیح مسلم، باب مایقرأ فی صلاۃ الجمعۃ، الرقم:1452

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری میں سورۃ

الغاشیہ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

13: درود پاک کثرت سے پڑھنا

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

سنن ابن ماجہ، باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم:1637

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر جمعہ کے دن کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو۔

نوٹ: جمعۃ المبارک والے دن نماز عصر کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اور کسی سے بات کرنے سے قبل 80 مرتبہ یہ درود پاک پڑھ لیں:

اللھم صلی علی محمدنِ النبی الامی وعلی آلہ وسلم تسلیماً

اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ 80 سال کے گناہ معاف فرماتے ہیں۔

14: نماز جمعہ کے بعد کھانا کھانا اور قیلولہ کرنا

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ

صحیح مسلم، باب وقت صلاۃ الجمعۃ، الرقم:1946

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نماز جمعہ کے بعد قیلولہ (یعنی دن کے ایک حصے میں تھوڑی دیر کے لیے سونا) کرتے اور کھانا کھاتے۔

15: سورۃ الکہف تلاوت کرنا

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَهُوَ مَعْصُومٌ إِلَى ثَمَانِيَةِ أَيَّامٍ

مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ تكون فَإِنْ خَرَجَ الدَّجَّالُ عُصِمَ مِنْهُ۔

الاحادیث المختارۃ للمقدسی، الرقم:430

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ والے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کی تو وہ آئندہ جمعہ تک ہر طرح کے فتنے سے بچ جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر دجال بھی نکل آئے تو اس سے بھی محفوظ رہے گا۔

نوٹ: احادیث شریفہ کی روشنی میں جمعہ کے دن قبولیت والی گھڑی کے متعلق علماء نے دو وقتوں کو ذکر کیا ہے۔

1) دونوں خطبوں کا درمیانی وقت، جب امام منبر پر کچھ لمحات کے لیے بیٹھتا ہے۔ زبان کے بجائے صرف دل میں دعا کریں۔

2) غروبِ آفتاب سے کچھ وقت قبل۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمیں مبارک ایام کو سنت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

مدینہ منورہ، سعودی عرب

جمعرات،19 جنوری،2017ء

تہجد کا اہتمام

اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ نماز تہجد ہے، اللہ سے مناجات کرنے کا پر سکون وقت ہے، برائیوں کو مٹانے والا عمل ہے اور توبہ و استغفار کرنے اور گناہوں کی معافی مانگنے کا بہترین وقت ہے۔ اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے والا کام ہے، اللہ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کا باعث ہے، جنت کے اعلیٰ محلات ملنے کا وسیلہ ہے، دعا کی قبولیت اور اللہ کی طرف سے مغفرت پانے کا سنہری موقع ہے، ریاکاری سے نجات دلانے اور محاسبہ نفس کا ذریعہ ہے۔

رزق میں برکت اور فراخی پیدا کرنے والا ہے، دینی کام کرنے والوں کے لیے اللہ کی خاص مدد اور نصرت کے اترنے کا سبب ہے، سابقہ امتوں کے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور اس امت کے صالحین کا شعار ہے۔ نماز تہجد اللہ کے ہاں بہت زیادہ مقبول اور نوافل میں اجر و ثواب کے لحاظ سے بلند درجہ رکھتی ہے۔

1: عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی التبکیر فی التجارۃ، الرقم:1133

ترجمہ: حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی: اے اللہ! میری امت کے صبح کے وقت اٹھنے میں برکت عطا فرما۔

2: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأَبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ لِلْإِثْمِ.

جامع الترمذی، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم:3472

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: ”تمہیں چاہیے کہ رات کو قیام کرو۔ اس لیے کہ تم سے پہلے نیک بندوں کی عادت بھی یہی تھی یہ تمہارا اپنے رب سے قربت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، یہ عمل تمہاری برائیوں کو مٹانے والا اور تمہیں گناہوں سے بچانے والا ہے۔“

3: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا يُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا فَقَامَ إِلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلَّى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ.

جامع الترمذی، باب ماجاء فی صفۃ غرف الجنۃ، الرقم:2450

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت میں ایسے شفاف کمرے ہیں کہ جن کے اندر کی طرف سے باہر کا سب کچھ نظر آتا ہے اور باہر کی طرف سے اندر کا سب کچھ نظر آتا ہے۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! یہ کن کے لیے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ نے ان لوگوں کے لیے تیار فرمائے ہیں جو نرم انداز میں گفتگو کرتے ہیں، غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اکثر روزے رکھتے ہیں اور راتوں کو اٹھ کر نمازیں (تہجد) پڑھتے ہیں جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔“

4: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ۔

سنن ابی داود، باب قیام اللیل، الرقم:1113

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرتا ہے جو آدھی رات کو اٹھتا ہے اور تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی جگاتا ہے اور وہ بھی نماز پڑھتی ہے اور اگر وہ انکار کرے تو وہ اس کے چہرے پر (پیار سے) پانی کے چھینٹے مارتا ہے اور اللہ اس خاتون پر بھی نظر کرم فرماتا ہے جو رات کو اٹھ کر تہجد پڑھتی ہے اور اپنے خاوند کو بھی تہجد کے لیے جگاتی ہے اور اگر وہ انکار کرے تو وہ عورت (پیار سے) اپنے خاوند کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔“

نمازِ تہجد کی کم از کم دو رکعات ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک آٹھ رکعات کا تھا۔

عشاء کی نماز پڑھ کر سو جائیں اور رات کے کسی بھی وقت اٹھ کر نمازِ تہجد ادا کر لیں، سب سے بہتر رات کا درمیانی اور آخری حصہ ہے۔

تہجد کے لیے اٹھنے کا یقین ہو تو آپ عشاء کے وتر چھوڑ سکتے ہیں اس صورت میں تین رکعات وتر کو نماز تہجد کے ساتھ آخر میں پڑھیں یوں آٹھ رکعات نوافلِ تہجد اور تین رکعات وتر کل گیارہ رکعات بن جائیں گی اور اگر رات کا اٹھنا یقینی نہ ہو تو وتر نماز عشاء کے ساتھ پڑھ لینا ہی بہتر ہے۔

تہجد کی نماز اپنے گھر ہی میں ادا کرنا افضل ہے ہاں اگر شاگردوں، مریدوں اور ماتحت لوگوں کی تربیت کی غرض سے مسجد میں ادا کرنا پڑے تو اس میں حرج نہیں بلکہ بوجہ اصلاح وتربیت زیادہ ثواب کی امید ہے۔

عالمی اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ کے قائدین و اراکین اور اس سے وابستہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد اس کو اپنا معمول بنائیں، کوشش کر کے رات کو جلد سو جائیں اور تہجد کے وقت اٹھ جائیں۔ شروع شروع میں اس کے لیے اگر الارم لگا لیں تو زیادہ مناسب ہے۔

اس سے انسان میں مستقل مزاجی، کام میں یکسوئی اور قوت ارادی میں مزید پختگی پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے، نفس پر کنٹرول حاصل ہوتا ہے اور انسان شیطانی وساوس سے اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ اخلاص کی دولت ملتی ہے اور خشوع و خضوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی پابندی سے انسان شریعت کا پابند بن جاتا ہے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمیں سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

شارجہ، متحدہ عرب امارات

جمعرات، 26 جنوری، 2017ء

فکرِ آخرت

اللہ تعالیٰ کا خوف اور فکرِ آخرت کو انسانی زندگی کی کامیابی اور سنورنے میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اسے حقیقی اسلامی تصوف کی بنیاد و اساس قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں ان دو صفات کو پیدا کرنے کے لیے بہت محنت فرمائی، کبھی تو ان صفات کے فضائل و فوائد بیان فرمائے اور کبھی اللہ تعالیٰ کے جلال و قہر اور آخرت کے سخت ترین حالات کا تذکرہ فرمایا تاکہ دلوں میں اللہ کا خوف اور فکرِ آخرت پیدا ہو۔

جب یہ صفات دل میں آجائیں تو انسان کی ساری زندگی بدل جاتی ہے، خواہشات و شہوات کی اتباع سے جان چھوٹ جاتی ہے اور انسان کے لیے دین اسلام پر عمل کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ و نصیحت کے ذریعے لوگوں میں اللہ کا خوف اور فکر آخرت کو پیدا کیا جس کے اثرات یہ تھے کہ وہ معاشرہ جو ساری دنیا میں بد تہذیبی کی مثال بنا ہوا تھا وہی معاشرہ ساری دنیا کے سامنے مثالی معاشرہ کے طور پر رونما ہوا۔ آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہی تعلیمات پر عمل کی ضرورت ہے تاکہ اسلامی معاشرہ اپنی کھوئی ہوئی اقدار حاصل کر سکے اس حوالے سے چند احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔

1: عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللهَ اذْكُرُوا اللهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ.

جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق، باب منہ، الرقم:2457

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کا معمول تھا جب دو تہائی رات گزر جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے اور فرماتے: لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، قریب آ گیا ہے (کائنات کے نظام کو) ہلا ڈالنے والا قیامت کا بھونچال (یعنی جب اللہ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام پہلی مرتبہ صور پھونکیں گے) اور اس کے بعد آ رہا ہے دوسرا (یعنی جب دوسری مرتبہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے)، موت اُن سب احوال کو لے کر ساتھ لے کر سر پر آ چکی ہے، موت اپنے احوال کے ساتھ سر پر آ چکی ہے۔

2: عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللهِ.

جامع الترمذی، باب حدیث الکیس من دان نفسہ، الرقم:2459

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمجھ دار وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو پہچانے اور مرنے کے بعد کام آنے والے نیک اعمال کرے اور بے وقوف وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو نفسانی خواہشات کا تابع بنائے (یعنی اللہ کے احکامات پر عمل کے بجائے اپنی خواہشات کے مطابق زندگی بسر کرے) اور اللہ سے امیدیں بھی باندھے۔

3: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُولُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ.

جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق، الرقم:2416

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اس وقت تک کوئی شخص پاؤں نہیں اٹھا سکے گا یہاں تک کہ اس سے پانچ سوالات نہ پوچھ لیے جائیں: اس نے عمر کیسے گزاری؟ جوانی کہاں کھپائی؟ مال کیسے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ اور اپنے علم پر عمل کتنا کیا؟

4: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنِّي أَرْجُو اللّٰهَ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ.

جامع الترمذی، باب الرجاء باللہ والخوف بالذنب عند الموت، الرقم: 983

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس اس وقت تشریف لے گئے جب وہ دنیا سے رخصت ہونے کے قریب تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تمہاری دلی کیفیت کیسی ہے؟ اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس وقت میری کیفیت یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا ڈر بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس دل میں ایسے (موت کے) وقت میں بھی یہ دو کیفیتیں جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرمائیں گے جس کی اسے امید ہے یعنی اپنی رحمت۔ اور اس چیز سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے جس کا اس کے دل میں خوف ہے۔ یعنی سزا اور عذاب سے۔

5: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْأَعْمَالِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا.

سنن ابن ماجہ، باب ذکر الذنوب، الرقم: 4243

ترجمہ: حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ

سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ اپنے آپ کو اُن گناہوں سے بچانے کی خاص طور پر فکر کرو جن کو معمولی سمجھا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالی کی طرف سے ان گناہوں کی بھی پوچھ تاچھ ہو گی۔

6: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوعٌ، وَإِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ، مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، ثُمَّ تُصِيبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهِ، إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ.

سنن ابن ماجہ، باب الحزن والبکاء، الرقم:4197

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے کی آنکھوں سے اللہ کے خوف اور ہیبت کی وجہ سے آنسو نکل آئیں اگرچہ وہ بہت معمولی مقدار میں ہوں مثلاً مکھی کے سر کے برابر ہی ہوں پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرے پر آجائیں تو اللہ تعالیٰ اس چہرے کو جہنم کی آگ کے لیے حرام کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا خوف اور آخرت کی فکر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

کراچی، پاکستان

جمعرات، 9 فروری، 2017ء

رحم دلی

اللہ تعالیٰ کی خاص صفات میں سے ایک صفت "رحمت" بھی ہے۔ رحمان اور رحیم ذات باری تعالیٰ کے وہ اہم صفاتی نام ہیں جن کا تذکرہ تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)، سورۃ الفاتحہ اور قرآن کریم میں متعدد بار آیا ہے۔ ہر مسلمان نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا تصور کرتا ہے اور ان کا تذکرہ دہراتا ہے۔ مخلوق میں سے جس شخص میں اس صفت کا جتنا عکس اور اثر پایا جاتا ہے وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بن جاتا ہے اور جس شخص میں رحم کا مادہ نہیں، سمجھ لیں کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کی رحمت سے خود دور کر رہا ہے۔

رحم دلی کے حوالے سے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ بکثرت کتب حدیث میں موجود ہیں ان میں سے چند ایک یہاں درج کیے جا رہے ہیں تاکہ تعلیمات نبوی کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو ایسا بنا سکیں جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور دونوں جہانوں کی کامیابیاں نصیب ہوں۔

1: عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ.

صحیح البخاری، باب قول اللہ تعالیٰ: قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن، الرقم:7376

ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن کے دلوں میں انسانیت کے لیے رحم نہیں وہ لوگ اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے۔

2: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا

الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ بِي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ نَعَمْ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ.

صحیح البخاری باب رحمۃ الناس والبھائم، الرقم:6009

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص کو سفر کے دوران سخت پیاس لگی، چلتے چلتے وہ ایک کنویں کے قریب آیا وہاں سے اس نے پانی پیا، اسی کنویں کے قریب ایک کتا موجود تھا جو شدت پیاس کی وجہ سے زبان منہ سے باہر نکالے ہوئے ہانپ رہا تھا اور کنویں کے قریب والی کیچڑ کو چاٹ رہا تھا۔

اس آدمی نے دل میں سوچا کہ اس کتے کو بھی میری طرح سخت پیاس لگی ہوئی ہے، اسے کتے پر رحم آیا وہ کنویں کے اندر اترا اور چمڑے کے موزے میں پانی بھر کے لایا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس رحم دلی کی وجہ سے اس کی بخشش کا فیصلہ فرما دیا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یارسول اللہ! کیا جانوروں کی تکلیف دور کرنے میں بھی ہمارے لیے اجر و ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ ہاں ہر زندہ اور تر جگر رکھنے والے جانور کی تکلیف دور کرنے میں اجر و ثواب ہے۔

3: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللهُ۔

جامع الترمذی، باب ما جاء فی رحمۃ الناس، الرقم:1847

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: رحم دلی اور ترس کرنے والوں پر بڑی رحمت والا خدا رحم کرے گا۔ زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

4: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ (خُشَاشِ-خِشَاشِ) الْأَرْضِ۔

صحیح البخاری، باب خمس من الدواب فواسق یقتلن فی الحرم، الرقم:3318

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بے رحم عورت کو اس لیے جہنم میں ڈالا گیا کہ اس نے ایک بلی کو باندھا نہ تو اسے کچھ کھانے کے لیے دیا اور نہ ہی اسے اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے آزاد کیا تاکہ وہ خود کہیں سے کچھ کھا پی لیتی آخر کار وہ بلی بھوک کی وجہ سے مر گئی۔

5: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی رحمۃ الناس، الرقم:1988

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو القاسم (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے خود سنا آپ یہ فرما رہے تھے کہ بد بخت کے دل سے رحمت کا مادہ نکال لیا جاتا ہے۔

6: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهِ، فَقَالَ: إِمْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ، وَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ۔

مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، الرقم:9018

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اپنی سخت دلی کو ختم کرنے کے لیے کیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حل یہ بتلایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ آج ہمارے دل سخت ہو چکے ہیں، ہدایت کی باتیں قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے، رحم دلی کا مادہ ختم ہو چکا ہے۔ اپنے مسلمان بھائی کی غم گساری اور اس سے ہمدردی باقی نہیں ہے۔ ایسے حالات میں ہمیں چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے دلوں میں ہمدردی، خدا ترسی اور غم گساری والی صفات پیدا کریں، اس کی وجہ سے ہم بھی اللہ کی رحمت کے مستحق بن سکیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی رحم دلی کی نعمت سے مالا مال فرمائے، بے رحمی اور سخت دلی سے محفوظ فرمائے تاکہ ہمارے معاشرے سے نفرتیں، عداوتیں، بغض، کینہ اور دشمنی کے عناصر ختم ہوں اور باہمی محبت و پیار کو فروغ ملے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ چشتیہ، شاہ عالم، سلنگور، ملائیشیا

جمعرات 23 فروری 2017ء

صلہ رحمی

اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرے کو پُر امن بنانے کے لیے جِن جِن کاموں کا حکم دیا ان میں سر فہرست "صِلَّہ رِحمی" ہے۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا، آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہنا خوشی و غمی میں برابر میل جول رکھنا، دکھ سکھ میں شریک ہونا باہمی حقوق کا خیال رکھنا، ان پر صدقہ و خیرات کرنا، اگر مالی حوالے سے تنگدست ہوں تو ان کی مدد کرنا اور ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھنا" صلہ رحمی" کہلاتا ہے۔ قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا، دکھ سکھ میں شریک نہ ہونا، آپس میں اختلاف و عداوت رکھنا، خوشی و غمی میں انہیں نظر انداز کرنا، ان سے بول چال، رشتے ناطے ختم کرنا" قطع رحمی" کہلاتا ہے۔ اسلامی معاشرت میں حسن سلوک، اخلاق حسنہ اور باہمی تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانے اور ان کو اپنانے پر بہت زور دیا گیا ہے تاکہ امن و سکون اور راحت و چین میسر آسکے۔

1: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ رِزْقُهُ (فِي رِزْقِهِ) أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

صحیح البخاری، باب من احب البسط فی الرزق، الرقم:2067

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: جو شخص اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو (یعنی رزق میں اللہ برکت عطا فرمائے) اور عمر لمبی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ "صلہ رحمی" کرے۔

2: عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ مَا لَهُ مَا لَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبٌ

مَالَهُ تَعْبُدُ اللّٰهَ، وَلاَ تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلاَةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ.

صحیح البخاری، باب وجوب الزکاۃ، الرقم:1396

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس پر لوگوں نے ازراہ تعجب کہا کہ آخر یہ کیا چاہتا ہے؟ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واقعی یہ تو بہت اہم بات ہے۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ) اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو۔

3: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ......مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

صحیح البخاری، باب اکرام الضیف وخدمتہ ایاہ بنفسہ، الرقم:6138

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

4: عَنْ رَجُلٍ مِنْ خَثْعَمَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ الَّذِي تَزْعُمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: إِيمَانٌ بِاللّٰهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ صِلَةُ الرَّحِمِ.

مسند ابو یعلیٰ، حدیث رجل من خثعم لم یسم، الرقم:6839

ترجمہ: قبیلہ خثعم کے ایک شخص نے ہادی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی موجودگی میں سوال کیا: کیا آپ واقعتاً اللہ کے برحق رسول ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! بالکل میں اللہ کا برحق رسول ہوں۔ اس کے بعد اس شخص نے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کے بارے

میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ اللہ پر کامل ایمان لانا۔ سائل نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مزید بھی ارشاد فرمائیں (کہ عقائد اسلامیہ کے بعد اللہ کے ہاں پسندیدہ بات کون سی ہے؟) آپ نے فرمایا: ”صلہ رحمی“ کرنا۔

5: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ مُجْتَمِعُونَ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، اتَّقُوا اللّٰهَ، وَصِلُوا أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ ثَوَابٍ أَسْرَعُ مِنْ صِلَةِ رَحِمٍ۔۔۔، فَإِنَّ رِيحَ الْجَنَّةِ يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَلْفِ عَامٍ، وَاللّٰهِ لَا يَجِدُهَا عَاقٌّ، وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: 5664

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کر بیٹھے تھے، ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور ”صلہ رحمی“ کرو، کیونکہ اس عمل کا ثواب جلدی قبول ہوتا ہے...... جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے لیکن والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اسے سونگھ بھی نہیں پائے گا۔

نوٹ: حدیث مبارک میں یہ علامت (.........) اس لیے لگائی ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہاں کچھ عبارت حذف کر دی گئی ہے۔

6: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ حَاسَبَهُ اللهُ حِسَابًا يَسِيرًا وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ. قَالَ: مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي؟ قَالَ: تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ، وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ، وَتَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ. قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ هٰذَا، فَمَا لِي يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: يُدْخِلُكَ اللهُ الْجَنَّةَ۔

مجمع الزوائد، باب مکارم الاخلاق والعفو عمن ظلم، الرقم: 13697

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین خوبیاں جس شخص میں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کا حساب وکتاب

بہت آسان کر دے گا اور اسے اپنی رحمت کے صدقے جنت میں بھی داخل کرے گا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کون سی تین خوبیاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص تم کو محروم کرے تم اسے نوازدو، جو تمہارے اوپر ظلم کرے اسے معاف کر دو، جو تم سے قطع تعلقی اختیار کرے تم اس سے "صلہ رحمی" کرو۔ جب تم یہ کام کرو گے تو اللہ تمہیں جنت عطا فرمائے گا۔

افسوس یہ ہے کہ آج ہمارا معاشرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے دور ہوتا جارہا ہے۔ ہم اپنے اعزہ و اقارب اور دوست احباب سے ہلکی پھلکی باتوں پر قطع تعلقی کر لیتے ہیں اور خوشیوں پر آنا جانا ختم حتیٰ کہ موت فوت پر بھی اپنی انا اور ضد پر اڑے رہتے ہیں۔ یاد رکھیں! قطع تعلقی کے بیج کو بو کر پیار و محبت کاشت نہیں ہو سکتی۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمیں سنت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

پاکستان مسجد، کوالالمپور، ملائیشیا

جمعرات 2مارچ2017ء

صلح صفائی

اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے جو اعمال محبوب اور جو کام پسند ہیں ان میں ایک ”صلح صفائی“ ہے۔ ادیان عالم میں صرف اسلام ہی ایسا دین ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر مکمل رہنمائی فرماتا ہے، ذاتی و انفرادی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے اجتماعی زندگی کی تمام پیچیدگیوں اور الجھنوں کو سلجھاتا ہے، اس کا موثر اور آسان حل بھی پیش کرتا ہے، اس کا فائدہ محض دنیا تک ہی محدود نہیں رکھتا بلکہ ہمیشہ ہمیش کی کامیابی کے حصول تک مقرر کرتا ہے۔

چونکہ ہر انسان کا مزاج اور طبیعت دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اس لیے اکٹھے رہن سہن، لین دین اور باہمی معاملات و تعلقات میں اکثر اوقات دوسرے کی خلاف مزاج باتوں سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ غلط فہمیاں بڑھتے بڑھتے نفرت و عداوت، قطع کلامی و قطع تعلقی، دشمنی و لڑائی جھگڑے، خون خرابے اور قتل و غارت تک جا پہنچتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرے میں فساد شروع ہو جاتا ہے انسانی نظام زندگی تباہ ہو کر رہ جاتا ہے، حتیٰ کہ خاندانوں کے خاندان اجڑ جاتے ہیں۔

اس موقع پر اسلام ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے؟ قرآن کریم کے متعدد مقامات پر صلح کی اہمیت و ضرورت، اس کی ترغیب اور خاندانی و معاشرتی نظام زندگی میں اس کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے، اسے ”خیر“ سے تعبیر کیا گیا ہے، اسے ضروری قرار دیا گیا ہے، ایسے لوگوں کی مدح اور تعریف کی گئی ہے جو صلح پسند ہوں۔ آیئے اس بارے میں چند احادیث مبارکہ سے سبق لیتے ہیں۔

1: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوا حَتَّى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَالَ اذْهَبُوا بِنَا

نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ۔

صحیح البخاری، باب قول الامام لاصحابہ اذھبوا بنا نصلح، الرقم:2693

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قباء کسی معاملے پر باہم جھگڑ پڑے یہاں تک کہ ہاتھا پائی اور ایک دوسرے پر پتھر پھینکنے کی نوبت آ گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا: ہمارے ساتھ چلو ہم ان کے درمیان "صلح صفائی" کراتے ہیں۔

2: أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِلَيْكَ عَنِّي وَاللهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَشَتَمَهُ فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ (بِالْحَدِيدِ) وَالْأَيْدِي وَالنِّعَالِ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا أُنْزِلَتْ: وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا۔

صحیح البخاری، باب ماجاء فی الاصلاح بین الناس اذا تفاسدوا، الرقم:2691

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی معاملے کے حل کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی گئی کہ آپ عبداللہ بن ابی (منافق) کے پاس تشریف لے چلیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو قبول فرمایا اور ایک دراز گوش (گدھے) پر سوار ہوئے آپ کے ہمراہ چند مسلمان بھی تھے جس طرف آپ جا رہے تھے وہ زمین سیم اور شور والی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو عبداللہ بن ابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھ سے ذرا دور رہیں آپ کے گدھے کی بدبو سے مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔(مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوفت اور

تکلیف دیتا تھا) چنانچہ انصار مدینہ میں سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے سے آنے والی بو تجھ سے بہت اچھی اور خوشبو دار ہے۔ عبداللہ بن ابی کو اس پر غصہ آیا اور اس کی قوم کے ایک شخص نے اس انصاری صحابی کو گالی دی۔ چنانچہ دونوں قوموں کے درمیان لڑائی ہوگئی یہاں تک کہ نوبت ہاتھا پائی پر جا پہنچی۔ چنانچہ اسی موقع پر سورۃ الحجرات کی آیت نازل ہوئی جن کا ترجمہ یہ ہے: اگر اہل ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ جھگڑ پڑیں تو ان کے درمیان "صلح" کرا دو۔

نوٹ: عبداللہ بن ابی بظاہر خود کو مومن کہتا تھا اس لیے قرآن کریم میں اس کے گروہ کو بھی مومن کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص مومن نہیں بلکہ پکا منافق تھا۔

3: عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی اصلاح ذات البین، الرقم:1862

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین مواقع ایسے ہیں جہاں جھوٹ بولنے کی گنجائش موجود ہے، پہلا میاں بیوی کے درمیان صلح کے وقت، دوسرا جنگ میں اور تیسرا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے۔

4: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوا بَلٰى قَالَ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ۔

جامع الترمذی، باب منہ، الرقم:2433

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جو درجہ میں (نفلی) روزے (نفلی) نماز اور (نفلی) صدقے سے بھی زیادہ فضیلت والی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں ؟ ضرور بتایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگوں کے درمیان "صلح صفائی" کرانا ہے۔ اس لیے کہ باہمی ناچاقی اور پھوٹ دین کو ختم کرنے والی چیز ہے۔

5: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُفَتَّحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ فِيهِمَا لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا الْمُهْتَجِرَيْنِ يُقَالُ رُدُّوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی المتھاجرین، الرقم:1946

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں ان دو دنوں کے اندر لوگوں کی مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے لیکن مشرک آدمی اور باہمی عداوت رکھنے والوں کی مغفرت نہیں کی جاتی۔ (فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ) انہیں دیکھتے رہو! انہیں مہلت دو یہاں تک کہ وہ دونوں آپس میں "صلح صفائی" کرلیں۔

6: عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا أَيُّوبَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى صَدَقَةٍ يُحِبُّهَا اللهُ وَرَسُولُهُ؟ تُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَبَاغَضُوا، وتَفَاسَدُوا۔

المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم:3922

ترجمہ: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ایوب! میں تمھیں ایسے نیکی کے بارے میں بتلاتا ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب ہے۔ جب لوگ لڑ جھگڑ پڑیں یا (ان کی محبت میں کسی وجہ

سے کمی آ جائے یعنی) فساد میں مبتلا ہو جائیں، تو ان کے درمیان "صلح صفائی" کرانا۔

صلح کروانے سے متعلق چند بنیادی باتیں:

1. اخلاص نیت کے ساتھ صلح کرائے، مال کمانے، شہرت، دکھلاوے اور ریاء کاری اور دنیاوی مفادات سے بالاتر ہو کر خالص اللہ کی رضا کے لیے صلح کرائے۔
2. صلح کے لیے عدل وانصاف کو ضرور ملحوظ رکھے ظلم وناانصافی سے دور رہے۔
3. صلح کے لیے پہلے اس معاملے میں اہل علم سے رہنمائی ضرور لے۔
4. صلح میں کسی فریق پر حکم لگانے میں عجلت اور جلد بازی سے کام نہ لے بلکہ انتہائی غور وخوض کے ساتھ فیصلہ کرے۔
5. صلح کے لیے ایسے وقت کا انتخاب کرے جب فریقین صلح کے لیے رضامند ہوں، ان کا غصہ وغیرہ ٹھنڈا ہو جائے۔
6. صلح کراتے وقت نرم الفاظ اور دھیما لہجہ اختیار کرے اور فریقین کو ان کے عمدہ اوصاف اور خاندانی شرافت یاد دلائے تاکہ وہ "صلح صفائی" کے لیے تیار ہوں۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

کراچی، پاکستان

جمعرات 9 مارچ 2017ء

حلم و بردباری

اللہ تعالیٰ خود "حلیم" ہیں اور اپنے "حلیم الطبع" لوگوں سے محبت بھی فرماتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں بعض انبیاء کرام اور اپنے نیک بندوں کی صفت حلم کی وجہ سے مدح و تعریف فرمائی ہے۔ حلم کے معانی بردباری اور نرمی اختیار کرنے کے آتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں ناموافق حالات میں نرمی اختیار کرنا اور ناگوار باتوں میں برداشت، ضبط نفس اور غصے کو کنٹرول کرنا "حلم و بردباری" کہلاتا ہے۔

یہاں اس بات کو بطور خاص ملحوظ رکھا جائے کہ حلم و بردباری کی حقیقت یہ ہے کہ انتقام کی طاقت اور قدرت کے باوجود غصے کو پی جانا، تواضع اختیار کرتے ہوئے نرمی کا برتاؤ کرنا اور عفو و درگزر سے کام لینا "حلم و بردباری" کا صحیح مفہوم ہے۔ اگر انتقام لینے کی قدرت ہی نہیں، بدلہ لینے کی طاقت اور سکت ہی نہ ہو یا کسی دنیاوی مفاد کی خاطر سختی کو برداشت کر لیا جائے تو یہ عمل "حلم" نہیں کہلاتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ صفت اپنی حلم سے پیش آتے ہیں، اس لیے ان کے گناہوں، خطاؤں، لغزشوں اور غلطیوں کے باوجود قدرت کاملہ اور جزا و سزا اور عذاب دینے کی طاقت کے معاف فرما دیتے ہیں۔ ان کی غلطیوں، گناہوں اور نافرمانیوں پر فوری گرفت نہیں فرماتے اور اسی وقت عذاب میں مبتلا نہیں کرتے بلکہ انہیں مہلت دیتے ہیں، اپنے انبیاء و رسل کو مبعوث فرماتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو گناہوں اور نافرمانیوں سے بچائیں ان کی اصلاح کریں انبیاء کرام کے بعد اولیاء اللہ اس عظیم مقصد میں انبیاء کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انسانیت کی رہنمائی کرتے ہیں یہ سب کچھ اللہ کی شان حلم کی وجہ سے ہے۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی عمل سے حلم کا نمونہ پیش فرمایا اور اپنی تعلیمات میں اس پر بہت زور دیا ہے

تاکہ معاشرہ میں امن و امان قائم رہے اور باہمی نفرتیں و عداوتیں محبت میں بدل جائیں۔ چند احادیث مبارکہ پیشِ خدمت ہیں:

1: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ۔

صحیح البخاری، باب الحذر من الغضب، الرقم:6114

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقتور وہ شخص نہیں ہے جو کُشتی (پہلوانی) میں لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے بلکہ (حقیقت میں) طاقتور وہ ہے جو غصے کے موقع پر اپنے آپ پر قابو رکھے۔

2: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْها زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ۔

صحیح مسلم، باب فضل الرفق، الرقم:6766

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خود مہربان ذات ہے اور مہربانی کو پسند فرماتا ہے اور جو (انعامات و اعزازات) نرمی کرنے پر عطا فرماتے ہیں وہ سنگدلی و سختی کرنے پر عطا نہیں فرماتے۔

3: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ جُرْعَةٍ أَعْظَمُ أَجْرًا عِنْدَ اللهِ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ كَظَمَهَا عَبْدٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ۔

سنن ابن ماجہ، باب الحلم، الرقم:4189

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: غصے کا وہ گھونٹ جسے کوئی بندہ اللہ کی رضا کے لئے پی لیتا ہے اللہ کے ہاں اس سے بڑھ کر ثواب والا کوئی گھونٹ نہیں۔

4: عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللهُ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُخَيِّرَهُ فِي أَيِّ الْحُورِ شَاءَ۔

سنن ابن ماجہ، باب الحلم، الرقم: 4186

ترجمہ: حضرت معاذ بن انس انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنا غصہ روک لیا جب کہ وہ غصہ (کے مطابق سختی) نافذ کرنے کی طاقت رکھتا تھا اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب مخلوقات کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے مرضی پسند کرلے۔

5: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جَمَعَ اللهُ الْخَلَائِقَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، نَادَى مُنَادٍ: أَيْنَ أَهْلُ الْفَضْلِ؟ فَيَقُومُ نَاسٌ وَهُمْ يَسِيرٌ، فَيَنْطَلِقُونَ سِرَاعًا إِلَى الْجَنَّةِ، فَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُونَ: إِنَّا نَرَاكُمْ سِرَاعًا إِلَى الْجَنَّةِ، فَمَنْ أَنْتُمْ؟! فَيَقُولُونَ: نَحْنُ أَهْلُ الْفَضْلِ. فَيَقُولُونَ: وَمَا فَضْلُكُمْ؟

فَيَقُولُونَ: كُنَّا إِذَا ظُلِمْنَا صَبَرْنَا، وَإِذَا أُسِيءَ إِلَيْنَا عَفَوْنَا، وَإِذَا جُهِلَ عَلَيْنَا حَلُمْنَا فَيُقَالُ لَهُمْ: ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ. قَالَ: ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ: أَيْنَ أَهْلُ الصَّبْرِ، فَيَقُومُ نَاسٌ وَهُمْ يَسِيرٌ فَيَنْطَلِقُونَ إِلَى الْجَنَّةِ سِرَاعًا، فتلقاهم الْمَلَائِكَةُ، فَيَقُولُونَ: إِنَّا نَرَاكُمْ سِرَاعًا إِلَى الْجَنَّةِ؟ فَمَنْ أَنْتُمْ؟! فَيَقُولُونَ: نَحْنُ أَهْلُ الصَّبْرِ. فَيَقُولُونَ: وَمَا صَبْرُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: كُنَّا نَصْبِرُ عَلَى طَاعَةِ اللّٰهِ- عَزَّ وَجَلَّ- وَكُنَّا نَصْبِرُ عَنْ مَعَاصِي اللهِ. فَيُقَالُ لَهُمْ: ادْخُلُوا الْجَنَّةَ،

فَنِعۡمَ أَجۡرُ الۡعَامِلِينَ۔

اتحاف الخیرۃ المھرۃ، باب فی مجازات اھل الصبر واھل الفضل، الرقم:7786

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے دن) جب اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو جمع کرے گا تو ایک آواز لگانے والا پکارے گا اہل الفضل (فضیلت والا طبقہ) کہاں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ جو تعداد میں زیادہ نہیں ہوں گے وہ اٹھیں گے اور جلدی جلدی جنت کی طرف چل پڑیں گے، اس دوران ان کو فرشتے ملیں گے وہ ازراہ تعجب پوچھیں گے کہ کیا بات ہے کہ تم لوگ جلدی جلدی جنت کی طرف دوڑے جا رہے ہو؟ تم ہو کون؟ وہ کہیں گے کہ ہم "اہل الفضل" ہیں۔ فرشتے سوال کریں گے کہ تم میں باعث فضیلت کیا چیز ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ جب ہم پر ظلم کیا جاتا تھا تو ہم صبر سے کام لیتے تھے، جب ہمیں کوئی تکلیف دی جاتی تو ہم (باوجود طاقت اور قدرت کے) غصہ کو کنٹرول کرتے تھے۔ فرشتے ان کی باتیں سن کر کہیں گے جنت میں تشریف لے چلو کیونکہ نیک اعمال کرنے والوں کے لیے یہ (جنت) بہت ہی اچھا ٹھکانہ ہے۔

6: عَنۡ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنۡهَا، قَالَتۡ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللهِ صَلَّى الله عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَقُوۡلُ: وَجَبَتۡ مَحَبَّةُ اللهِ عَلَى مَنۡ أُغۡضِبَ فَحَلُمَ.

الترغیب والترھیب للاصبھانی، باب فی الترغیب فی الحلم، الرقم:1185

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی کی محبت اس شخص کے لیے یقینی طور پر ضروری ہو جاتی ہے جو غصہ کے وقت حلم بردباری سے کام لیتا ہے۔

7: عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ دِينَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الۡحَلِيمَ الۡحَيِيَّ الۡغَنِيَّ الۡمُتَعَفِّفَ، وَيُبۡغِضُ الۡفَاحِشَ

الْبَذِیْءَ السَّائِلَ الْمُلْحِفَ»

الحلم لابن ابی الدنیا، باب محبۃ اللہ للحلیم، الرقم:54

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ باحیاء، حلیم وبردبار شخص سے محبت فرماتے ہیں۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ شریعت میں جس غصہ کی ممانعت ہے جن مواقع پر ضبط نفس اور حلم وبردباری کا حکم ہے اس سے مراد وہ امور ہیں جن کا تعلق دنیاوی معاملات سے ہے اگر معاملہ دینی حمیت و غیرت کا ہو یعنی مقدس شخصیات کی بے حرمتی، اسلامی شعائر کی پامالی اور شرعی احکامات کا تمسخر اڑایا جا رہا ہو تو وہاں غصہ کا نہ آنا مذموم ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں مال و دولت اور سامان عیش و عشرت کی بہتات ہے، کمی ہے تو صرف انسانی و اخلاقی اقدار کی جن کے بغیر معاشرے میں محبتیں، الفتیں اور باہمی خوشیاں نصیب نہیں ہو سکتیں، آیئے سب مل کر معاشرے میں پھر سے وہ خوشیاں لائیں تاکہ دنیا و آخرت کی خوشحالی و کامیابی ہمارا مقدر بن سکے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

ملتان، پاکستان

16 مارچ، جمعرات، 2017ء

عفو و درگزر

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت "عفو" بھی ہے۔ جس کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ مجرم، خطاکار اور سزاو عذاب کے مستحق کو معاف کرنے والا اور اس کی نافرمانیوں، خطاؤں اور سیئات سے درگزر کرنے والا۔ جرم، غلطی اور نافرمانی کے باوجود سخت برتاؤ کے بجائے نرمی و محبت سے پیش آنے والا۔ تمام انبیاء بالخصوص خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفتِ "عفو" کے مکمل نمونہ اور آئینہ دار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی اس دعویٰ کی سب سے بڑی، روشن اور واضح دلیل و برہان ہے۔

چنانچہ سیرت کی تمام کتب میں ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھوں، مصیبتوں، پریشانیوں اور مشکل حالات سے دوچار کرنے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو رنج و غم اور تکالیف میں مبتلا کرنے والے، آپ کو ہر طرح کی اذیتیں دینے والے، مارنے پیٹنے والے، گردن مبارک میں کپڑے اور رسیاں ڈال کر بھینچنے اور بَل دینے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس جسم کو تیر و تفنگ، نیزوں اور پتھروں سے لہولہان کرنے والے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذہنی کوفت دینے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ساحر، مجنون اور دیوانہ جیسے ناپاک جملے کسنے والے، آپ کو اپنے وطن سے ہجرت پر مجبور کرنے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب علیہم الرضوان کو خاک و خون میں تڑپا تڑپا کر شہید کرنے والے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے پیاسے کھانے میں زہر دینے والے لوگ جب مفتوح، جنگی قیدی اور بے بس ہو کر مکمل طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دسترس میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

نہ صرف یہ کہ دل و جان سے معاف کر دیا بلکہ ان کو اپنے سینے سے لگایا اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ لوگ جو کبھی اسلام کو دیس نکالا دینا چاہتے تھے اسلام نے خود انہی کے دلوں میں ڈیرہ ڈال دیا۔

انسانی معاشرے میں امن و امان اور سکون و راحت کا خوشگوار ماحول بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے "عفو و در گزر" پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر عفو و در گزر کی فضیلت، اجر و ثواب، اس کی معاشرتی اہمیت و ضرورت کو واضح لفظوں میں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ کے برگزیدہ نیک بندوں کی اعلیٰ صفات کا جہاں تذکرہ ہے وہاں پر ان کی "عفو و در گزر" جیسی عمدہ صفت سر فہرست ہے۔ چونکہ غصہ کا آنا ایک فطری عمل ہے اور اس کی وجہ سے معاشرہ میں خون خرابہ، قتل و غارت اور دشمنی و عداوت پیدا ہوتی ہے اس لیے شریعت نے اس کا حل "عفو و در گزر" کو قرار دیا ہے۔

لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ "عفو و در گزر" کا حکم ایسے معاملات میں ہے جن کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہوتا ہے اور اگر معاملہ دین اسلام اور پیغمبر اسلام کی عزت و حرمت کا ہو تو وہاں غصہ کا نہ آنا مذموم و ناپسند ہے۔

وہ کفار اور دین دشمن قوتیں جو اسلام اور اہل اسلام کو مٹانے کے درپے ہوں ان کے بارے میں ہرگز "عفو و در گزر" کا حکم نہیں۔ اسی طرح سماجی برائیوں کو روکنے اور ختم کرنے کے لیے قانونی سزائیں جاری کرنے میں بھی "عفو و در گزر" سے کام نہیں لیا جائے گا ورنہ بد امنی مزید پھیلے گی۔

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے "عفو و در گزر" کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں واقعات ملتے ہیں وہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم اور خوب ترغیب بھی دی ہے۔ چنانچہ

1: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔۔۔۔مَا زَادَ اللهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلاَّ عِزًّا۔

صحیح مسلم، باب استحباب العفو والتواضع، الرقم:6757

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاف کرنے والے کی اللہ تعالیٰ عزت بڑھا دیتے ہیں۔

2: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: اِرْحَمُوا تُرْحَمُوا، وَاغْفِرُوا يَغْفِرِ اللهُ لَكُمْ

مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو، الرقم:6541

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہو کر فرمایا: تم مخلوق پر رحم کرو اللہ تم پر رحم فرمائے گا اور تم لوگوں کو معاف کرو اللہ تمہیں معاف کرے گا۔

3: عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُشْرِفَ لَهُ الْبُنْيَانُ، وَتُرْفَعَ لَهُ الدَّرَجَاتُ، فَلْيَعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَهُ، وَلْيُعْطِ مَنْ حَرَمَهُ وَيَصِلْ مَنْ قَطَعَهُ۔

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ جنت میں اس کے لیے محلات تعمیر کیے جائیں اور اس کے درجات بلند کر دیے جائیں تو اسے چاہیے کہ وہ ظلم کے جواب میں عفو و درگزر سے کام لے، محروم کرنے والے کو عطا کرے اور قطع تعلقی کرنے والے سے صلہ رحمی کا سلوک کرے۔

مستدرک حاکم، تحت تفسیر سورۃ آل عمران، الرقم:3161

4: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ....مَنْ أَتَاهُ أَخُوهُ مُتَنَصِّلًا فَلْيَقْبَلْ ذَلِكَ مِنْهُ مُحِقًّا كَانَ أَوْ مُبْطِلًا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ لَمْ يَرِدْ عَلَيَّ الْحَوْضَ»

مستدرک حاکم، کتاب البر والصلة، الرقم:7258

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس اس کا بھائی معذرت خواہ ہو کر آئے تو اس کا عذر قبول کرے خواہ صحیح ہو یا غلط۔ اگر ایسا نہیں کرے گا تو میرے حوض پر نہ آئے۔

5: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ حَاسَبَهُ اللَّهُ حِسَابًا يَسِيرًا وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ» قَالُوا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ، وَتَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ، وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ» قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ، فَمَا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَنْ تُحَاسَبَ حِسَابًا يَسِيرًا وَيُدْخِلَكَ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ»

مستدرک حاکم، تحت تفسیر سورة اذا السماء انشقت، الرقم:3912

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین عادتیں جس شخص کے اندر ہوں گی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے آسان حساب و کتاب لے گا اور اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کون سی تین عادات ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: جو تمہیں محروم کرے تم اسے نواز دو، جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے جوڑو اور جو تجھ پر ظلم کرے تم عفو و درگزر سے کام لو۔ جب تم یہ کام کر لو تو جنت میں داخل ہو جانا۔

6: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ إِذْ رَأَيْنَاهُ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ ثَنَايَاهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا

أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي؟ قَالَ: رَجُلَانِ مِنْ أُمَّتِي جَثَيَا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: يَا رَبِّ خُذْ لِي مَظْلِمَتِي مِنْ أَخِي، فَقَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلطَّالِبِ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِأَخِيكَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَيْءٌ؟ قَالَ: يَا رَبِّ فَلْيَحْمِلْ مِنْ أَوْزَارِي قَالَ: وَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُكَاءِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ ذَاكَ الْيَوْمَ عَظِيمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ أَنْ يُحْمَلَ عَنْهُمْ مِنْ أَوْزَارِهِمْ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِلطَّالِبِ ارْفَعْ بَصَرَكَ فَانْظُرْ فِي الْجِنَانِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: يَا رَبِّ أَرَى مَدَائِنَ مِنْ ذَهَبٍ وَقُصُورًا مِنْ ذَهَبٍ مُكَلَّلَةً بِاللُّؤْلُؤِ لِأَيِّ نَبِيٍّ هَذَا أَوْ لِأَيِّ صِدِّيقٍ هَذَا أَوْ لِأَيِّ شَهِيدٍ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ، قَالَ: يَا رَبِّ وَمَنْ يَمْلِكُ ذَلِكَ؟ قَالَ: أَنْتَ تَمْلِكُهُ، قَالَ: بِمَاذَا؟ قَالَ: بِعَفْوِكَ عَنْ أَخِيكَ، قَالَ: يَا رَبِّ فَإِنِّي قَدْ عَفَوْتُ عَنْهُ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: فَخُذْ بِيَدِ أَخِيكَ فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ " فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: «اتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُصْلِحُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ»

مستدرک حاکم، کتاب الاھوال، الرقم:8718

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک بار ہماری مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کس وجہ سے آپ مسکرا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے دو آدمیوں نے اللہ رب العزت کے ہاں کسی معاملہ پر بحث و مباحثہ کیا ایک ان میں سے کہنے لگا کہ اے اللہ میرے بھائی نے جو مجھ پر زیادتی کی مجھے اس کا بدلے میں اس کی نیکیاں عطا کر۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کہا: اس کی نیکیاں تمہیں کیسے بدلے کے طور پر دوں وہ تو ختم ہو چکی ہیں؟ وہ شخص کہنے لگا اے میرے رب پھر

میرے گناہ اس پر ڈال دے۔ یہ بات کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بہہ پڑیں آپ روئے پھر فرمایا: بے شک وہ دن بہت بڑا دن ہے اس دن لوگ یہ چاہیں گے کہ ان کے گناہ ان سے ہٹا کر دوسروں پر ڈال دیے جائیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نیکیاں طلب کرنے والے شخص سے فرمایا: آنکھ اٹھاؤ اور دیکھو۔ اس نے آنکھ اٹھائی اور کہا: اے میرے رب میں سونے کے شہر اور سونے کے محلات دیکھ رہا ہوں جس میں موتی جڑے ہوئے ہیں یہ کسی نبی کے لیے ہیں؟ یا کسی صدیق یا کسی شہید کے لیے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ اس کے لیے جو اس کی قیمت ادا کرے گا۔

وہ شخص کہنے لگا کہ اس کی قیمت کون ادا کرے گا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو اس کا مالک ہو سکتا ہے۔

وہ شخص پوچھنے لگا کہ وہ کیسے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے بھائی کو معاف کر دے تو تو اس کا مالک بن سکتا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ اے میرے رب میں نے اپنے بھائی کو معاف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل ہو جا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو آیت کی تفسیر کے طور پر ذکر فرمایا کہ جس کا ترجمہ یہ ہے: اللہ سے ڈرو اور باہمی صلح صفائی سے معاملات طے کرو، بے شک اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے والے ہیں۔

آج ہمارے معاشرے کو بدلہ، زیادتی اور انتقامی جذبات کی آگ نے ہر طرف سے جھلسا رکھا ہے، ہمارے اخلاق و عادات کو ظلم کی دیمک چاٹ رہی ہے، ہر طرف سے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، ہر شخص نواب کے مقابلے میں ڈیڑھ نواب بننے کو تُلا بیٹھا ہے، غلطی اور جرم سے بڑھ کر سزا اور بدلے کی روش ظلم در ظلم کی شکل میں دکھائی دے رہی ہے، افسوس کہ آج ہمارے دل، رحم و

کرم، صبر و تحمل اور عفو و در گزر جیسے اعلیٰ اوصاف سے یکسر خالی ہو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری اجتماعی طاقت کا شیرازہ بکھر کر پارہ پارہ ہو چکا ہے، باہمی نفرت و عداوت، لڑائی جھگڑے اور انتقامی کارروائیوں نے ہماری ہیبت و جلال، سطوت و شوکت اور وجاہت و دبدبے کو سلب کر لیا اور آپسی انتشار کی وجہ سے ہماری ہوا اکھڑ گئی ہے۔ آیئے عزم کریں! محض ارادے نہیں بلکہ فیصلے کریں! کہ ہم سب ایسی زندگی گزاریں گے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہو، معاشرے کو خوشگوار، محبت افزاء اور پر امن بنانے کے لیے بقائے باہمی پر عمل کریں گے اور اپنے اندر دیگر اعلی اوصاف کی طرح "عفو و در گزر" کی صفت بھی پیدا کریں گے۔ آئندہ اس امید بلکہ پختہ یقین کے ساتھ لوگوں کی غلطیاں اور جرائم کو معاف کریں گے کہ کل قیامت اللہ کریم "عفو و در گزر" کا معاملہ کرتے ہوئے ہماری غلطیاں اور ہمارے جرائم معاف کر دے گا۔

نوٹ: اپنی روزمرہ کی دعاؤں میں درج ذیل دعا کو بطور خاص شامل فرمالیں:

اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عنا یاغفور یا کریم۔ اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند فرماتا ہے، ہمیں معاف فرما! اے بخشنے والے، اے کرم کرنے والے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

(دستخط)

کوئٹہ، پاکستان

23مارچ، جمعرات، 2017ء

صدق و سچائی

اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرے کو جن خطوط پر چلنے کا حکم دیا ہے ان میں سے ایک "صدق" بھی ہے۔ صدق و سچائی اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام علیہم السلام، بالخصوص خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، ملائکہ، اولیاء و صلحاء اور ہر منصف مزاج سلیم الفطرت شخص کا درجہ بدرجہ مشترکہ وصف ہے۔ اپنی اہمیت کے حوالے سے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر انسان خواہ وہ مومن ہو یا کافر، مسلم ہو یا غیر مسلم، نیک ہو یا بد، حاکم ہو یا رعایا، افسر ہو یا ملازم، قائد ہو یا کارکن، استاد ہو یا شاگرد، پیر ہو یا مرید، امیر ہو یا غریب، اپنا ہو یا پرایا، والدین ہوں یا اولاد الغرض زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

انسانی معاشرے کا امن و سکون، راحت و چین اور اس کی تعمیر و ترقی کی بنیاد صدق پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اس کو اپنانے کی بہت تاکید آئی ہے، قرآن و سنت کی تعلیمات میں اس کی فضیلت اور ضرورت روزروشن کی طرح واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب قرآن کریم کے متعدد مقامات پر صدق و سچائی، سچ بولنے والے مرد و عورت کی فضیلت، صادقین کا مصداق، آخرت میں صادقین کے انعام و اکرام، ان کے مقام و مرتبہ، مخلوق میں مقبولیت اور سب سے بڑھ خالق کے ہاں ان کی محبوبیت کا تذکرہ موجود ہے۔ قرآن و سنت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق کا مفہوم بہت وسیع ہے یہ صرف قول کی سچائی میں منحصر نہیں بلکہ قول کے ساتھ ساتھ فعل اور اعتقاد میں بھی سچائی کو شامل ہے۔ چند آیات قرآنیہ کا مفہوم پیش خدمت ہے:

سورۃ النساء آیت نمبر 69 میں ان چار طبقات کا خصوصی طور پر تذکرہ موجود ہے جن کو اللہ نے خود انعام یافتہ قرار دیا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنۡ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِم مِّنَ

النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِینَ۔

ترجمہ: جو شخص اللہ کی اطاعت کرے گا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا تو وہ (آخرت میں) ان کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ ہیں۔

سورۃ المائدہ آیت نمبر 119 میں صادقین کو روز قیامت صدق کی وجہ سے جنت ملنے کا تذکرہ موجود ہے:

قَالَ اللّٰہُ ھَذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصَّادِقِینَ صِدْقُھُمْ لَھُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِی مِنْ تَحْتِھَا الْأَنْھَارُ خَالِدِینَ فِیھَا أَبَدًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوا عَنْہُ ذَلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیمُ

ترجمہ: آج (قیامت) کے دن صادقین کو ان کا صدق نفع اور فائدہ دے گا ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس خلد بریں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

سورۃ التوبہ آیت نمبر 119 میں صادقین کی معیت میں رہنے کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا:

یَاأَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین سے ساتھ رہو۔

سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 22 تا 24 میں قول و قرار کے سچے لوگوں کی مدح و توصیف بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

وَلَمَّا رَأَی الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا ھَذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُولُہُ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُولُہُ وَمَا زَادَھُمْ إِلَّا إِیمَانًا وَتَسْلِیمًا۔ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَنْ قَضَی نَحْبَہُ وَمِنْھُمْ مَنْ یَنْتَظِرُ وَمَا

بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (23) لِيَجْزِيَ اللهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا۔

ترجمہ: اور جب اہل ایمان نے فوجوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا بالکل سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے، ان کے ایمان اور اطاعت میں مزید پختگی آئی۔ ایمان والوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کیے ہوئے اپنے عہد کو سچ کر دکھلایا جبکہ کچھ ان میں پورا کر چکے اور کچھ ابھی انتظار میں ہیں اور ذرہ برابر بھی تبدیل نہیں ہوئے، تا کہ اللہ صادقین کو ان کے صدق کی وجہ سے جزا و انعام عطا کرے۔

سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 35 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

مفہوم آیت: صدق و سچائی اور بعض دیگر صفات سے متصف مرد و عورت کی جزاء و انعام کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کو مقرر کر دیا ہے۔

سورۃ الحجرات آیت نمبر 15 اور سورۃ الحشر آیت نمبر 8 میں صادقین کا مصداق ذکر کیا گیا ہے دونوں آیات مبارکہ کا مشترکہ طور پر خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ صادقین وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، دین اسلام پر شکوک و شبہات نہ کرے، اپنی جان و مال کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ سر انجام دے، اللہ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے کام کرے اور جب کبھی وقت

پڑے تو اللہ اور اس کے رسول کے دین کی حفاظت کے لیے ہر طرح کی ممکن نصرت و کوشش کرے۔

فرامین خدا کی طرح فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی صدق کے بہت سے فضائل و مناقب مذکور ہیں: اسے دل کا اطمینان، دنیوی و اخروی نجات کا وسیلہ، حصول جنت کا سبب، خدا کی خوشنودی و رضا کا باعث، مال میں برکت اور خیر کا ذریعہ جبکہ شرمندگی، ندامت، پچھتاوے، ہلاکت اور جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

1: عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ صِدِّيقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ كَذَّابًا.

صحیح مسلم، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ، الرقم:6803

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدق ایسا عمل ہے جو نیکی کی راہ پر چلاتا ہے اور نیکی والا راستہ سیدھا جنت جاتا ہے اور بے شک آدمی سچ بولتا رہتا ہے بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ "صدیق" بن جاتا ہے۔ اور جھوٹ ایسا عمل ہے جو برائی کی راہ پر چلاتا ہے اور برائی والا راستہ سیدھا جہنم جاتا ہے اور بے شک جب کوئی آدمی جھوٹ کی عادت ڈال لیتا ہے وہ جھوٹ بولتا رہتا ہے بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

2: عن حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا

وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَ كَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

صحیح البخاری، باب اذا بین البیعان ولم یکتما و نصحا، حدیث 2079

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والوں کو اس وقت تک معاملہ ختم کرنے کا اختیار ہے جب تک وہ دونوں جدا نہ ہو جائیں اگر ان دونوں نے اس چیز کے بارے سچ بولا اور اس چیز کی حقیقت صحیح صحیح بیان کر دی یعنی اگر کوئی عیب وغیرہ تھا بھی سہی تو وہ بتلا دیا تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ جھوٹ سے کام لیں تو اس چیز سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

3: عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ۔

جامع الترمذی، باب منہ، الرقم: 2518

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد ہے کہ صدق باعث اطمینان ہے جبکہ کذب باعث بے قراری ہے۔

4: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اضْمَنُوا لِي سِتًّا أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ اصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ وَ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ۔

صحیح ابن حبان، باب الصدق والامر بالمعروف، الرقم: 271

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے 6 چیزوں کی تم ضمانت دے دو، جنت کی ضمانت میں تمہیں دیتا

ہوں۔ جب بولو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو پورا کرو، امانت ادا کرو، شرم گاہوں کی حفاظت کرو، نگاہوں کو غیر محرم سے بچاؤ اور ظلم سے اپنے آپ کو روک کے رکھو۔

5: مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ قِيلَ لِلُقْمَانَ الْحَكِيمِ: مَا بَلَغَ بِكَ مَا نرَى؟ قال مالك: يُرِيدُونَ الْفَضْلَ، قَالَ لُقْمَانُ: صِدْقُ الْحَدِيثِ، وَأَدَاءُ الأَمَانَةِ، وَتَرْكُ مَا لاَ يَعْنِينِي.

مؤطا امام مالک، باب ماجاء فی الصدق والکذب، الرقم:2087

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حکیم لقمان سے پوچھا گیا کہ آپ کو فضل و کمال اور عظیم الشان مرتبہ کیسے ملا؟ انہوں جواب دیا کہ قول و قرار میں صدق و سچائی، امانت داری اور فضول کاموں اور لایعنی و بے کار باتوں سے اپنے آپ کو بچانے کی وجہ سے حاصل ہوا۔

6: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا: حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيثٍ، وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِي طُعْمَةٍ

مسند احمد، الرقم:6652

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب چار عادات تمہارے اندر پیدا ہو جائیں تو دنیا کی پریشانیاں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ وہ چار عادات یہ ہیں:

- ❖ امانت داری
- ❖ صدق
- ❖ حسن خلق
- ❖ حلال رزق۔

7: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا عَمَلُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: الصِّدْقُ، وَإِذَا صَدَقَ الْعَبْدُ بَرَّ، وَإِذَا بَرَّ آمَنَ، وَإِذَا آمَنَ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، باب ماجاء ان الصدق من الایمان، الرقم:324

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! کوئی ایسا عمل بتلائیں جس کی وجہ سے جنت مل جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدق۔ کیونکہ صدق کو اختیار کرنے والا شخص نیک ہے اور نیکی کرنے والا پر امن ہے اور پر امن رہنے والا جنت میں داخل ہو گا۔

8: عن أَوْسَطَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ وَهُمَا فِي النَّارِ۔

موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان، باب فی الصدق والکذب، الرقم:106

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اوپر صدق لازم ہے کیونکہ وہ نیک اعمال میں سے ایک عمل ہے اور وہ دونوں یعنی صدق اور نیک عمل جنت میں داخلے کا سبب ہے اور تم جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے اور وہ دونوں یعنی جھوٹ اور گناہ دونوں جہنم میں داخلے کا سبب ہیں۔

ایک علمی نکتہ:

قرآن و سنت میں صادق، صدوق اور صدیق کے الفاظ موجود ہیں ان کے معنیٰ اور مفہوم میں فرق ہے وہ اس طرح کہ سچے شخص کو "صادق"، بہت سچے کو

"صدوق" جبکہ بہت ہی زیادہ سچے کو "صدیق" کہا جاتا ہے۔

لمحہ فکریہ!

جھوٹ فیشن بن چکا ہے، جو جس قدر جھوٹا اور فراڈ کرنے والا ہوتا ہے لوگ اسے اتنا ہی سمجھ دار سمجھتے ہیں۔ معاشرے سے صدق و سچائی کی اہمیت کم جبکہ جھوٹ کی زیادہ ہو رہی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس گناہ کا احساس مر چکا ہے۔ حالانکہ یہ ایسا عمل ہے جس سے پورا معاشرہ بے سکونی اور رزق کی تنگی میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے۔

ایک حدیث مبارک میں جھوٹ بولنے کو منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

9: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

صحیح البخاری، باب علامۃ المنافق، الرقم:33

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

ہمارا المیہ ہے کہ لوگ جھوٹ بولنے کو عام معمول کی بات سمجھنے لگے ہیں، اسٹیج ڈراموں، میلوں ٹھیلوں اور مختلف تقریبات میں جھوٹ کو ضروری تصور کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ

10: عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ۔

سنن ابی داؤد، باب فی التشدید فی الکذب، حدیث 4338

ترجمہ: (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جو شخص لوگوں کو ہنسانے کے لیے

جھوٹ بولے تو اس کے لیے ہلاکت ہو اس کے لیے ہلاکت ہو۔

11: عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: وَاللّٰهِ، إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ فِي الرَّفَاهِيَةِ يُضْحِكُ بِهَا جُلَسَاءَهُ، فَتُرْدِيهِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔

کتاب الزھد لابن مبارک، باب من کذب فی حدیثہ لیضحک بہ الناس، الرقم:734

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی بندہ لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ جہنم کے ایسے گڑھے میں جا گرتا ہے جس کا فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلے سے بھی زیادہ ہے۔

12: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی الصدق والکذب، الرقم:1895

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ملائکہ اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے میلوں دور چلے جاتے ہیں۔

13: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا فَقَالَتْ هَا تَعَالَ أُعْطِيكَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيهِ قَالَتْ أُعْطِيهِ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ۔

سنن ابی داؤد، باب فی التشدید فی الکذب، الرقم:4339

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، میری والدہ نے مجھے بلایا

اور کہا کہ آؤ میں تمہیں ایک چیز دیتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری والدہ سے پوچھا کہ بچے کو کیا دینا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا کھجور۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کو بلاتی اور کچھ نہ دیتی تو تمہارے نامہ اعمال میں جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

14: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْكَذِبُ يُنْقِصُ الرِّزْقَ»

مساوی الاخلاق للخرائطی، باب ماجاء فی الکذب، الرقم:113

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ بولنا رزق کو کم کر دیتا ہے۔

مذکورہ بالا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آپ خود اندازہ لگائیں بھلا ہمارے دین اور ہماری شریعت میں اپریل فول جیسی غیر اسلامی، غیر اخلاقی اور غیر فطری رسم کی کیا کچھ گنجائش بھی نکلتی ہے؟ جھوٹ کو ایک رسم کے طور پر منانا سوائے جہالت اور نادانی کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمیں سچ کی دولت نصیب فرمائے اور جھوٹ جیسی لعنت سے ہمارے پورے معاشرے کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، پشاور، پاکستان

جمعرات، 30 مارچ، 2017ء

پردہ پوشی

اللہ تعالیٰ نے انسان میں جیسے اطاعت (شریعت کے مطابق زندگی گزارنے) کی طاقت رکھی ہے، ویسے ہی گناہ (غیر شرعی طرز معاشرت پر زندگی برباد کرنے) کی قوت بھی رکھی ہے۔ دور حاضر میں اہل اسلام تعداد میں کم ہیں نہ ہی دولت، اقتدار، اسباب وسائل میں کسی قوم سے پیچھے ہیں لیکن بحیثیت قوم عزت و وقار سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، باہمی عداوت، نفرت، بغض وعناد اور حسد و جلن جیسے دیمک نے اس کے مضبوط اور با اثر وجود کو چاٹنا شروع کر دیا ہے، نتیجۃً مسلمان اخلاقی اور روحانی اعتبار سے کھوکھلا ہو چکا ہے۔ جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایسی معاشرت سپرد کی تھی، جس میں باہمی محبت، انس و مودت، اخوت و بھائی چارگی، خیر خواہی و ہمدردی، شفقت واحترام، عزت و توقیر اور عظمت و مرتبت موجود تھی، اس حوالے سے آپ کی زبان مبارک سے تمام مسلمانوں کو آپس میں "اخوت" کے اعزاز سے نوازا گیا۔

روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمان خواہ کسی بھی رنگ، نسل، قبیلے، برادری یا علاقے سے تعلق رکھتے ہوں ان کا آپس میں بھائیوں والا تعلق ہونا چاہیے ایک مسلمان کی خوشی سے دوسرے کو بھی خوشی حاصل ہونی چاہیے اور اگر کسی ایک کو کوئی دکھ، رنج، الم یا پریشانی پیش آتی ہے تو اس کی تکلیف بھی تمام مسلمانوں کو محسوس ہونی چاہیے۔

آپس میں اجتماعی زندگی گزارتے وقت کئی طرح کے امور پیش آتے ہیں مختلف مزاج انسانوں کے جمگھٹے میں بعض ناگوار اور غیر مناسب باتیں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ایسے مواقع پر اسلام ہمیں غیر مناسب باتوں کو اچھالنے کی بجائے چُھپانے کا درس دیتا ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم "پردہ دری" کے ماحول میں پروان چڑھ رہے ہیں

جب کہ ہمیں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے "پردہ پوشی" والے مقدس ماحول بنانے کا حکم دیا تھا۔ آپس میں رہتے ہوئے اگر کسی کا کوئی عیب گناہ یا غیر اخلاقی کام دیکھ لیں تو اسے جگہ جگہ اچھالنے سے گریز کریں، بلکہ اسے چھپالیں۔ خوشگوار اجتماعی زندگی گزارنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اصول ذکر فرمائے ہیں ان میں سے ایک پردہ پوشی بھی ہے۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

1: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

صحیح مسلم، باب بشارۃ من ستر اللہ تعالیٰ عیبہ فی الدنیا، الرقم:4692

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کو چھپائے گا (اسے ذلت و رسوائی سے بچائے گا) تو اللہ کریم روز قیامت اس کے گناہوں کو چھپالیں گے۔

2: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ أَخِيهِ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف، الرقم:2869

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی مسلمان پریشانی اور تکلیف میں مبتلا ہے تو اس کی پریشانی اور تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرو، جو شخص کسی کی دنیاوی پریشانی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی پریشانیوں کو دور فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان بھائی

کے لیے کسی معاملے میں آسانی پیدا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت کی میں آسانیاں ہی آسانیاں پیدا فرمائیں گے، جب تک آدمی اپنے بھائی کی ہر ممکن مدد کرنے میں لگا رہتا ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی ''امداد'' فرماتے رہتے ہیں۔

3: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَى مُؤْمِنٌ مِنْ أَخِيهِ عَوْرَةً، فَيَسْتُرُهَا عَلَيْهِ، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ

المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم:1480

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مومن بھائی کے عیوب کو دیکھ کر چھپالیتا ہے تو اللہ اسے بدلے میں جنت عطا فرمائیں گے۔

4: عَنْ دُخَيْنٍ كَاتِبِ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِعُقْبَةَ: إِنَّ لَنَا جِيرَانًا يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ، وَأَنَا دَاعٍ لَهُمُ الشُّرَطَ فَيَأْخُذُوهُمْ. فَقَالَ: لَا تَفْعَلْ، وَلَكِنْ عِظْهُمْ وَتَهَدَّدْهُمْ. قَالَ: فَفَعَلَ فَلَمْ يَنْتَهُوا، قَالَ: فَجَاءَهُ دُخَيْنٌ. فَقَالَ: إِنِّي نَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا، وَأَنَا دَاعٍ لَهُمُ الشُّرَطَ. فَقَالَ عُقْبَةُ: وَيْحَكَ لَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ مُؤْمِنٍ، فَكَأَنَّمَا اسْتَحْيَا مَوْءُودَةً مِنْ قَبْرِهَا۔

صحیح ابن حبان،، باب ذکر اعطاء اللہ من ستر عورۃ اخیہ المسلم، الرقم:17395

ترجمہ: دُخین نامی ایک شخص نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو اپنے پڑوسیوں کے بارے میں بتایا کہ وہ شراب خوری کرتے ہیں پھر ان سے پوچھا کیا میں ان کی اطلاع پولیس کو کر دوں؟ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ہرگز نہیں! بلکہ تم ان کو سمجھاؤ اور اللہ کے خوف سے ڈراؤ۔ ابو الہیثم کہنے لگے کہ میں نے انہیں بارہا اس کام سے باز رہنے کو کہا لیکن وہ نہیں رکتے۔ کیا ایسی صورت میں ان کی

اطلاع پولیس کو کر دوں؟ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ کے بندے! ایسا نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کو اس کا اتنا بڑا اجر عطا فرماتے ہیں جیسے اس نے زندہ در گور کی جانے والی بچی کو زندہ بچا لیا ہو۔

5: عَنْ مَكْحُولٍ أَنَّ عُقْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ - أَتَى مَسْلَمَةَ بْنَ مُخَلَّدٍ، بِمِصْرَ، وَكَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَوَّابِ شَيْءٌ، فَسَمِعَ صَوْتَهُ فَأَذِنَ لَهُ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ آتِكَ زَائِرًا، وَلَكِنِّي جِئْتُكَ لِحَاجَةٍ، أَتَذْكُرُ يَوْمَ - قَالَ عَبَّادٌ، فِي حَدِيثِهِ - قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَلِمَ مِنْ أَخِيهِ سَيِّئَةً، فَسَتَرَهَا سَتَرَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ "فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: لِهَذَا جِئْتُ۔

مسند احمد، حدیث مسلمۃ بن خالد، الرقم: 16960

ترجمہ: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کے پاس ملنے کے لیے تشریف لے گئے تو مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کے دربان نے آپ کو اندر جانے سے روک دیا اور آپس میں کچھ باتیں کرنے لگے اندر سے مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنے چوکیدار سے کہا کہ انہیں اندر آنے دیں۔ جب حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے میں محض آپ کی زیارت کے لیے نہیں آیا بلکہ مجھے آپ سے ایک کام بھی ہے۔ کیا آپ کو وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا " جسے اپنے بھائی کی برائی یا غیر اخلاقی کام کے بارے میں معلوم ہو جائے اور وہ اسے چھپا لے یعنی اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے تو اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔" مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں مجھے آپ علیہ السلام کا یہ فرمان یاد ہے چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں محض اسی

لیے آپ کے پاس حاضر ہوا تھا کہ آپ سے اس کی تصدیق حاصل کرلوں۔

6: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِیهِ الْمُسْلِمِ، سَتَرَ اللّٰہُ عَوْرَتَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِیهِ الْمُسْلِمِ، كَشَفَ اللّٰہُ عَوْرَتَهُ، حَتَّی یَفْضَحَهُ بِهَا فِی بَیْتِهِ

سنن ابن ماجہ، باب الستر علی المومن، الرقم:2546

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جو کسی دوسرے کی "پردہ پوشی" کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کے عیوب اور گناہوں کو چھپالیں گے اور جو شخص لوگوں کی "پردہ دری" کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گھر بیٹھے ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے۔"

اس حوالے سے آج ہم سب کو اپنی اپنی حالت دیکھ لینی چاہیے، کیا ہم وہ کام کر رہے ہیں جس سے کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمارے عیوب اور گناہوں کو چھپا لیں گے یا پھر ہم وہ کام کر رہے ہیں جس سے انسان اپنے گھر بیٹھے رسوا ہو جاتا ہے۔ یہ بات ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہم نے اسلام کی تعلیمات سے منہ موڑ لیا ہے، ہماری اخلاقی حالت قابل رحم ہے، جب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی بجائے مغربی کلچر کو اپنایا ہے اسی دن سے بے سکونی ہے۔

اللہ تعالی اسلامی تعلیمات پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 6 اپریل، 2017ء

ایفائے عہد

اللہ تعالیٰ نے سماجی و معاشرتی زندگی گزارنے کے جو رہنما اصول دیے ہیں ان میں ایک ایفائے عہد (وعدے کی پاسداری) بھی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر وعدہ پورا کرنے کی تلقین اور بدعہدی پر سزا و عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ایفائے عہد کی توصیف و تحسین جبکہ عہد شکنی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ انسانی معاشرے میں عہد کی پاسداری کو بہت اہمیت حاصل ہے، دنیا بھر کی تمام اقوام باہمی معاملات میں عہد و پیمان کرتے ہیں، چونکہ معاملات میں شفافیت کا سب سے بڑا علمبردار اسلام ہے اس لیے اس میں وعدہ کی پاسداری کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔

آج ہمارے انسانی معاشرے میں جو خرابیاں رواج پا رہی ہیں ان میں ایک بڑی خرابی جس نے معاشرے کو بے سکونی اور بے اطمینانی کی کیفیت سے دوچار کیا ہوا ہے وہ عہد شکنی ہے۔ لوگ معاہدوں کو اہمیت نہیں دیتے، وعدہ خلافی عام معمول بن چکا ہے، تمام باہمی معاملات بالخصوص تجارت میں بدعہدی کی وبا اس قدر پھیل چکی ہے کہ الامان والحفیظ۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں تنازعات اور لڑائی جھگڑے بڑھ رہے ہیں، باہمی میل جول اور محبت و الفت کی جگہ رنجشیں کدورتیں اور عداوتیں جنم لی رہی ہیں۔

معاشرے سے اس خرابی کو پاک کرنے لیے ہمیں اسلام کیا تعلیم دیتا ہے۔؟ آیئے چند آیات و احادیث مبارکہ سے رہنمائی لیتے ہیں۔

1: اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی ایک معاشرتی بیماری اور قباحت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرمایا: الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ۔

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ: 56

ترجمہ: "وہ لوگ جن سے آپ نے عہد کیا وہ ہر مرتبہ اس عہد کو توڑتے ہیں اور خدا

سے ڈرتے نہیں۔"

2: قرآن کریم میں دوسرے مقام پر اہل ایمان کو حکم دیا کہ فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَى مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ۔

سورة التوبة، رقم الآية:4

ترجمہ: "اپنے وعدوں کی مدت کو پورا کرو بے اللہ تعالیٰ متقین سے محبت فرماتا ہے"

3: ایفائے عہد کی اہمیت کے پیش نظر قرآن کریم میں فرمایا گیا: وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔

سورة بنی اسرائیل، رقم الآية:34

ترجمہ: وعدہ پورا کرو، بے شک وعدہ کی پاسداری کے بارے تم سے پوچھا جائے گا۔

4: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

صحیح البخاری، باب علامة المنافق، الرقم:34

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار (عادات وصفات) جس شخص میں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان صفات میں سے ایک صفت ہو تو اس میں نفاق اسی کے بقدر ہے یہاں تک کہ وہ اس (عادت) کو چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب کوئی جھگڑا وغیرہ ہو جائے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔

5: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ۔

صحیح البخاری، باب من امر بانجاز الوعد، الرقم:2682

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے، اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے اور جب کسی سے وعدہ کرے تو اسے پورا نہیں کرتا۔

6: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَمَعَ اللهُ الْأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ فَقِيلَ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔

صحیح مسلم، باب تحریم الغدر، الرقم:4627

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی قیامت کے دن اولین و آخرین کو جمع کرے گا (اور سب کے سامنے) ہر اس شخص کے لیے ایک جھنڈا اگاڑے گا جو بدعہدی کرنے والے ہیں اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی بدعہدی (کا نشان) ہے۔

7: حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا مَنَعَنِي أَنْ أَشْهَدَ بَدْرًا إِلَّا أَنِّي خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي حُسَيْلٌ قَالَ فَأَخَذَنَا كُفَّارُ قُرَيْشٍ قَالُوا إِنَّكُمْ تُرِيدُونَ مُحَمَّدًا فَقُلْنَا مَا نُرِيدُهُ مَا نُرِيدُ إِلَّا الْمَدِينَةَ فَأَخَذُوا مِنَّا عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ لَنَنْصَرِفَنَّ إِلَى الْمَدِينَةِ وَلَا نُقَاتِلُ مَعَهُ فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ فَقَالَ انْصَرِفَا نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَنَسْتَعِينُ اللهَ عَلَيْهِمْ۔

صحیح مسلم، باب الوفاء بالعهد، الرقم:3342

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں میرے شامل نہ ہونے کی وجہ صرف یہ تھی کہ میں اور میرے والد دونوں نکلے تو ہمیں کفار

قریش نے پکڑ لیا اور کہا: تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا: ان کے پاس جانا نہیں چاہتے، ہم تو صرف مدینہ منورہ جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہم سے اللہ کے نام پر یہ عہد اور میثاق لیا کہ ہم مدینہ جائیں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کریں گے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو یہ خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم دونوں لوٹ جاؤ، ہم ان سے کیا ہوا عہد پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں گے۔

8: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْحَمْسَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعٍ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا فِي مَكَانِهِ فَنَسِيتُ ثُمَّ ذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلاَثٍ فَجِئْتُ فَإِذَا هُوَ فِي مَكَانِهِ فَقَالَ « يَا فَتَى لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هَا هُنَا مُنْذُ ثَلاَثٍ أَنْتَظِرُكَ.

سنن ابی داؤد، باب فی العدۃ، الرقم:4998

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی حمساء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے ایک مرتبہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سودا کیا اور کچھ قیمت باقی رہ گئی، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر لیا کہ میں یہیں آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ مگر مجھے اپنی یہ بات تین دن بعد یاد آئی، پھر میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں موجود تھے۔

9: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ أَخَاهُ وَمِنْ نِيَّتِهِ أَنْ يَفِيَ لَهُ - فَلَمْ يَفِ وَلَمْ يَجِئْ لِلْمِيعَادِ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ.

سنن ابی داؤد، باب فی العدۃ، الرقم:4997

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرلے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا مگر نہ کرسکے اور وعدے پر نہ پہنچ سکا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

10: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا إِیْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَۃَ لَہُ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہُ۔

سنن الکبریٰ للبیہقی، باب الوفاء بالعہد اذا کان، الرقم:19324

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... جو شخص وعدہ کی پاسداری نہیں کرتا وہ دینداری کے اعتبار سے بہت کمزور ہے۔

وعدہ کی پاسداری ایسا حکم ہے جو حالت جنگ میں بھی پورا کرنا ضروری ہے، لیکن مقام افسوس ہے کہ آج لوگ محض معمولی معمولی باتوں پر عہد شکنی کرتے ہیں، یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ وعدہ کو پورا کرنا اہل ایمان اور متقین کی نشانی ہے جبکہ وعدہ خلافی کرنا منافقین کی علامت ہے۔ ہاں یہ ضرور ملحوظ رکھا جائے کہ ان معاملات میں وعدہ بالکل نہ کیا جائے جو دین اسلام اور شریعت اسلامیہ کے خلاف ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، کراچی، پاکستان

جمعرات، 13 اپریل، 2017ء

ایثار و ہمدردی

اللہ تعالیٰ کی محبت، معرفت، خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے دوسروں کی ضروریات کو اپنی ذاتی ضروریات و حاجات پر ترجیح دینا "ایثار" کہلاتا ہے۔ ویسے تو یہ سخاوت کی ایک قسم ہے لیکن عام طور پر سخاوت اور ایثار میں یہ فرق ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ سخاوت تب کی جاتی ہے جب اپنے پاس مال و زر خاطر خواہ مقدار میں موجود ہو جبکہ ایثار خود بھوکے پیاسے اور شدید حاجت مند ہونے کے باوجود اپنے مسلمان بھائی کی ضروریات کو پورا کرنے کو کہتے ہیں، اس اعتبار سے یہ جود و سخاء، فیاضی و دریا دلی کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔

یہ عمل اسلامی معاشرت کا وہ روشن باب ہے جس کی تابانیوں سے اقوام عالم میں اہل اسلام کے چہرے چمک رہے ہیں، دیگر اوصاف حمیدہ اور صفات حسنہ کی طرح ایثار بھی اہل ایمان کی خاص پہچان ہے، تبلیغ دین کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ اس کی بدولت معاشرہ بدحالی سے خوشحالی، بدامنی سے امن، تنزلی سے ترقی، بے سکونی سے راحت اور بے حسی سے احساس کی طرف گامزن ہوتا ہے یعنی غم مٹتے اور خوشیاں جنم لیتی ہیں۔

آج کی جدید دنیا باہمی محبت کے لیے ہزار جتن کر رہی ہے لیکن اسلامی طرز معاشرت اور اسلامی تعلیمات پر عمل کیے بغیر یہ خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا کیونکہ دین اسلام بقائے باہمی کا نہ صرف یہ کہ نظریہ پیش کرتا ہے بلکہ اس نظریہ کو اپنانے کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں ایک اہم سبق ایثار و ہمدردی کا بھی ہے۔ اس کی معاشرتی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں بہت تلقین کی گئی ہے۔

1: قرآن کریم نے اہل ایمان (انصارِ مدینہ) کے دیگر اوصاف کے تذکرے کے ساتھ جذبہ ایثار و ہمدردی کو سراہتے ہوئے اس کی خوب تعریف و توصیف بیان فرمائی ہے کہ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔

سورۃ الحشر، رقم الآیۃ:9

ترجمہ: ”وہ خود بھوکے پیاسے اور شدید حاجت مند ہونے کے باوجود اپنے آپ پر اپنے مسلمان بھائیوں (کی ضروریات پورا کرنے) کو ترجیح دیتے ہیں۔“

نوٹ: اگرچہ یہ آیت کریمہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی، لیکن احکامات قرآنیہ کا اسلوب یہ ہے کہ اس سے مقصود پوری امت کو تعلیم دینا ہوتا ہے۔

2: اس آیت کے شان نزول کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَصَابَنِي الْجَهْدُ فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُهُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ ضَيْفُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوتُ الصِّبْيَةِ قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ وَتَعَالَيْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔

صحیح البخاری، باب قولہ ویوثرون علی انفسہم، الرقم:4889

ترجمہ: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آکر عرض کی

کہ یارسول اللہ! مجھے بھوک نے ستایا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام گھروں سے معلوم کرایا، وہاں سے کچھ نہ ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کوئی ہے جو ان کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں مہمانی کروں گا۔ ان کو گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں ان کی مہمان نوازی میں کمی نہ ہونے پائے اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا خدا کی قسم بچوں کے لیے کچھ تھوڑا سا رکھا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ بچوں کو بہلا کر سلا دینا اور جب وہ سو جائیں تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور تو چراغ درست کرنے کے بہانے سے اٹھ کر اس کو بجھا دینا۔ چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچوں نے فاقہ سے رات گذاری۔ قرآن کریم کی آیت یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ نازل فرمائی۔

فائدہ: اسی آیت کے ذیل میں امام نسفی رحمہ اللہ نے مدارک التنزیل میں واقعہ نقل فرمایا ہے: ابو زید کہتے ہیں مجھ سے اہل بلخ کے ایک نوجوان نے پوچھا کہ زُہد کیا ہے؟ میں نے جواب دیا اذا وجدنا اکلنا جب مل جاتا ہے تو کھا لیتے ہیں و اذا فقدنا صبرنا اور جب نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں۔

وہ مجھے کہنے لگا کہ یہ تو ہمارے بلخ کے کتوں میں بھی پایا جاتا ہے پھر اس نے کہا کہ زہد یہ ہے کہ اذا فقدنا صبرنا جب ہمیں نہیں ملتا تو ہم صبر کرتے ہیں و اذا وجدنا اثارنا اور جب ہمیں ملتا ہے تو ہم ایثار کرتے ہیں۔

3: عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ قَالَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ أَسْلِمُوا فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً لَا

يَخْشَى الْفَاقَةَ۔

صحیح مسلم، باب ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا، الرقم:4275

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کا بہت بڑا ریوڑ جو کہ دو پہاڑوں کے درمیان پھیلا ہوا تھا، اسے عنایت فرمایا، وہ شخص آپ کی اس دریا دلی فیاضی سخاوت اور ایثار و ہمدردی سے اس قدر متاثر ہوا کہ وہ اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا: "اے لوگو! اسلام لے آؤ کیونکہ (اس دین کی طرف بلانے والا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اس قدر سخی ہیں اور) اتنا دیتے ہیں کہ وہ اپنے فقیر ہونے کی بھی پروا نہیں کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایثار و ہمدردی صرف اپنی ذات کی حد تک محدود نہ تھی آپ نے اپنے اہل و عیال اور قریبی متعلقین کو بھی اس کا سختی سے پابند کر کے ساری دنیا کے لیے تا قیام قیامت یہ واضح پیغام دیا کہ ایثار و ہمدردی جیسی انسانی خدمت کو محض سیاسی مفادات اور بیان بازی کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے بلکہ یہ وہ پھول ہیں جن کی بدولت اپنی عملی زندگی کے چمن میں بہاریں لائی جاتی ہیں۔

4: فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللَّهِ لَقَدْ سَنَوْتُ حَتَّى اشْتَكَيْتُ صَدْرِي، وَقَالَتْ فَاطِمَةُ: قَدْ طَحَنْتُ حَتَّى مَجَلَتْ يَدَايَ، وَقَدْ جَاءَكَ اللَّهُ بِسَبْيٍ وَسَعَةٍ فَأَخْدِمْنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَاللَّهِ لَا أُعْطِيكُمَا وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تَطْوَى بُطُونُهُمْ، لَا أَجِدُ مَا أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ، وَلَكِنِّي أَبِيعُهُمْ وَأُنْفِقُ عَلَيْهِمْ أَثْمَانَهُمْ

مسند احمد، الرقم:838

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کی ذکر کردہ ایک طویل روایت میں ہے ایک بار میں اور سیدہ فاطمہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں

نے عرض کی یا رسول اللہ ! چکی پیستے پیستے فاطمہ کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ (حالیہ غزوے کے) مال غنیمت میں جو لونڈیاں آئی ہیں، ان میں سے چند ایک ہماری خدمت کے لیے مقرر فرما دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خدا کی قسم میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ میں تمہیں کیسے دے دوں؟ جبکہ اہل صفہ بھوکے بیٹھے رہیں۔ (فی الحال) میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو میں ان پر خرچ کر سکوں، میں ان غلاموں کو بیچوں گا اور ان کی رقم اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔"

باجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ آپ کی لاڈلی صاحبزادی کن مشکل حالات اور تنگ دستی و فاقہ کشی جیسی آزمائش سے دوچار ہے، مگر اس سب کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اصحاب صفہ کو ترجیح دی۔

ایثار و ہمدردی کے چند مواقع:

دن رات میں کئی بار ایسے لمحات میسر آتے ہیں جن میں ہم اس اسلامی حکم پر آسانی کے ساتھ عمل کر سکتے ہیں لیکن معمولی سی غفلت کی وجہ سے ہم ان لمحات سے فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنی زندگی کے شب و روز پر نگاہ ڈالیے تو بیسیوں ایسے مواقع مل جائیں گے۔ چند ایک پیش خدمت ہیں۔

- بلوں کی ادائیگی کے لیے قطار بناتے وقت
- کسی مقامی جگہ پر پانی وغیرہ پیتے کے وقت
- کسی دکان وغیرہ سے سودا سلف لیتے وقت
- کسی تقریب وغیرہ میں شرکت کے وقت
- سفر کے دوران بس / ویگن / ٹرین وغیرہ میں سیٹ پر بیٹھتے وقت
- ہسپتال وغیرہ میں پرچی یا دوائی لیتے وقت
- کسی مجلس میں گفتگو کے وقت

❖ کسی اجتماعی پروگرام میں آتے جاتے وقت

الغرض روزمرہ کی زندگی میں ہر ایسے موقع پر جہاں آپ اور کوئی دوسرا مسلمان بھائی دونوں برابر کے شریک ہوں تو وہاں اپنے بھائی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے اسے ترجیح دیں اس سے دلوں میں محبت بھی پیدا ہوگی اور انسانی معاشرہ اسلامی طرز کے مطابق بھی ڈھلے گا۔

یہ مواقع ہم سے تھوڑا سا ایثار چاہتے ہیں۔ معمولی سی قربانی چاہتے ہیں اگر ہم سب بالخصوص دیندار طبقہ یہ تہیہ کرلیں کہ ہم ایثار و ہمدردی کی صفت کو اپنائیں گے تو یقین مانیے کہ دنیا اس کا یقین کرلے گی کہ اسلام صرف عبادات کا ہی دین نہیں بلکہ حسن معاشرت بھی اس کی روشن قندیل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کا یہ روشن اصول اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

خانقاہ چشتیہ، مظاہر العلوم، شاہ عالم سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 20 اپریل، 2017ء

فضلائے مدارس کی خدمت میں

10 گذارشات

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نے اپنے تعلیمی سفر کو بخیر وخوبی مکمل کیا جس پر آپ قابل صد مبارک باد کے مستحق ہیں اب اس کی اشاعت و تحفظ کا فریضہ آپ کے کندھوں پر آن پڑا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت اسلام اور اہلیان اسلام کو ہدف تنقید بنانے کا سلسلہ زوروں پر ہے، فرقہ وارایت، تخریب کاری، دہشت گردی، انتہاء پسندی اور جہالت ملکی استحکام کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ ایسے حالات میں علماء کرام پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ وہ ملک کو اس فضاء سے نکالنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں تاکہ اہلیان وطن علم، امن اور اتفاق سے پر سکون زندگی بسر کریں۔ اس حوالے سے چند گزارشات پر اگر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو امید ہے کہ حالات کا پانسا ضرور پلٹے گا اور ہم اپنی منزل کی طرف آگے بڑھ سکیں گے۔

1: عقائد و مسائل اھل السنۃ والجماعۃ پر سختی سے کاربند رہیں اور انہیں صدق دل سے اختیار فرمائیں۔ اس وقت پوری دنیا میں عموماً اور ہمارے برصغیر پاک وہند میں خصوصاً؛ اباحیت پسندی، آزاد خیالی، فکری یورش، مغربی افکار، ذہنی کج روی، لبرل ازم، سیکولر ازم اور بے دینی کا زور ہے ایسے پُر آشوب دور میں جہاں عقائد میں خرابیاں پیدا کر دی گئی ہیں وہاں الحاد وزندقہ اور بدعات کے بھوت بھی منہ کھولے کئی سادہ لوح لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔ اس لیے قرآن، سنت اور فقہ کی تعلیمات و تشریحات کے مطابق عوام کو صحیح اسلامی عقائد و مسائل سے آگاہی کرائیں۔

2: مسنون اعمال کی پابندی کریں کیونکہ سنت ایک ایسے نور کا نام ہے جس سے دلوں میں روشنی، دماغ میں نورانیت، سوچ اور فکر کو تازگی ملتی ہے جبکہ اس کے مقابلے

میں دین میں نئی اختراعات و خرافات اور رسومات سے دلوں میں تاریکیاں پیدا کرتی ہے اس سے خود بھی بچیں اور عوام کو بھی بچنے کی حکمت کے ساتھ تلقین کریں۔

3: گناہوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کریں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد امام وکیع رحمہ اللہ سے اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے گناہوں کو چھوڑنے کی نصیحت کی (اور فرمایا) علم اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور گناہ گار کو نہیں دیا جاتا۔ آپ نے اپنے اساتذہ سے یہ کئی بار سنا ہو گا اور کتابوں میں پڑھا بھی ہو گا کینہ، غیبت اور حسد وغیرہ شیطانی وار ہیں اس لیے ان روحانی بیماریوں سے ہر وقت اپنے آپ کو اور عوام کو بچائیں۔

4: عقیدہ کے تحفظ و اشاعت کی بھرپور محنت کریں۔ اس پر فتن دور میں جہاں اہل اسلام کو تہ تیغ کیا جا رہا ہے وہاں اہل باطل ان کے عقائد پر بھی شب خون مار رہے ہیں اور دین اسلام کی تابناک اور مثل آفتاب روشن تصویر پر کفر و شرک اور فسق و فجور کی پرچھائیاں ڈال رہے ہیں۔ ایک ایسا ملغوبہ تیار کرنے میں مصروف عمل ہیں جو ماڈرن اسلام کی صورت میں پیش کیا جا سکے اس میں اسلام کی اساسیات کو کمزور کرنے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں ہمارے وطن کی بنیاد ہی اسلام ہے اس لیے اسلام کی حفاظت کرنے والا جہاں دین کا محافظ ہے وہاں لازمی طور پر پاکستان کا سپاہی بھی ہے۔ اس لیے اسلام کی اصلیت اور حقیقت کو باقی رکھنے کے لیے اس کی صحیح ترجمانی کا حق ادا کریں اور لوگوں کی ملامت اور بے دین طبقے کے منفی پروپیگنڈے کی پرواہ کیے بغیر اس میدان میں آگے بڑھیں۔ بدقسمتی سے آج ایک طبقہ اسلامی لبادہ اوڑھے دین اسلام کی مسلمات کی من مانی تشریح کر کے اہل اسلام کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر رہا ہے اور امت کے اجماعی اور اتفاقی نظریات کو اختلافی اور افتراقی بنانے کے درپے ہے۔ اس کے شر سے خود بھی بچیں اور اپنے معاشرے کو بھی بچائیے۔ تحفظ دین کے فریضے

کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اس کی اشاعت، فروغ اور پرچار کی ذمہ داریوں سے خود کو کبھی بری الذمہ نہ سمجھیں بلکہ یہ دونوں آپ ہی کے مناصب ہیں۔

5: اساتذہ کا ادب و احترام کریں۔ کیونکہ ادب وہ پہلا زینہ ہے جس کو عبور کیے بغیر آپ دین کا فیض عام نہیں کر سکتے۔ محض نقوش اور الفاظ کی شناخت کو ہرگز ہرگز علم نہ سمجھیں بلکہ علم اور اس میں پختگی ادب سے ہی آتی ہے۔ اس لیے وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں حاضری دیتے رہا کریں اور ان کے پاس جاتے وقت حسب استطاعت تحائف بھی لے جایا کریں اپنے دینی کام کی کارگزاری ان کو سناتے رہیں اور ان سے مشاورت کو کبھی نظر انداز نہ کریں دین و دنیا کی بھلائیاں آپ کے قدم چومیں گی۔ اسی طرح اپنے ہم سبق دوستوں کا بھی خیال کریں ان سے گاہے بگاہے رابطہ رکھیں اگر وہ کسی مشکل میں ہیں تو حتی الامکان ان کی داد رسی کریں اور ان کو اپنے دکھ سکھ میں شریک رکھیں۔

6: اکابر و مشائخ کی تحقیقات پر مکمل اعتماد رکھیں اور اختلافی مسائل میں جمہور امت کا دامن نہ چھوڑیں۔ اکابر کے ساتھ کسی مسئلہ میں رائے کا اختلاف ہو تو اپنی رائے پر اکابر کی رائے کو ترجیح دیں۔ شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے دار العلوم کراچی میں طلبا کو نصیحت فرماتے ہوئے کہا تھا کہ میں نے تقریباً پچاس سال تک مختلف فکری واعتقادی اور فقہی واجتہادی مسائل پر تحقیق کی اور تحقیق کے دوران بعض علمی و فقہی ایسے مسائل بھی میرے سامنے آئے جن کے بارہ میں ذاتی تحقیق و مطالعہ کی بناء پر میری ذہنی رائے اکابر اھل السنۃ کی تحقیقی رائے سے مختلف رہی لیکن میں نے تقریری و تحریری طور پر کبھی پبلک کے سامنے اپنی ان ذہنی آراء کا اظہار نہیں کیا۔ اس لیے کہ خود کو اکابر و اسلاف کی علمی و تحقیقی سطح کے برابر لانے کا تصور بھی دل میں پیدا نہیں ہوا، ہمیشہ یہی سوچا کہ میری اس ذہنی رائے کے پیچھے تحقیق میں

کوئی نہ کوئی کمی موجود ہے۔ اسی سوچ و فکر کے تحت ہمیشہ اپنے اکابر و اسلاف کی تحقیقی آراء کو ہی اصح سمجھا، انہی کو دل و جان سے قابل قبول جانا اور انہی کی اتباع و پیروی کو اپنے لیے باعث ہدایت و نجات سمجھا۔ بلکہ ان میں سے بعض مسائل ایسے بھی تھے جن کے بارے میں طویل مدت کے بعد تحقیقی طور پر بھی مجھ پر یہ منکشف ہو گیا کہ اس مسئلہ میں بھی اکابر کی تحقیق و رائے ہی مدلل و محقق تھی۔

میں نے جن دلائل پر اپنی رائے قائم کی تھی وہ توریت کا گھروندا تھے۔ اس لیے میں اپنے عزیز علماء کرام اور طلبہ سے درخواست کرتا ہوں ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اکابر و اسلاف کی اجماعی واتفاقی تحقیقات و تعلیمات سے کبھی انکار وانحراف نہ کرنا اور نہ ہی کبھی جمہور اہل السنت کا دامن چھوڑنا کیونکہ ہمارے علم و فن اور دیانت وامانت کی انتہا بھی ان کے علم و حکمت کی ابجد کو نہیں چھو سکتی انہی پر اعتماد میں ہماری نجات ہے اور انہی میں ہمارے لیے خیر و برکت ہے۔

:7 دینی مدارس میں علومِ نبوت کے حصول کے بعد معمولاتِ نبوت کے حصول کے لیے خانقاہوں میں اہل اللہ کی صحبت میں کچھ وقت ضرور گزاریں۔ کسی اللہ والے کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں اصلاحی تعلق قائم فرمائیں اور علم حدیث میں جیسے آپ کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے اسی طرح کسی شیخ طریقت سے بیعت ہو کر روحانی سلاسل میں اپنی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مضبوط بنائیں۔ اس کے فوائد واثرات آپ اپنی عملی زندگی میں محسوس فرمائیں گے۔

:8 اگر آپ محقق، سکہ بند، پختہ علم اور بالغ نظر عالم بننے کے خواہاں ہیں تو تشدد و تعصب کو ترک کر کے علم میں پختگی اور گہرائی والا مزاج بنائیں۔

:9 اختلافی مسائل میں گفتگو کرتے ہوئے اعتدال کا خیال رکھیں۔ دین اسلام کے متصادم نظریات کو دلیل اور برہان کی زبان سے واضح کر کے اسلام کی صحیح ترجمانی

کریں اور فراست و بصیرت کو اپنا کر عملی میدان میں آئیں کسی بھی مسئلے میں راہ اعتدال کو نہ چھوڑیں کیونکہ ہمارے اکابر کا مزاج اعتدال پسندی والا رہا ہے اس کے فوائد ہیں کہ آج وہ طبقہ جو جہالت اور کم علمی کی بنیاد پر ہم سے دور تھا وہ اسلام کی طرف کھچا آرہا ہے دوسروں کے بزرگوں کی پگڑیاں اچھالنا اہل علم و فضل کا شیوہ نہیں ہے۔

10: وطن سے دہشت گردی، فرقہ واریت، جہالت کے خاتمے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں کھپا دیں، عوام میں جذبہ حب الوطنی کو ہر فورم پر اجاگر کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی آپ کو علمِ نافع، عملِ صالح اور رزقِ واسع نصیب فرمائے، دین اسلام کی نیک نامی کا ذریعہ بنائے دین اور وطن دونوں کا محافظ بنائے اور آپ کی تمام مساعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

انٹر نیشنل ائیر پورٹ، کوالالمپور، ملائیشیا

جمعرات، 27اپریل، 2017ء

عقائد اسلامیہ کی حفاظت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ العصر میں قسم اٹھا کر یہ مضمون ارشاد فرمایا ہے کہ "وہ انسان کامیاب ہو گا جو ایمان لائے، نیک اعمال کرے، ایمان اور نیک اعمال کی دعوت دے اور اس دعوت پر آنے والی پریشانیوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرے۔" اس سے معلوم ہوا کہ تمام کامیابیوں کا پہلا زینہ عقائد کی درستگی ہے۔ تاریخ عالَم بتلاتی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مشترکہ محنت اور دعوت بھی یہی تھی کہ لوگوں کے عقائد و اعمال درست ہو جائیں تاکہ جن وانس کی تخلیق کا مقصد پورا ہو۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے عقائد کی اصلاح اور اعمال کی درستگی کا فریضہ علمائے امت کے سپرد ہوا، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طبقہ کو انبیاء کرام علیہم السلام کا وارث قرار دیا۔ اس لیے علماء کرام پر یہ بنیادی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جہالت، دین دوری، بدعقیدگی، ضعف الاعتقادی، باطل عقائد و نظریات، توہم پرستی، بدعات وخرافات اور غلط رسوم ورواج سے امت کی حفاظت کریں اور اس کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں کھپا دیں۔

اسی طرح علماء کرام کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ دین کو اپنی اصل شکل میں پیش کریں، اگر کوئی شخص، فرقہ، افراد یا گروہ دین کی غلط تشریح و تعبیر کر کے لوگوں کو دین سے بیزار کرنا چاہتا ہے تو ان کے اشکالات، شبہات اور اعتراضات کو مضبوط دلائل و براہین، سنجیدہ لہجہ، شُستہ زبان اور نرم انداز میں دور کریں۔

بحمد اللہ تعالیٰ درستگی اعمال کی محنت کا دائرہ بہت وسعت اختیار کر چکا ہے، اللہ تعالیٰ مزید اس میں وسعتیں عطا فرمائے، اصلاح عقائد کی محنت کا سلسلہ بھی الحمد للہ روز افزوں ترقی پذیر ہے اور امت شکوک و شبہات کے گرداب اور بھنور سے نجات پا رہی

ہے، مسلمہ عقائد کو مشکوک بنانے والے عناصر سے عوام کو چھٹکارا مل رہا ہے۔

چنانچہ اس حوالے سے مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں 12 دن کا شارٹ کورس دورہ تحقیق المسائل کے عنوان سے شروع ہے۔ ایک ہفتہ گزر چکا ہے جبکہ ابھی ایک ہفتہ باقی ہے۔ علماء طلباء کی کثیر تعداد بحمد اللہ مرکز اھل السنۃ والجماعۃ میں اکابر کے مسلک و منہج، فکر و نظر اور مزاج کو اپنانے کے لیے تشریف لا چکی ہے۔

مسلسل محنت سے پوری دنیا میں ایک ہلچل ہے عوام اور علماء شرح صدر کے ساتھ اسلامی عقائد و نظریات پر کاربند ہو رہے ہیں۔ اسی منہج اور فکر و نظر کی بدولت امت سے جہالت اور فرقہ واریت کا خاتمہ ہو گا، باہمی اتحاد و اتفاق کی راہیں ہموار ہوں گی۔ ان شاء اللہ

آپ احباب سے گزارش ہے کہ اس کی کامیابی کے لیے دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ شرور و فتن سے حفاظت فرمائے، اس محنت کو امت کی ہدایت اور ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 4 مئی، 2017ء

شبِ برأت

اللہ تعالیٰ اس رات اپنے بے شمار گناہ گار بندوں کی بخشش فرماتے ہیں، یہ رات ماہ شعبان کے نصف میں آتی ہے۔ احادیث مبارکہ میں ماہ شعبان کے متعدد فضائل مذکور ہیں۔ یہ رمضان المبارک کی تیاری کا مہینہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس ماہ کی عبادات کے بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے کثرت سے روزے رکھتے تھے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس ماہ کی فضیلت کو حاصل کرنے کی ترغیب نہایت دلنشین انداز میں دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے بارے میں فرمایا: یہ رجب اور رمضان کے درمیان واقع ایک مہینہ ہے جس کی برکت سے لوگ غافل ہیں۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، میری خواہش ہے کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں بلکہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں روزوں کا اہتمام اس لیے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ سال بھر میں فوت ہونے والوں کے نام اسی ماہ میں لکھوا دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ میری موت کا فیصلہ اس حال میں ہو کہ میں روزہ سے ہوں۔

اس ماہ میں ایک رات جو کہ شب برات کے نام سے معروف ہے، فارسی زبان کے اس لفظ کا معنی ہوتا ہے نجات پانے والی رات۔ اس رات بے شمار گناہ گار لوگوں کی اللہ پاک بخشش فرماتے ہیں اس لیے اس کا یہ نام پڑ گیا ورنہ اسے لیلۃ من نصف شعبان کہا جاتا ہے، یعنی پندرہویں شعبان کی رات۔ یہ شعبان کی 14 تاریخ کے سورج غروب ہونے سے شروع ہوتی ہے اور 15 تاریخ کی صبح صادق تک رہتی ہے۔

اس رات کے بارے میں بھی اعتدال کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے بعض لوگ تو سرے سے اس کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں اور بعض لوگ اس رات میں اپنی طرف سے بعض من گھڑت باتیں شامل کر کے اسے دین کا نام دیتے ہیں۔ افراط و تفریط سے ہٹ کر اگر اعتدال کو ملحوظ رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے فضائل و مناقب مذکور ہیں لیکن بدعات و اختراعات سے پاک ہیں۔

اس رات کی فضیلت کے بارے تقریباً دس صحابہ کرام سے روایات موجود ہیں جن میں مشترکہ طور پر یہ بات پائی جاتی ہے کہ اس رات کے فضائل موجود ہیں۔ اس لیے نہ تو سرے سے انکار کرنا اور نہ ہی حد سے بڑھ کر رسومات و خرافات مثلاً حلوے مانڈے ضرور پکانا، آتش بازی کرنا، مردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع کرنا، عورتوں کا قبرستان جانا، مَردوں کا قبرستان جانے کو بہت ضروری خیال کرنا، ساری رات جاگنے کو ضروری تصور کرنا، انفرادی عبادات کو اجتماعی شکل میں تبدیل کرنا جیسے صلوٰۃ التسبیح وغیرہ وغیرہ کو اس میں زبردستی شامل نہ کیے جائیں بلکہ اعتدال کے ساتھ جتنے فضائل احادیث میں مذکور ہیں ان کو اسی درجے میں تسلیم کرنا چاہیے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ : إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا، فَإِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ : أَلاَ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ ، أَلاَ مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ ، أَلاَ مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ ، أَلاَ كَذَا أَلاَ كَذَا، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ.

سنن ابن ماجہ 1388 باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو اس رات میں قیام کرو اور اس دن روزہ

رکھو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے وقت سے آسمان دنیا پر اعلان فرماتے ہیں: کیا کوئی ہے مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کیا کوئی ہے رزق کو تلاش کرنے والا کہ میں اسے رزق عطا کروں؟ کیا کوئی مصیبت کا مارا ہے کہ میں اس کی مصیبت دور کروں؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ حتی کہ صبح صادق کا وقت ہو جاتا ہے۔

اس رات عشاء اور فجر کی نمازیں وقت پر باجماعت ادا کریں۔ اپنی ہمت اور توفیق کے مطابق نفل نمازیں خاص کر نماز تہجد ادا کریں، انفرادی طور پر صلاۃ التسبیح پڑھیں، قرآن پاک کی تلاوت کریں، کثرت سے اللہ کا ذکر کریں، اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگیں، خاص کر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں، زندگی میں کبھی اس رات قبرستان جائیں، اپنے اور میت کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

اس رات کی فضیلت میں مذکور روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات کو تمام مخلوق کی مغفرت کا اعلان فرماتے ہیں سوائے چند بدنصیب لوگوں کے۔ وہ بدنصیب اشخاص یہ ہیں:

نمبر1: مشرک: یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات خاصہ میں کسی مخلوق کو شریک کرنے والا، صفات خاصہ سے مراد وہ صفات ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں مثلاً: بغیر اسباب کے محتاج ہونے کے زندگی اور موت دینا، رزق دینا، اولاد دینا، عزت و ذلت دینا، بگڑی بنانا، مشکلات کو حل فرمانا وغیرہ۔

نمبر2: قاتل: یعنی کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔ اس کی وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص غلبہ اسلام کے لیے شرپسند دشمنان اسلام کو قتل کرتا ہے یا حکومتی طور پر اس کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ فسادیوں کو قتل کرے، سولی پر چڑھائے،

کسی کو قصاصاً قتل کرے، یا کسی ایسے انسان کو قتل کرے جس کا قتل کرنا شریعت میں جائز قرار دیا گیا ہو تو ایسے اشخاص اس وعید میں شامل نہیں ہیں۔ کیونکہ ایسے امور میں وہ شرعاً قاتل شمار نہیں ہوتے۔

نمبر3: زانی: یعنی وہ شخص جو اسلام کے مقرر کردہ جائز طریقے سے ہٹ کر جنسی خواہشات کی تکمیل کرتا ہے، وہ زانی کہلاتا ہے۔ زنا کا اصل مفہوم یہ ہے مرد و عورت بغیر نکاح کے آپس میں جنسی ملاپ کریں، فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ زنا اور لواطت دونوں کے لیے وعید ہے یعنی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ، یا کوئی مرد کسی اور مرد کے ساتھ، یا کوئی عورت کسی اور عورت کے ساتھ جنسی ملاپ کرتے ہیں تو یہ سب عرف میں زانی شمار ہوتے ہیں۔

نمبر4: شرابی: یعنی وہ شخص جو شراب پیتا ہے، یاد رکھیں کہ شراب پینا حرام ہے، خواہ اس سے کسی کو نشہ چڑھے یا نہ چڑھے، کم مقدار میں پیے یا زیادہ، خوشی کے موقع پر پیے یا پریشانیوں کو کم کرنے کا بہانہ بنا کر، ہر حال میں شراب ناجائز اور حرام ہے، متعدد احادیث میں شرابی آدمی کے بارے سخت وعیدیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شرابی شخص اللہ اس کے رسول اور تمام مومنین کی نگاہ میں برا ہے، ایسے شخص کے بارے اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہو گا۔

فائدہ: شراب کی طرح دیگر نشہ آور چیزیں مثلاً: بھنگ، چرس، افیون وغیرہ بھی ناجائز اور حرام ہیں۔

نمبر5: متکبر: یعنی وہ شخص جو حق بات کو ضد و عناد کی وجہ سے قبول نہ کرے اور غلط نظریات پر جما رہے، اپنے سے کم حیثیت لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ غرور، گھمنڈ، تعلی اور انانیت کی وجہ سے اس کی گردن اکڑی رہتی ہو۔ دوسروں کو کمتر اور خود کو برتر سمجھنے والا شخص متکبر کہلاتا ہے۔ یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے

کہ بعض لوگ کسی صاحب حیثیت شخص کو بڑا مکان، اچھا لباس، عمدہ سواری، مہنگی اشیاء استعمال کرتے ہوئے دیکھ لیں تو فوراً فتوے بازی شروع کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص متکبر ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر کبر ہو گا۔ اس شخص نے سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کی جوتی اچھی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اس میں کوئی حرج کی بات نہیں کیونکہ) بے شک اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند بھی فرماتے ہیں (اس لیے ان باتوں کا تکبر سے کوئی تعلق نہیں) ہاں کبر یہ ہے کہ انسان حق بات کا انکار کرے اور مخلوق خدا کو اپنے سے کمتر سمجھے۔ معلوم ہوا کہ متکبر وہ ہوتا ہے جو اسلامی تعلیمات کو اپنانے کے لیے تیار نہ ہو اور شرعی احکامات پر عمل کرنے کو اپنی خودساختہ حیثیت کے خلاف سمجھ کر چھوڑ دیتا ہو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکبر کی وجہ سے شلوار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہو اس کی بھی شب برات میں بخشش نہیں ہوتی۔

نمبر6: والدین کا نافرمان: اس بابرکت رات میں جب گناہ گاروں کی بخشش ہو رہی ہوتی ہے تو دیگر چند بدنصیبوں کی طرح والدین کا نافرمان بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جاتا ہے۔ والدین کی نافرمانی کو ایک حدیث پاک میں شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ شمار کیا گیا ہے۔ کبیرہ گناہوں کی فہرست میں والدین کی نافرمانی سرفہرست ہے، ایک حدیث پاک میں ہے کہ والدین یا تو انسان کے لیے جنت کا باعث ہیں یا پھر جہنم کا۔ اگر ان سے حسن سلوک کرے گا، ان کی خدمت کرے گا اور ان کی ضروریات کو ادب و احترام سے پورا کرے گا تو جنت ورنہ جہنم۔ اس لیے یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس رات جب اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کے بادل برس رہے ہوتے ہیں تو والدین کا نافرمان

پھر بھی محروم رہ جاتا ہے۔

ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ہمارے والدین کیا ہماری جنت کا باعث بن رہے ہیں یا ہم خود ان کی ناقدری کر کے اپنے لیے جہنم کا باعث بنا رہے ہیں؟؟

نمبر7: بغض رکھنے والا: یعنی وہ انسان جو اپنے دل میں اپنے کسی دوسرے مسلمان کا برا سوچے، دل میں محبت کی بجائے نفرت پالے، اس کے لیے پیار کے جذبات کے بجائے دشمنی رکھے، اسے راحت دینے کے بجائے تکلیف دینے کے منصوبے بنائے، عزت دینے کے بجائے رسوا کرنے کی جستجو میں لگا رہے، اسے خوشیاں دینے کے بجائے پریشانیوں میں مبتلا رکھے وہ شخص کینہ پرور کہلاتا ہے۔ شب برات میں ایسا شخص بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو پریشان کرنا، تکلیف دینا، اس سے دشمنی رکھنا، اس کا برا سوچنا اللہ کے ہاں اتنا بڑا جرم ہے کہ دریائے رحمت کے جوش کے وقت بھی ایسا انسان محروم رہ جاتا ہے۔

نمبر8: قاطع الرحم: یعنی وہ انسان جو رشتوں کو جوڑنے کے بجائے توڑتا ہے، صلہ رحمی کرنے پر متعدد احادیث موجود ہیں جن کا تذکرہ ہم نے صلہ رحمی کے عنوان سے مختصر طور پر ذکر کر دیا ہے۔ دنیاوی معاملات کی وجہ سے بول چال ختم کرنے والا، رشتہ ناتے ختم کرنے والا، خوشیوں اور غمیوں میں آپس میں الگ ہونے والا، قریبی رشتہ داروں، بہن بھائیوں، عزیز و اقارب سے اپنے تعلقات ختم کرنے والا قاطع الرحم کہلاتا ہے۔ یہ بھی اس مقدس رات میں اللہ کی بے پناہ رحمت سے کچھ بھی حاصل نہیں کر پاتا۔

یاد رکھیں اللہ کی رحمت بے انتہاء ہے لیکن اس رحمت کو لینے لیے ہمارا دل بھی سیدھا ہونا ضروری ہے۔ اگر ہم اپنے دل کو اس قابل ہی نہ بنائیں کہ جو اس کی رحمت کو قبول کرے تو اس میں غلطی ہماری ہے اللہ کی رحمت میں کمی نہیں۔ اس کی

مثال یوں سمجھ لیں کہ کوئی شخص یہ اعلان کرے کہ آج میں اللہ کے نام پر خیرات کرتا ہوں۔ فقیر لوگ جمع ہو جائیں اور اپنے اپنے برتن اٹھائے ہوئے ہوں تو ہر اس فقیر کو خیرات نصیب ہو گی جس کا برتن صحیح سلامت ہو اور سیدھا ہو۔ اگر کوئی فقیر اور حاجت مند کا برتن ہی پاس نہ ہو، یا سیدھا نہ ہو یا اس میں بہت بڑا سوراخ ہو تو وہ محروم ہی رہے گا۔ اس میں قصور اللہ کے نام پر خیرات کرنے والے سخی کا نہیں بلکہ اس فقیر کا ہے جو اپنے پاس کشکول بھی نہ رکھتا ہو یا اس کا کشکول ٹوٹا ہوا ہو۔

اللہ ہمیں اپنی رحمت سے محروم نہ فرمائے۔ ہمیں بھی اپنی غلطیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی ہو گی ورنہ اس رات باقی سب بخشے جائیں گے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ غلطیوں کو دور کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے ہمیں اس رات کو اعتدال کے ساتھ گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

بدھ، 10 مئی، 2017ء

توبہ

اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی صدق دل سے معافی مانگنا اور آئندہ ان سے بچنے کا پختہ عزم کرنا "توبہ" کہلاتا ہے۔ نفس و شیطان کے بہکاوے کے ساتھ ساتھ انسان میں نسیان کا عنصر بھی پایا جاتا ہے اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے اور شریعت اسلامیہ کی پاکیزہ تعلیمات سے روگردانی کر بیٹھتا ہے۔ کبھی نفسانی خواہشات، کبھی شیطانی وساوس، کبھی برے ماحول کی وجہ سے، کبھی جہالت اور لاعلمی کی بنیاد پر بدعملی اس سے سرزد ہو جاتی ہے، یہ وہ واقعاتی حقائق ہیں جن سے ہم سب کا اکثر اوقات واسطہ پڑتا رہتا ہے۔

افسوس کا مقام ہے بلکہ یوں کہیے کہ افسوس صد افسوس یہ ہے کہ ہم جس معاشرے میں پرورش پا رہے ہیں اس معاشرے میں علم دین، اسلامی تہذیب و تمدن، اخلاقیات و آداب اور احساسِ عبدیت و انسانیت ختم ہوتے جا رہے ہیں اس لیے معاشرے میں مسلسل بے سکونی بڑھتی چلی جا رہی ہے، آج ہمارے گھروں اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں باہمی نفرتیں، آپسی ناچاقیاں، دوریاں اور لڑائی جھگڑے، فسق و فجور، بری عادات و اطوار، فرنگی تہذیب و کلچر فروغ پا رہا ہے۔ یہ ہم سب کا مشترکہ المیہ ہے جس کا رونا ہم روتے تو رہتے ہیں لیکن اس مصیبت سے عملاً جان چھڑانے کی کوشش نہیں کرتے۔

علم سے دوری، بد عملی، بداخلاقی، بدامنی، بد تہذیبی، جہالت اور معاشرتی جرائم کا پورا معاشرہ بحیثیت قوم مجرم بن چکا ہے۔ ایسے حالات میں اپنے ماحول کو درست کرنے کی ضرورت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے، اللہ تعالیٰ سے باغی انسانیت کو پھر سے اللہ کے لطف و کرم، فضل و احسان، مہربانی اور رحمت کے قریب کرنے کی اشد

ضرورت ہے، اسے گناہوں کی دلدل سے نکال کر اطاعت و فرمانبرداری کی شاہراہ پر ڈالنا ہوگا جو شاہراہ سیدھی جنت جاتی ہے۔

اس کے لیے بنیادی طور جن اوصاف کی ضرورت ہے ان میں سے ایک وصف یہ ہے کہ برائی اور اس پر ندامت گناہ اور اس پر شرمندگی کا احساس دلوں میں زندہ ہو جائے۔ یہی احساس انسان کو توبہ پر آمادہ، نیکی پر ابھارتا اور شریعت پر چلاتا ہے۔ اس کو باقی رکھنے کے لیے اپنی زندگی کا محاسبہ کرنا ہوگا کہ ہماری زندگی کس قدر شریعت کے مطابق اور کتنی شریعت کے مخالف گزر رہی ہے؟

اگر ہماری زندگی اس رخ پر چل رہی ہے جس پر اللہ اور اس کا رسول چاہتے ہیں تو "مقامِ شکر" ہے اور اگر خدانخواستہ ہماری زندگی شیطان کی مقرر کردہ پرخطر راہوں میں سے کسی بھیانک راہ پر چل رہی ہے تو "مقامِ فکر" ہے۔

ہر شخص اپنے گریبان میں جھانک کر اپنے ضمیر کا فیصلہ سن سکتا ہے حالات و واقعات اور زمینی حقائق یہ بتلاتے ہیں کہ اس وقت پوری مسلم امہ گناہوں کے گرداب میں بری طرح پھنسی ہوئی ہے، بداعمالیوں کا ایک طوفان ہے جو ہماری ٹوٹی پھوٹی نیکیوں کو بہائے لے جا رہا ہے ہمارے نیک اعمال بھی بعض کبیرہ گناہوں کی وجہ سے مٹتے جا رہے ہیں اس لیے ہمیں اپنے اندر احساس پیدا کرنا ہوگا تاکہ توبہ کی توفیق نصیب ہو۔

توبہ ایسی نیکی ہے جو اللہ کی بارگاہ میں جلد قبول ہوتی ہے، اللہ کو محبوب ہے۔ انسان جب گناہ کرتا ہے تو وہ کراماً کاتبین اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتے ہیں، قیامت کے دن انسان کے اپنے وہ اعضاء جن سے اس نے گناہ کیا ہوگا / زمین کا وہ حصہ جس پر گناہ کیا ہوگا اور نامہ اعمال سب کے سب اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

اگر انسان صدق دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے فرشتوں کو بھلا دیتے ہیں، اعضاء کو بھلا دیتے ہیں، زمین کو بھلا دیتے ہیں اور نامہ اعمال

سے مٹا دیتے ہیں۔ دنیاوی و اخروی مصائب و تکالیف سے اسی توبہ کی بدولت نجات ملتی ہے، اس سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ ہمیں توبہ کی کس قدر ضرورت ہے!!!

دوسری بات یہ کہ اگر ایک بار توبہ ٹوٹ جائے تو پھر توبہ کریں، پھر ٹوٹ جائے پھر توبہ کریں، لاکھ مرتبہ بھی توبہ ٹوٹ جائے پھر بھی توبہ کریں۔ اس اندیشے کی وجہ سے توبہ نہ کرنا کہ کہیں ٹوٹ نہ جائے شیطانی دھوکہ ہے اس سے خود کو بچائیں۔ توبہ کے حوالے سے آیات و احادیث تو بکثرت موجود ہیں لیکن ان میں سے صرف چند ملاحظہ ہوں۔

1: زیادہ توبہ کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ۔

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 222

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔

2: توبہ سے کامیابیاں ملتی ہیں، ارشاد باری عزوجل ہے: وَتُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

سورۃ النور، رقم الآیۃ: 31

ترجمہ: اے ایمان والو! تم سب کے سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

3: نزع اور سکرات کے وقت یعنی جب روح نکلنے لگے تو اس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی، قرآن کریم میں ہے: وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ۔

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 18

ترجمہ: ان گناہ گار لوگوں کی توبہ قابل قبول نہیں جب ان کی موت کا وقت سر پر

آن پہنچے تو وہ کہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔

نوٹ: مدارک التنزیل میں امام نسفی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے سکرات اور غرغرہ موت کے وقت توبہ کرنا یہ اضطراری حالت ہے اختیاری نہیں۔ جبکہ توبہ اختیاری قبول ہوتی ہے اضطراری نہیں۔

4: توبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتے ہیں، قرآن کریم میں ہے :**إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔**

سورۃ الفرقان، رقم الآیۃ:70

ترجمہ: مگر جنہوں نے توبہ کی اور اللہ کی بات کو مانا، نیک اعمال کیے تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

5: اللہ تعالیٰ توبہ قبول اور گناہوں کو معاف فرماتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ۔

سورۃ الشوریٰ، رقم الآیۃ:25

ترجمہ: اللہ وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔

6: **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ.**

صحیح مسلم، باب فی التوبۃ، الرقم:6960

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرمائیں گے جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔

فائدہ: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا قیامت کی ایک بڑی نشانی ہے۔ ایک دن ایسا بھی ضرور آئے گا جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا اور دوپہر کے وقت درمیان تک پہنچے گا پھر دوبارہ مغرب کی طرف غروب ہو جائے گا۔ اس کے بعد معمول کے مطابق مشرق سے طلوع ہو گا اور مغرب میں غروب ہو گا۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ مغرب سے سورج طلوع ہونے کے 150 سال بعد قیامت آئے گی۔ واللہ اعلم

7: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَوْ أَخْطَأْتُمْ حَتَّى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَاءَ، ثُمَّ تُبْتُمْ، لَتَابَ اللهُ عَلَيْكُمْ۔

سنن ابن ماجہ، باب ذکر التوبۃ، الرقم:4248

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہاری برائیاں اور بداعمالیاں اس قدر زیادہ ہو جائیں کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں اس کے باوجود بھی اگر تم توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائیں گے۔

8: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ۔

جامع الترمذی، باب منہ، حدیث 2423

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ساری اولاد آدم (سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے) گناہ گار ہے اور سب سے اچھے گناہ گار وہ ہیں جو کثرت کے ساتھ توبہ کرنے والے ہیں۔

9: عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ، كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ۔

سنن ابن ماجہ، باب ذکر التوبۃ، الرقم:4250

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: گناہ سے (صدق دل سے شرائط و آداب کے ساتھ) توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

10: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ دَوِّيَّةٍ مَهْلِكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ فَطَلَبَهَا حَتَّى أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ ثُمَّ قَالَ أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِيَ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ فَأَنَامُ حَتَّى أَمُوتَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَاحِلَتُهُ وَعَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَاللّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هَذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادِهِ۔

صحیح مسلم، باب فی الحض علی التوبۃ، الرقم:4929

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: مومن بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ اس سے بھی کہیں زیادہ خوش ہوتے ہیں جیسے کوئی مسافر شخص کسی ایسی وادی میں پہنچا جو بالکل بیابان اور ہلاکت خیز تھی اس کی سواری پر اس کا سامان، کھانا پینا وغیرہ موجود تھا، اسے نیند آئی وہ سو گیا جب نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ اس کی سواری موجود نہیں تھی، اس کی تلاش میں وہ گھوما، گرمی اور پیاس نے اس کا برا حال کر دیا، پھر وہ مایوس ہو کر واپس آگیا کہ اور یہ سوچ کر سو گیا کہ اب موت کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔

اچانک اس کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے سامنے موجود ہے تو اس شخص کو جس قدر سواری کے مل جانے سے خوشی حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔

11: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ حَتَّى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهُ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَأَعْطَاهَا سِتِّينَ دِينَارًا عَلَى أَنْ يَطَأَهَا فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنْ امْرَأَتِهِ أَرْعَدَتْ وَبَكَتْ فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ أَأَكْرَهْتُكِ قَالَتْ لَا وَلَكِنَّهُ عَمَلٌ مَا عَمِلْتُهُ قَطُّ وَمَا حَمَلَنِي عَلَيْهِ إِلَّا الْحَاجَةُ فَقَالَ تَفْعَلِينَ أَنْتِ هَذَا وَمَا فَعَلْتِهِ اذْهَبِي فَهِيَ لَكِ وَقَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَعْصِي اللَّهَ بَعْدَهَا أَبَدًا فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَأَصْبَحَ مَكْتُوبًا عَلَى بَابِهِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ۔

جامع الترمذی، باب منہ، الرقم:2420

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا کوئی گناہ کا کام ایسا نہیں تھا جو اس نے نہ کیا ہو، ایک دن ایک خاتون اس کے پاس آئی تو اس نے اسے 60 دینار دیے تاکہ وہ اس سے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کر سکے، جب وہ اس کے لیے مکمل طور پر تیار ہو گیا تو وہ خاتون کانپنے لگی اور زور زور سے رونے لگی۔

کفل نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ میں پیشہ ور فاحشہ عورت نہیں ہوں، میں نے کبھی یہ کام نہیں کیا۔ اب میں کسی شدید ضرورت کی وجہ سے بے حد مجبور ہو گئی ہوں۔

کفل نے اس خاتون کو کہا کہ اگر یہ بات ہے کہ تو نے کبھی یہ برا کام نہیں کیا تو جا میں بھی تمہیں کچھ نہیں کہتا یہ رقم بھی اپنے پاس رکھ لے اور ساتھ میں یہ بھی کہا: اللہ کی قسم آج کے بعد میں کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

وہ شخص رات کو فوت ہوا جب صبح ہوئی تو اس کے گھر کے دروازے پر یہ لکھا

ہوا موجود تھا: ان اللہ قد غفر للکفل۔ اللہ تعالیٰ نے کفل کی مغفرت کر دی ہے۔

توبہ کی شرائط:

1: سب سے پہلے تو اس گناہ کو چھوڑ دے۔

2: ندامت کے ساتھ اللہ کے حضور معافی مانگے۔

3: اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی توفیق نصیب فرمائے اور ہماری توبہ کو قبول بھی فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

مسجد ابراہیم، یاماتی، ہانگ کانگ

جمعرات، 18 مئی، 2017ء

استقبالِ رمضان

اللہ کے فضل و کرم سے ہماری زندگیوں میں ایک بار پھر رمضان المبارک کا مہینہ آرہا ہے، اس ماہ میں اللہ کریم اپنے بندوں کو خوب نوازتے ہیں، نیکیوں کا اجر وثواب اپنی شان کے مطابق بڑھا دیتے ہیں، رزق میں وسعت پیدا فرماتے ہیں، گناہگار وں کے گناہ معاف فرماتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مغفرت کا فیصلہ سنا کر اپنی رضا نصیب فرماتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ ہم رمضان ایسے گزاریں جیسے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں۔ آیئے ہم بھی اپنے اس مہمان مہینے کے استقبال کی تیاریاں شروع کردیں، محض جلسے جلوسوں سے نہیں بلکہ اپنے دلوں میں عبادات کا شوق پیدا کریں اور ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اذہان و قلوب میں رچا بسا کر پر عزم ہو جائیں کہ ہم سب نے اس رمضان میں اپنی مغفرت کے تمام اسباب خلوصِ دل اور خلوصِ نیت سے اختیار کرنے ہیں۔ چنانچہ

1: جونہی ہم ماہ رمضان کے چاند کو دیکھیں تو چاند دیکھنے کی دعا پڑھیں، اَللّٰھُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسلامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ الله۔ ترجمہ "اے اللہ! اس چاند کو ہم پر برکتِ ایمان، خیریت اور سلامتی والا کردے اور (ہمیں) توفیق دے اس (عمل) کی جو تجھے پسند اور مرغوب ہو (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔" اب ہمیں احساس ہونا چاہیے کہ ہم پورا مہینہ اس ماہ مبارک کی دل و جان سے قدر کریں اور اس کے تقاضوں کو شرائط و آداب کے ساتھ پورا کریں۔

2: یاد رکھیں توبہ و استغفار کی کثرت کریں

3: ذوق شوق سے تراویح کی بیس رکعات ادا کریں

4: تین رکعات وتر ادا کریں

5: خوب دعائیں مانگ کر جلد سو جائیں تاکہ صبح سحری کے وقت اٹھنے میں دِقّت اور پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

6: سوتے وقت کی دعا اللھم باسمك اموت واحییٰ پڑھیں

7: سورۃ ملک پڑھیں، آخری دو سورتیں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھیں۔

8: آیۃ الکرسی بھی پڑھ لیں

9: سنت کے مطابق دائیں پہلو پر سو جائیں۔

10: جب سحری کا وقت آجائے ہشاش بشاش ہو کر چستی سے اٹھ جائیں

11: گھر والوں کے ساتھ کام کاج میں ہاتھ بٹائیں

12: وضو کریں

13: تہجد ادا کریں، بلکہ کوشش کریں کہ تہجد ہمارا زندگی بھر کا معمول بن جائے، حدیث پاک میں ہے: فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد ہے۔

14: سحری ضرور کھائیں کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تاکید کے ساتھ ہمیں حکم دیا ہے اور اس کو برکت والا کھانا قرار دیا ہے تَسَحَّروا فاِنَّ فِي السَّحورِ بَرَ كَةً، بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالیں صحابہ کرام کی زندگی میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ کھانا کھالینے کے بعد اگر وقت باقی ہے تو

15: تلاوتِ قران کریں

16: ذکر اذکار کریں

17: توبہ استغفار کریں

18: دعاؤں کا اہتمام کریں

19: مرد حضرات مساجد میں آکر تکبیر اولیٰ کے ساتھ نمازیں ادا کریں

20: اگر مسجد میں درس قرآن یا خلاصۃ القرآن کی ترتیب ہو تو اس میں ضرور شرکت کریں ورنہ باہمی مشاورت سے کسی مستند عالم سے درخواست کریں کہ وہ آپ کو روزانہ درس قرآن دے۔

21: نمازِ فجر کے بعد اشراق تک ذکر اذکار میں مصروف رہیں

22: نماز اشراق پڑھیں، حدیث میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا اجر ایک مکمل حج یا عمرے کے برابر ہے۔

23: مساجد میں شور وغل سے پرہیز کریں کیونکہ یہ عمل نیکیوں کو ایسے ختم کر دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

24: مسجد سے واپس آکر اپنے کام کاج میں مصروف ہو جائیں،

25: کوشش کریں آپ کی زبان سے کوئی غلط بات نہ نکلے، بلکہ حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے کہ اگر کوئی آپ کو غلط بات کہہ بھی دے لڑائی جھگڑا کرنے کی کوشش کرے تو آپ کہہ دیں انی صائم میں روزے سے ہوں۔

26: پورا دن اپنی زبان، آنکھ، کان اور تمام اعضاء کی حفاظت کریں۔

27: زبان کو جھوٹ، غیبت، بہتان، چغلی، الزام تراشی، گالی گلوچ، گانے اور فضول گوئی سے پاک رکھیں اور نہ ہی زبان کے نشتر سے کسی کا دل دکھائیں، کسی کی ہتک عزت، بے عزتی اور رسوائی نہ کریں۔

28: آنکھ کو حرام امور سے بچائیں۔ فلم، گانے، میوزک، ڈانس، بد نظری، نامحرم کی طرف دیکھنے سے پاک رکھیں۔

29: کان کو غیبت سننے، گانا سننے، فضول گوئی سننے اور نامحرم کی باتیں بلا وجہ سننے سے پاک رکھیں۔

30: دل کو حسد، بغض، کینہ، عداوت، نفرت، تکبر، غرور اور بڑائی سے صاف

رکھیں، باہمی رنجشیں دور کریں، کسی سے بول چال ختم تھا تو اس سے شروع کریں

31: قطع رحمی سے باز آئیں، صلہ رحمی کو عام کریں۔

32: دن بھر تلاوت قرآن کثرت سے کریں، حقوق و آداب کی مکمل رعایت رکھ کر تلاوت کریں مستحب یہ ہے با وضو ہو کر، خوشبو لگا کر قبلہ رو ہو کر با ادب سوچ سمجھ کر تلاوت کریں

33: سجدہ تلاوت وغیرہ امور کو بالکل نظر انداز نہ کریں اگر آپ ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پڑھنا چاہتے ہوں تو علماء حق کی تفاسیر سے استفادہ کریں

34: آپ کے گھروں، دفاتر اور زمینوں پر جو ملازمین ہیں ان کے کام میں تخفیف کریں

35: تمام نمازیں وقت پر ادا کریں

36: افطاری تیار کرنے میں گھر والوں کے ساتھ مل کر کام کریں، ان کو بالکل نہ ڈانٹیں، بلکہ اگر کبھی خلاف مزاج کوئی معاملہ سامنے آئے تو عفو و در گزر سے کام لیں۔

37: افطار کرانے کا معمول بنائیں، حدیث میں اس کی بہت فضلیت آئی ہے۔

38: افطار کے وقت شور و غل اور بچگانہ حرکتیں مساجد کے تقدس کو پامال کرتی ہیں اس سے سختی سے پرہیز کریں۔

39: نماز مغرب کے بعد چھ رکعات اوابین کا معمول بنائیں۔ حدیث مبارک میں ہے جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہیں کی تو اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

40: بلکہ حفاظ صاحبان کے لیے اوابین میں اپنی منزل پڑھ لینا زیادہ بہتر ہے

41: نماز عشاء کی مکمل تیاری کریں

42: اذان ہوتے ہی مسجد میں پہنچ جائیں

43: خشوع خضوع سے نماز ادا کریں

44: نماز تراویح کے لیے تیز رفتار حفاظ کی بجائے خوش الحان ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے والے قاری صاحبان کو منتخب کریں۔ کیونکہ تراویح رمضان المبارک کی بہت اہم عبادت ہے۔ اس سے جی نہ کترائیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا بیس رکعات کا معمول بھی تھا اور اس پر اجماع بھی۔ بے شعور قوم والی عادات سے خود کو بچائیں، جو مساجد میں خصوصاً تراویح کے وقت بیٹھے رہتے ہیں، فون کالز اور میسجز کرتے رہتے ہیں، پانی پینے کا بہانہ بنا کر اپنا وقت اور ثواب و اجر ضائع کرتے رہتے ہیں اور جب امام رکوع میں جاتا ہے تو بھاگ کے رکوع میں شامل ہو جاتے ہیں۔

45: خوب گڑ گڑا کر دعائیں مانگیں، اپنے لیے، گھر والوں کے لیے، اپنے ملک کے لیے، پوری قوم بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے۔

46: اس کے بعد جلد گھر واپس آئیں، اپنی حاجات طبیعہ سے فارغ ہو کر سونے کی تیاری کریں۔

47: سونے سے قبل تھوڑی دیر کے لیے اپنا محاسبہ کریں، پورے دن میں جتنے اچھے کام کیے ہیں اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور جو خلاف شرع کام سرزد ہوئے ان سے توبہ کریں۔ یعنی ندامت کے احساس کے ساتھ وہ کام فی الفور چھوڑ دیں آئندہ نہ کرنے کا پکا عزم کریں۔

48: جلد سو جائیں تاکہ صبح جلد اٹھیں اور اپنے معمولات صحیح طور پر ادا کر سکیں۔

49: رمضان میں صدقہ خیرات دل کھول کر کریں

50: زکوٰۃ ادا کریں

51: آخری عشرہ میں اعتکاف کریں، سب سے زیادہ بہتر یہ ہے اپنے شیخ اور مرشد کے ہاں جا کر اعتکاف کریں تاکہ اجر و ثواب بھی ملتا رہے اور ظاہری و باطنی

ترقیات بھی نصیب ہوں، شیخ کی صحبت بھی زیادہ میسر ہو۔

52: لیلۃ القدر تلاش کریں۔ لیلۃ القدر کی تلاش میں بہتر عمل اعتکاف ہے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کریں

53: صدقہ فطر اور زکوۃ کے حوالے سے مستحقین کو ضرور یاد رکھیں۔

54: نماز عید الفطر کی تیاری کریں، خود بھی نئے اور اچھے کپڑے سلوائیں اور بچوں کے لیے بھی، نماز عید الفطر ادا کریں اور خوب دعائیں کریں۔

55: اگر آپ صاحبِ نصاب ہیں تو رمضان میں عمرہ کریں، حدیث پاک میں ہے کہ رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے۔

نوٹ: رمضان گزارنے کا طریقہ، فضائل، مسائل روزہ، تہجد، تراویح، وتر، زکوۃ، صدقۃ الفطر، اعتکاف، صلوٰۃ التسبیح، شب قدر و دیگر اہم عنوانات پر مشتمل میری کتاب "رمضان المبارک فضائل و مسائل" ملاحظہ فرمائیں۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

مدینہ منورہ، سعودی عرب

جمعرات، 25 مئی، 2017ء

افطار پارٹیاں

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانا بہت نیک عمل ہے، احادیث مبارکہ میں اس کے فضائل بکثرت موجود ہیں، لیکن افسوس کہ فیشن پرستی کے اس دور میں یہ نیکی بھی دوسری نیکیوں کی طرح محض فیشن کی حد تک محدود ہو گئی ہے، مفادات اور فخر ومباہات کی دنیا میں عبادات اور طاعات کا دین گم ہو گیا ہے۔ یہ ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں دنیاوی مفادات اور نام و نمود سے بالاتر ہو کر محض اپنی رضا کے لیے نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شریعت میں روزہ افطار کرانے پر کیا اجر وثواب ملتا ہے، چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

1: عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً، وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ، كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَمَنْ أَدَّى فِيهِ فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَشَهْرٌ يَزْدَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ، وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ»، قَالُوا: لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا يُفَطِّرُ الصَّائِمَ، فَقَالَ: " يُعْطِي اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى تَمْرَةٍ، أَوْ شَرْبَةِ مَاءٍ، أَوْ مَذْقَةِ لَبَنٍ۔

صحیح ابن خزیمہ، باب فضائل شہر رمضان، الرقم:1887

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو یہ اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور جہنم کی آگ سے نجات کا سبب ہو گا اور اسے روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ہو گا اور یہ کہ روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (یہ ثواب پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) بلکہ اگر کوئی بندہ ایک کھجور سے روزہ افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ لسّی کا پلا دے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی یہ ثواب مرحمت فرما دیتے ہیں۔

2: عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى طَعَامٍ، وَشَرَابٍ مِنْ حَلَالٍ، صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ فِي سَاعَاتِ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَصَلَّى عَلَيْهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

معجم کبیر للطبرانی، الرقم:6162

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی حلال کی کمائی میں سے کسی روزہ دار کو روزہ افطار کراتا ہے تو اس کے لیے پورا رمضان فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں اور لیلۃ القدر میں جبرائیل امین بھی اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

3: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل من فطر صائما، الرقم:735

ترجمہ: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے تو اس کے لیے بھی اتنا اجر ہے جتنا روزہ رکھنے والے کے لیے اور روزہ دار کے اجر سے کمی نہیں ہوتی۔

اسلام میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانا غم گساری، انسانی ہمدردی، باہمی محبت، اللہ کی رضا کا ذریعہ اور حصول جنت کا باعث ہے لیکن آج ان تمام مقاصد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یہ عمل دنیاوی مفادات، فخر و مباہات، نام و نمود اور ایک فیشن کے طور پر کیا جاتا ہے۔ مہنگے مہنگے میرج ہالز، کارنر پوائنٹس اور ہوٹلز میں افطار پارٹیز کا رواج پہلے کی نسبت آج کل زیادہ ہو رہا ہے۔ جن میں افطار پارٹی کے نام پر فی کس ہزاروں روپے میں متعدد ڈشیں، مشروبات اور قسما قسمی کھانوں سے آراستہ ان لوگوں کی دعوت افطار کی جاتی ہے جو روزہ دار کم روزہ خور زیادہ ہوتے ہیں، حسن ظن کا تقاضا تو یہ ہے کہ انہیں روزہ دار ہی کہا جائے لیکن مشاہدہ اس کے برعکس گواہی دیتا ہے۔ مرد و خواتین کا بے حجابانہ مخلوط اجتماع ہوتا ہے جس سے روزہ کی روح مر جاتی ہے۔

روزہ کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان میں غریب پروری پیدا ہو، غریبوں سے اظہار ہمدردی کا جذبہ اجاگر ہو لیکن ہمارے ہاں غریبوں، محتاجوں، یتیموں، مسکینوں، بے آسراؤں اور نادار لوگوں کو جس انداز میں نظر انداز کیا جاتا ہے وہ انتہائی قابل افسوس ہے۔ اشرافیہ اور مالدار طبقے کے پڑوس میں بسنے والے کتنے بے سہارا اور مستحق امداد لوگ ہوتے ہیں جنہیں افطار پارٹی میں شرکت سے محروم رکھا جاتا ہے، گویا ہم انسانی ہمدردی کم، شرعی احکام پر عمل کم اپنے اسٹیٹس کو زیادہ ملحوظ رکھتے ہیں، یہی سوچ قوموں کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔

افطار پارٹیز میں بعض جماعتیں، ادارے اور افراد اپنے اپنے طور پر دستر خواں لگاتے ہیں، روڈ کے کناروں پر لگے لمبے لمبے دستر خوانوں پر کھانے کی فراہمی تو ہوتی ہے لیکن انہیں مسنون زندگی گزارنے کا لائحہ عمل نہیں سکھلایا جاتا۔ یوں

ہزاروں، لاکھوں بلکہ کروڑوں خرچ کرنے کے باوجود بھی ہم اپنے بھائیوں کو رمضان گزارنے کا طریقہ بلکہ زندگی گزارنے کا سلیقہ نہیں سمجھا پاتے۔

وہ افراد، جماعتیں یا ادارے جو افطاری کا بندوبست کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ افطاری سے پہلے کسی مستند عالم دین سے درخواست کر کے اصلاحی بیان کرایا جائے جس میں اصلاح عقائد، اصلاح مسائل اور اصلاح معاشرے جیسے اہم موضوعات شامل ہوں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی اہمیت سمجھائی جائے، معاشرے میں رہنے سہنے کے اسلامی طور طریقے بتلائے جائیں، باہمی لین دین اور معاملات کو حسن سلوک سے نبھانے کا طرز سکھلایا جائے،احترام رمضان، سحر و افطار کے احکام و مسائل، تراویح اور دعاؤں کی خوب ترغیب دی جائے۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ بعض جماعتیں افطار الصائمین کے نام پر فرقہ وارانہ لٹریچر عام کرتے ہیں۔ الغرض افطار پارٹی میں جہاں دوست واحباب، مالدار اور دنیاوی مفادات سے متعلقہ اشخاص کو دعوت دی جائے تو معاشرے کے ستم سہنے والے غریبوں مسکینوں کو بھی ضرور یاد رکھا جائے، دینی مراکز، مکاتب و مدارس، فلاحی ادارے، رفاہی جماعتوں کو نظر انداز نہ کیا جائے، مخلوط اجتماعات سے گریز کیا جائے، روزہ کے حقیقی مقاصد کو پانے کی فکر کی جائے اور احترام رمضان کا ضرور خیال رکھا جائے اور افطار پارٹیز میں شرکت کرنے والوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی صحیح معنوں میں روزہ دار بنیں۔ اللہ پاک کوتاہیوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد نجیب سنبھلی قاسمی

مکہ مکرمہ، سعودی عرب

جمعرات، یکم جون، 2017ء

عشرۂ مغفرت اور اسبابِ مغفرت

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ''عشرۂ رحمت'' مکمل ہونے والا ہے اور اس کے بعد اُس غفور، غفّار اور ذو مغفرۃ ذات کی طرف سے انعام کے طور پر ''عشرۂ مغفرت'' شروع ہونے والا ہے، رمضان المبارک کے ان درمیانی دس دنوں میں اللہ کریم اپنے بندوں کی بڑے پیمانے پر مغفرت فرماتے ہیں، دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں بھی اپنے مغفور بندوں میں شامل فرمائے۔ یوں تو اسباب مغفرت بہت زیادہ ہیں لیکن ہم ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتے ہیں۔

1: اِستغفار: سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ انسان گناہوں سے پاک زندگی گزارنے کی کوشش کرے، اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور اللہ سے مغفرت طلب کرے، اپنے گناہوں کا ندامت کے ساتھ اعتراف کرے اور استغفر اللہ کہہ کر اللہ سے معافی چاہے، استغفار کے مختلف الفاظ احادیث میں ملتے ہیں۔ سب سے مختصر تو یہی استغفر اللہ کہنا ہے، اس کے علاوہ دیگر الفاظ بھی ملتے ہیں مثلاً: استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں اللہ رب العالمین سے اپنے تمام گناہوں سے مغفرت مانگتا ہوں اور اسی کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ سید الاستغفار بھی پڑھنا بے حد مفید ہے۔

2: کبیرہ گناہوں سے بچنا: قرآن کریم میں ہے کہ اگر تم کبیرہ گناہوں سے خود کو بچاؤ گے تو ہم تمہارے (چھوٹے) گناہوں کو مٹا دیں گے۔ یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی معصیت اور گناہ ہے، یہ بذات خود بہت بڑا گناہ ہے لیکن گناہوں میں درجہ بدرجہ چھوٹے بڑے کے اعتبار سے تقسیم ہے کہ فلاں کبیرہ ہے اور فلاں صغیرہ۔ احادیث مبارکہ میں مختلف گناہوں کو کبیرہ کہا گیا ہے۔ اصل یہ

ہے کہ ہر بڑا گناہ چھوٹے گناہ کے اعتبار سے کبیرہ ہے اور ہر چھوٹا گناہ بڑے گناہ کے اعتبار سے صغیرہ ہے۔ جن گناہوں پر عذاب کی وعید قرآن و سنت میں مذکور ہے یا خدا کی لعنت کا باعث بنتے ہیں وہ کبیرہ ہیں۔ بعض کبیرہ گناہ تو انسان کو دائرہ اسلام سے بھی خارج کر دیتے ہیں، چند بڑے بڑے یہ ہیں:

شرک، اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کو چھوڑ دینا یعنی ارتداد، دین میں کمی یا بیشی کرنا یعنی الحاد و بدعت، قرآن و حدیث کی غلط اور من مانی تشریح کرنا، جھوٹ، ناحق تہمت، سود، رشوت، حسد، غیبت، چغل خوری، کسی کا ناحق مال کھانا، فحاشی و عریانی کو عام کرنا، تکبر، غرور، ریاکاری، فخر و مباہات، والدین کی نافرمانی، جھوٹی گواہی، زنا، لواطت، بد نظری، ظلم، گالیاں بکنا، کسی پر تشدد کرنا، مُردوں کو گالی دینا، احسان جتلانا، بدگمانی، بدزبانی بالخصوص اسلام کی مقتدر شخصیات کو برا بھلا کہنا، قطع رحمی کرنا، بول چال چھوڑنا، بلاوجہ جاسوسی کرنا، دھوکہ بازی، خیانت، چوری، ڈکیتی، غیر محرم مرد یا عورت سے بلاوجہ گفتگو کرنا، مرد و خواتین کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا، عورت کا اپنے شوہر کی نافرمان اور ناشکری ہونا، مرد کا اپنی بیوی کے مالی، جسمانی، معاشی اور معاشرتی حقوق ادا نہ کرنا، اسراف یعنی فضول خرچی، شادی بیاہ اور طرز معاشرت میں غیر اسلامی روایات اپنانا، فرائض و واجبات کو چھوڑنا بالخصوص [نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج]، کاہن جسے آج کی زبان میں دست شناس کہا جاتا ہے کے پاس اپنی قسمت جاننے یا سنوارنے کے لیے جانا، جادو، اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا، جھوٹی بات پر قسم کھانا، ملاوٹ کرنا، ناپ تول میں کمی کرنا، بد عہدی کرنا، میت پر نوحہ کرنا، بین کرنا، گریبان چاک کرنا، رخسار پیٹنا، قبروں کی پامالی کرنا، بائیں ہاتھ سے کھانا پینا، بلاوجہ کھڑے ہو کر کھانا پینا، شوقیہ تصاویر اتروانا ہاں اگر شرعی ضرورت ہو تو اس کی گنجائش موجود ہے، مسلمان پر اسلحہ اٹھانا، غیر مسلموں کو بلاوجہ قتل کرنا، شراب پینا،

چرس پینا، افیون پینا، بھنگ پینا، کسی کو نشہ پلانا، گانا، عشقیہ غزلیں، موسیقی، فلمیں، ڈرامے دیکھنا اور سننا، مرد کا سونا استعمال کرنا، خواتین کا بے پردہ ہونا، شعائر دین کا مذاق اڑانا۔ وغیرہ وغیرہ

ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ مسلمان معاشرے میں یہ سب باتیں اتنی کثرت سے پائی جارہی ہیں کہ الامان والحفیظ۔ بلکہ اب تو ان کے گناہ ہونے کا احساس بھی ہمارے ضمیروں میں ختم ہو رہا ہے، ہم بے دھڑک گناہ پر گناہ بلکہ کبیرہ گناہ کرتے جاتے ہیں اور ان کو چھوڑنے کی بالکل فکر نہیں کرتے ہماری یہ روش قابل افسوس ہے۔ رمضان المبارک کے اس مبارک عشرے میں اگر ہم اپنی مغفرت چاہتے ہیں تو ہمیں کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنا ہوگی اور جن کے مالی حقوق ادا کرنے ہیں وہ ادا کریں اور جو فرائض ہمارے ذمہ واجب الاداء ہیں انہیں پورا کریں۔

3: رمضان کا روزہ رکھنا: احادیث میں رمضان کے روزے کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ حالت ایمان اور بخشش کی امید کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھنے سے اللہ کریم سابقہ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

4: قیام رمضان یعنی تراویح: بعض احادیث میں رمضان کے روزے کے ساتھ ساتھ تراویح کی بھی یہ فضیلت مذکور ہے کہ حالت ایمان اور بخشش کی امید کے ساتھ نماز تراویح پڑھنے سے اللہ کریم سابقہ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

5: شب قدر کی عبادت: بعض احادیث میں لیلۃ القدر کی عبادت کو اسباب مغفرت میں شمار کیا گیا ہے، لیلۃ القدر کی یہ فضیلت مذکور ہے کہ حالت ایمان اور بخشش کی امید کے ساتھ لیلۃ القدر کی عبادت سے اللہ کریم سابقہ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

6: نماز جنازہ: احادیث مبارکہ میں مسلمان کے مسلمان پر جن حقوق کا تذکرہ

ہے ان میں سے ایک نماز جنازہ بھی ہے، اس کا فائدہ دو طرح ہوتا ہے اگر کوئی فاسق فاجر آدمی ہے تو جنازہ پڑھنے والوں کی وجہ سے اللہ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں اور اگر کوئی نیک آدمی فوت ہو جائے تو اس کی برکت سے جنازہ پڑھنے والوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

7: ایصال ثواب: قرآن و سنت کی روشنی میں جیسے ثواب برحق ہے ایسے ہی ایصال ثواب برحق ہے۔ آدمی نیک کام کرے اور اس کا اجر خود لے اسے ثواب کہتے ہیں اور نیک عمل کرے اس کا ثواب خود بھی لے اور اللہ سے دعا کرے کہ فلاں کو بھی عطا فرما اسے ایصال ثواب کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نیک آدمی کا جنت میں درجہ بڑھائیں گے تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! یہ کیسے بڑھ گیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیری اولاد نے تیرے لیے استغفار کیا ہے۔

8: نیک اعمال: قرآن کریم میں ہے کہ بے شک نیکیاں؛ گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ اسی طرح حدیث پاک میں بھی ہے کہ اگر کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے فوراً بعد نیک عمل کرو! اس سے گناہ مٹ جاتا ہے۔

9: رحمت الٰہیہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت انسان کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور انسان کی مغفرت کا ذریعہ بنتی ہے، بس اللہ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے والے اعمال کرتے رہنا چاہیے۔ خصوصاً درود پاک کی کثرت۔

10: شفاعت رسول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی مغفرت کے اسباب میں بہت بڑا سبب ہے، قیامت کے دن جب باب شفاعت کھلے گا تو پھر قرآن بھی شفاعت کرے گا، روزہ بھی شفاعت کرے گا، حافظ قرآن بھی شفاعت کرے گا، قاری قرآن بھی شفاعت کرے گا، شہید بھی شفاعت کرے گا، حاجی بھی شفاعت

کرے گا، نابالغ اولاد بھی شفاعت کرے گی اور عالم دین بھی شفاعت کرے گا۔ پھر شفاعت کبریٰ کا وقت آئے گا تو خود خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ تو آیئے !عشرہ مغفرت میں اسبابِ مغفرت اپنا کر اہلِ مغفرت بننے کی کوشش کریں!

دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں ان تمام نیک کاموں کی توفیق نصیب فرمائے اور پھر ان اعمال کو اپنے فضل و کرم سے اپنی بارگاہ میں قبول بھی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

مدینہ منورہ، سعودی عرب

سوموار، 5 جون، 2017ء

ماہِ مقدس کا آخری عشرہ

اللہ تعالیٰ کا بحر رحمت جوش میں ہے، گناہگاروں کو جہنم سے آزادی کے پروانے تھمائے جا رہے ہیں، رمضان المبارک کے قدر دانوں کو اللہ کریم اپنی رضاء اور اپنی طرف سے جزا کی خوشخبریاں دے رہے ہیں۔ رحمتیں، برکتیں اور مغفرتیں پہلے سے کئی گنا زیادہ تیز کر دی گئی ہیں۔ یوں سمجھیے کہ اللہ کریم کی طرف سے رحم و کرم، لطف و عنایات، فضل و احسان، نوازشات و انعامات اور خصوصاً دوزخ سے نجات کی لوٹ سیل لگا دی گئی ہے۔

سبحان اللہ!! کتنے مبارک لمحات ہیں! آیئے! ہم بھی اس برکت و رحمت، بخشش و عطا اور انعام و اعزاز کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس عشرہ میں وہ کام کریں جن سے ہم اللہ کو راضی کریں اور وہ اپنی رضاء ہمیں نصیب فرمائے۔

1: اعتکاف: رمضان المبارک کے آخری دس دنوں کا مسنون اعتکاف کریں، یعنی سب کسی کو چھوڑ چھاڑ کر اللہ کے دربار میں ڈیرہ لگا لیں، اللہ کے مہمان بنیں، اللہ کے دوست بنیں، یوں تو اللہ کریم اپنے دشمنوں کو (دنیاوی طور پر) نوازتا ہے لیکن اپنے دوستوں کو نوازنے کا انداز ہی کچھ اور ہے: سب سے پہلے اپنی محبت نصیب فرماتے ہیں، اس کی بدولت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق عطا فرماتے ہیں، اس کی بدولت دنیا و آخرت کی کامیابیاں قدموں میں ڈھیر کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر روز جزا اپنی رضاء اور جنت میں اپنا دیدار عطا فرماتے ہیں۔ اس لیے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اللہ کے دوست بننے کی کوشش کریں اور مسنون اعتکاف کا اہتمام فرمائیں۔ دنیا کے کام دھندے مرتے دم تک نہیں پیچھا نہیں چھوڑتے، یقین جانیے کہ ہمارے بغیر بھی دنیا جوں کی توں چلتی رہتی رہے گی، اس لیے کچھ اپنی آخرت کا احساس

کریں، مرد مساجد میں جبکہ خواتین اپنے اپنے گھروں میں اعتکاف کریں، اعتکاف کے دنوں کو قیمتی بنانے اور اعتکاف کے فضائل و مسائل سے آگاہی کے لیے میری کتاب اعتکاف کورس کا مطالعہ کریں۔

2:احتساب: اپنا احتساب کریں، اپنے آپ کو احساس دلائیں کہ میں نے رمضان المبارک میں کتنے نیک عمل کیے ہیں اور کتنے برے کام۔ کتنا وقت عبادات میں خرچ کیا ہے اور کتنا وقت غفلت میں گزارا ہے، کتنی نیک باتیں سنی سنائی ہیں اور کتنی فضول گوئی، بیہودہ اور لغو باتیں کی ہے، کتنا اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کی ہے اور کتنے ایسے کام کیے ہیں جن سے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہوتے ہیں۔

تلاوت، ذکر اذکار، درود پاک، توبہ استغفار، نمازوں کا اہتمام، نوافل کی کوشش، روزوں کی پابندی، سحر وافطار، تراویح و تہجد اور صدقہ و خیرات کس قدر کیا ہے اور معصیت و نافرمانی میں رمضان کا کتنا قیمتی وقت ضائع کیا ہے؟ ان باتوں کو سوچتے وقت اگر آپ کے ضمیر سے الحمدللہ کی آواز آتی ہے تو مقامِ شکر ہے ورنہ مقام فکر۔

3:تلاوت قرآن: پورے رمضان المبارک میں اگر آپ نے قرآن کریم کی تلاوت کثرت کے ساتھ کی ہے تو اس تسلسل کو برقرار رکھیں بلکہ اس میں مزید اضافہ کریں۔ خدانخواستہ اگر آپ نے ایک قرآن کریم کا ختم بھی نہیں کیا تو دس دنوں میں روزانہ تین پارے تلاوت کریں اور کم از کم ایک قرآن کریم ضرور ختم کریں۔ یہاں ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ ہمارے ہاں عموماً آخری عشرے میں کسی بھی رات تراویح میں قرآن کریم مکمل کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد خود حفاظ اور قراء کرام میں روایتی سستی جنم لیتی ہے اور بقیہ ایام میں تلاوت قرآن کا اہتمام بہت کم کرتے ہیں اور عوام تو الاماشاء اللہ۔ رمضان کے سارے دن قابل احترام ہیں، باعث اجر و ثواب ہیں، فضیلت والے ہیں اس لیے تلاوت کا اہتمام بدستور قائم رکھیں، خواہ قرآن کریم

تراویح میں مکمل بھی ہو جائے تب بھی تلاوت میں کمی نہ آئے۔ ایک اور مسئلہ پر بھی توجہ فرمائیں کہ دو کام الگ الگ ہیں ایک تو یہ کہ پورے رمضان میں ہر رات مکمل بیس رکعات تراویح ادا کرنا اور دوسرا اس میں مکمل قرآن کریم پڑھنا / سننا۔ عموماً اس میں عوام اور حفاظ دونوں سستی کرتے ہیں کہ مکمل قرآن پڑھنے اور سننے کا اہتمام تو کرتے ہیں لیکن جب قرآن مکمل ہو جائے تو تراویح کا اہتمام نہیں کرتے۔ یاد رکھیں تراویح میں قرآن کریم اگرچہ رمضان ختم ہونے سے کچھ دن پہلے مکمل بھی ہو جائے تب بھی آخر رمضان تک روزانہ بیس رکعات تراویح ادا کرنا ضروری ہے۔

4: لیلۃ القدر: شبِ قدر؛ قابلِ قدر ہے، رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اسے تلاش کرنے کی کوشش کریں، یعنی 21، 23، 25، 27 اور 29 رمضان المبارک کی راتوں کو خوب عبادت کریں۔ قرآن کریم میں ہے کہ یہ رات ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے اس رات نماز عشاء باجماعت ادا کریں اور اپنی ہمت کے مطابق عبادات کریں، تلاوت قرآن، ذکر اذکار، نوافل، صلوٰۃ التسبیح، حدیث پاک یا کسی بھی دینی کتاب کا مطالعہ کریں۔ یہاں بھی ایک بات قابل توجہ ہے کہ بعض لوگ اس رات میں نوافل پر خوب زور دیتے ہیں لیکن قضاء نمازوں کی ادائیگی پر توجہ نہیں دیتے۔ وہ لوگ جن کی کچھ نمازیں کسی بھی وجہ سے قضاء ہو چکی ہوں ان کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اس رات نوافل کے بجائے قضاء نمازوں کی ادائیگی میں مصروف رہیں۔ عوام میں ایک غلط بات رواج پا چکی ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ کو فلاں طریقے سے اگر چار رکعات نماز ادا کی جائے تو ساری عمر کی قضاء نمازوں کے لیے کافی ہے۔ یہ سراسر غلط بات ہے۔ مزید تفصیل کے لیے میری کتاب ”رمضان المبارک فضائل و مسائل“ کا مطالعہ کریں۔

5: صدقۃ الفطر: رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عموماً صدقۃ الفطر ادا کیا

جاتا ہے۔ یہاں ایک بات کا بطور خاص خیال رکھیں کہ صدقۃ الفطر کو اپنی حیثیت کے مطابق ادا کریں: گندم، جو، کشمش اور کھجور ان تمام چیزوں یا ان کے متعین اوزان کی مقرر کردہ قیمت کے ساتھ صدقۃ الفطر ادا کیا جا سکتا ہے۔ غریب آدمی اگر گندم کے حساب سے صدقۃ الفطر دے تو بات سمجھ آتی ہے لیکن صاحب حیثیت بھی صدقۃ الفطر ادا کرتے وقت صرف گندم ہی کا حساب لگائے تو یہ بات دل کو نہیں لگتی۔

6: فدیہ صوم: ایسے دائمی مریض / شدید بیمار یا معذور افراد جن کے صحت یاب ہونے کی بالکل امید نہ ہو ان کے لیے شریعت نے یہ رخصت دی ہے کہ وہ روزہ رکھنے کے بجائے اس کا فدیہ دیں۔ ایک روزے کا فدیہ ایک آدمی کے صدقۃ الفطر کے برابر ہے۔ رمضان کے 29 یا 30 روزے ہوں تو صدقۃ الفطر کو 29 یا 30 سے ضرب دیں جو جواب نکلے وہ پورے رمضان کے روزوں کا فدیہ بنے گا۔ یہاں بھی یہ ملحوظ رہے کہ فدیہ میں اپنی حیثیت کا ضرور خیال کریں۔ گندم کے علاوہ جو، کشمش یا کھجور کے حساب سے فدیہ ادا کریں۔ مزید تفصیلات کے لیے میری کتاب ”رمضان المبارک فضائل و مسائل“ کا مطالعہ کریں۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 15 جون، 2017ء

جمعۃ الوداع اور قضائے عمری

اللہ تعالیٰ ہم گناہ گاروں کا شمار اُن خوش قسمت لوگوں میں فرما دیں جن کی اس ماہِ مقدس میں مغفرت ہو جاتی ہے اور وہ جہنم سے آزاد ہو جاتے ہیں، سردار مہینے کا سردار دن یعنی رمضان المبارک کا جمعۃ المبارک(جمعۃ الوداع)آ چکا ہے، اس عظیم الشان دن کو پورے ادب و احترام کے ساتھ عبادات میں گزاریں۔ جو مسنون اعمال جمعۃ المبارک میں ادا کیے جاتے ہیں ان کو پوری اطمینان قلبی سے مکمل کریں، مزید یہ کہ اس دن صلوٰۃ التسبیح، تلاوت قرآن، ذکر اللہ، درود پاک اور صدقہ و خیرات جیسے مبارک اعمال خوب خوب کریں۔

اس کے بعد اللہ کے حضور رو رو کر دعائیں کریں کہ یا اللہ ہمیں رمضان کے بابرکت ایام بالخصوص سید الایام(جمعۃ المبارک)کا دن بار بار نصیب فرما اور اگر ہماری زندگی کا یہ آخری رمضان اور آخری جمعۃ الوداع ہے تو اے باری تعالیٰ اس کو ہماری مغفرت اور جہنم سے نجات کا ذریعہ بنا اور اس بات کو بھی اچھی طرح یاد رکھیں کہ ہماری مغفرت اور نجات کا دارومدار اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں ہے۔ زمانے کے رسوم ورواج، معاشرے کے خود ساختہ خرافات اور بدعات یہ سب اللہ کے ہاں مواخذے اور پکڑ کا باعث ہیں نجات کے نہیں۔

ہماری قوم کی بدقسمتی یہ ہے کہ عبادات میں افراط و تفریط کی شکار ہے۔ سنت میں بدعت کی ملاوٹ اور دین کے ثابت شدہ احکام ومسائل میں کمی وبیشی کا مرض اس کا سب سے بڑا المیہ ہے، چنانچہ جمعۃ الوداع کے بارے میں بھی ہماری قوم اسی صورتحال سے دوچار ہے۔ بطور خاص اس دن جس مسئلہ کو زیادہ زیر بحث لایا جاتا ہے وہ ہے فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنے کا۔ افسوس صد افسوس کہ بعض کم علم بلکہ احکام

شریعت سے لاعلم لوگوں نے نماز جیسے دینی معاملے کو بھی اپنی اوٹ پٹانگ خواہشات کے تابع بنانے کی کوشش کی اور امت کو افراط و تفریط کے دو پاٹوں میں پاٹنے کا جرم کیا۔

ایک گروہ نے تو یہ نظریہ بنالیا کہ قضاء شدہ نمازوں کو ادا کرنے کی ضرورت نہیں محض توبہ ہی سے کام چلا لیا جائے۔ جبکہ دوسری طرف بعض لوگوں نے اس عبادت کا حلیہ بگاڑتے ہوئے یہ حل نکالا کہ ساری زندگی کی نمازیں ادا کرنا بہت دشوار ہے اس لیے رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو قضائے عمری کے نام سے ایک نئی نماز ایجاد کی اور یہ کہا کہ صرف چار رکعتوں کو مخصوص طریقے سے ادا کر لینے سے ساری عمر کی نمازیں ادا ہو جائیں گی۔ اس سوچ کے حامل افراد رمضان المبارک میں اس مخصوص نماز کے جھوٹے میسیجز پھیلاتے ہیں، جس کی وجہ سے امت کا ایک بہت بڑا طبقہ ان کی گمراہی کے جال میں پھنس جاتا ہے، عام سادہ لوح مسلمان بھی اسے صحیح سمجھ کر اپنی زندگی بھر کی نمازیں ادا نہیں کرتے اور اس نماز کو پڑھ لینے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں قضاء شدہ نمازوں کو ادا کرنے کی ضرورت بھی نہیں رہی۔

جبکہ شریعت اسلامیہ کا حکم یہ ہے کہ قضاء شدہ نمازیں نہ تو محض توبہ سے ذمہ سے معاف ہوتی ہیں اور نہ رمضان المبارک کے آخری جمعۃ المبارک کو چار رکعات کی مخصوص نماز کو ادا کر لینے سے ساری نمازیں ادا ہوتی ہیں بلکہ قضاء شدہ نمازوں کو ادا کرنا ضروری ہے۔ آج کل کے تیز رفتار زمانے کے سست رفتار مسلمان کی حالت قابل توجہ بھی ہے، قابل رحم بھی اور قابل اصلاح بھی ہے۔ اول تو بہت سے مسلمان نماز ادا ہی نہیں کرتے، اگر کبھی پڑھ بھی لیں تو شرائط و آداب اور حقوق کا بالکل خیال نہیں کرتے اور خشوع و خضوع سے خالی نماز محض اٹھک بیٹھک کا نمونہ پیش کرتی ہے اور بس۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مسلمان اہم العبادات (نماز) کے چھوٹ جانے پر نادم ہوتے،

توبہ تائب ہوتے اور شریعت کے حکم کے مطابق اپنی قضاء شدہ نمازوں کو جلد ادا کرتے لیکن افسوس کہ احساس ندامت مٹتا جارہا ہے۔ آیئے قرآن و سنت کی روشنی میں مختصر دلائل ذکر کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

1: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ

صحیح البخاری، باب من نسی صلاۃ، الرقم:597

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز کو (اپنے وقت پر پڑھنا) بھول جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جب بھی اس کو یاد آئے (کہ اس نے فلاں نماز نہیں پڑھی) تو اسے چاہیے کہ وہ نماز پڑھے اس کے علاوہ اس کا کوئی کفارہ نہیں۔

نوٹ: صحیح مسلم میں یہی حدیث کچھ چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ موجود ہے۔

2: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَرْقُدُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَغْفُلُ عَنْهَا قَالَ كَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا۔

سنن نسائی، باب من نسی الصلاۃ، الرقم:610

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو نماز کے وقت میں سو جائے یا غفلت کی وجہ سے چھوڑ دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب بھی اسے اپنی قضاء شدہ نماز یاد آئے تو وہ اسے پڑھ لے۔

3: عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلَمْ يَذْكُرْهَا إِلَّا وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ الصَّلَاةَ

الَّتِی نَسِیَ ثُمَّ لِیُصَلِّ بَعْدَهَا الْأُخْرَی۔

موطاامام مالک، باب الرجل یصلی فیذکر ان علیہ صلاۃ فاتتہ، الرقم:584

ترجمہ: حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے، پھر امام کے ساتھ نماز پڑھتے وقت اس کو اپنی چھوڑی ہوئی قضاء نماز یاد آجائے تو جب امام سلام پھیرے تو اس کو چاہئے کہ پہلے وہ بھولی ہوئی قضاء نماز پڑھے پھر اس کے بعد دوسری نماز پڑھے۔

4: عَنْ أَبِی عُبَیْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ إِنَّ الْمُشْرِكِینَ شَغَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ یَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّیْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی الرجل تفوتہ الصلوات، الرقم:164

ترجمہ: حضرت ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ خندق والے دن مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازیں پڑھنے سے روک دیا تھا یہاں تک رات کا کچھ حصہ گذر گیا، جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے اذان دی اور پھر اقامت کہی، پس ظہر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو مغرب کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی اور عشاء کی نماز پڑھی۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ اگر نماز کسی بھی وجہ سے یہاں تک کہ جہاد جیسے عظیم فریضے کی ادائیگی کے دوران بھی قضاء ہو جائے تب بھی اس کو بعد میں ادا کرنا ضروری ہے۔

5: قَالَ الإِمَامُ الهُمَّامُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ۔ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً وَاحِدَةً عِشْرِينَ سَنَةً لَمْ يُعِدْ إِلَّا تِلْكَ الصَّلَاةَ الْوَاحِدَةَ۔

صحیح البخاری، باب من نسی صلاۃ فلیصل اذا ذکرھا

ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ؛ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں: جس شخص نے ایک نماز چھوڑ دی تو (اگرچہ) بیس سال بھی گزر جائیں تو وہ شخص اسی اپنی قضاء شدہ نماز کو ادا کرے۔

6: فَالْأَصْلُ فِيهِ أَنَّ كُلَّ صَلَاةٍ فَاتَتْ عَنِ الْوَقْتِ بَعْدَ ثُبُوتِ وُجُوبِهَا فِيهِ فَإِنَّهُ يَلْزَمُ قَضَاؤُهَا سَوَاءٌ تَرَكَهَا عَمْدًا أَوْ سَهْوًا أَوْ بِسَبَبِ نَوْمٍ وَسَوَاءٌ كَانَتِ الْفَوَائِتُ كَثِيرَةً أَوْ قَلِيلَةً۔

بحر الرائق، فصل الصوم علی التراخی وقضاء الصلاۃ علی الفور الا بعذر

ترجمہ: امام ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اصول یہ ہے کہ ہر وہ نماز جو کسی وقت میں واجب ہونے کے بعد رہ گئی ہو، اس کی قضاء لازم ہے خواہ انسان نے وہ نماز جان بوجھ کر چھوڑی ہو یا بھول کر، یا نیند کی وجہ سے نماز رہ گئی ہو۔ چھوٹ جانے والی نمازیں زیادہ ہوں یا کم ہوں۔ (بہر حال قضا لازم ہے)

7: حَاصِلُ الْمَذْهَبِ أَنَّهُ إِذَا فَاتَتْهُ فَرِيضَةٌ وَجَبَ قَضَاؤُهَا وَإِنْ فَاتَتْ بِعُذْرٍ۔ وَإِنْ فَاتَتْهُ بِلَا عُذْرٍ وَجَبَ قَضَاؤُهَا عَلَى الْفَوْرِ عَلَى الْأَصَحِّ۔

شرح مسلم للنووی، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ، تحت حدیث من نسی الصلاۃ

ترجمہ: مشہور شارحِ مسلم علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس شخص کی نماز فوت ہو جائے اس کی قضاء اس پر ضروری ہے خواہ وہ نماز کسی عذر کی وجہ سے رہ گئی ہو... اور بھول یا بغیر عذر کے چھوٹ گئی ہو۔

8: مَنْ قَضَى صَلَاةً مِنَ الْفَرَائِضِ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذَلِكَ جَابِرًا لِكُلِّ صَلَاةٍ فَائِتَةٍ فِي عُمُرِهِ إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً بَاطِلٌ قَطْعًا لِأَنَّهُ مُنَاقِضٌ لِلْإِجْمَاعِ عَلَى أَنَّ شَيْئًا مِنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةٍ سَنَوَاتٍ.

الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ، الرقم:519

ترجمہ: علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت کہ جو شخص رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز قضاء پڑھ لے تو ستر سال تک اس کی عمر میں جتنی نمازیں چھوٹی ہوں گی ان سب کی ادائیگی ہو جائے گی یہ روایت قطعی طور پر جھوٹ پر مبنی ہے اس لیے کہ یہ حدیث اجماع کے خلاف ہے۔ جبکہ اجماع اس پر ہے کہ کوئی بھی عبادت سالہاسال کی چھوٹی ہوئی نمازوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

نوٹ: فقہاء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ قضاء شدہ نمازوں میں سے صرف فرض نمازوں اور وتروں کو ادا کیا جائے سنتوں اور نوافل کی قضاء نہیں کی جائے گی۔

اللہ پاک ہمیں شریعت کے احکام پر قرآن و سنت کے مطابق عمل کی توفیق نصیب فرمائے اور بدعات و خرافات سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

اسلام آباد، پاکستان

جمعرات، 22جون، 2017ء

عید مبارک (بر موقع عید الفطر)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عیدین کے دن اہل اسلام کے لیے بہت بڑی نعمت ہیں، اللہ کریم ایسی خوشیاں ہمیں بار بار نصیب فرمائے، ہماری خوشیوں میں اپنے خوش ہونے کی خوشخبری کو بھی شامل حال فرمادے۔

دیگر مذاہب کے مذہبی تہواروں سے یکسر الگ تھلگ اہل اسلام کی عید اپنے اندر اطاعت خداوندی، اجتماعیت، باہمی محبت، شکران نعمت، احساس ہمدردی، جذبہ ایثار اور بندہ نوازی و غریب پروری کے احساسات، مال و دولت کی حرص سے اجتناب جیسے جذبات رکھتی ہے۔

اس دن کو جس طرز پر گزارنے کے شریعت میں احکام ہیں ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے جیسے انسان غمی و مصیبت پریشانی و مشکل حالات میں خدا کو یاد کرتا ہے ایسے ہی خوشی کے موقع پر وہ اپنے اللہ کو عبادات سے خوش کرے۔

اس دن کھیل تماشا، غل غپاڑہ، موج مستی، دھینگا مشتی، فسق و فجور، لغویات اور بے حیائی و فحاشی جیسے فضول کاموں میں ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ دن اللہ کریم سے انعام لینے کا دن ہے، اپنی مغفرت کرانے کا دن ہے، اللہ کے حضور سرخرو ہونے کا دن ہے۔ اس لیے اس کو شریعت کے تقاضوں کے عین مطابق گزارنا چاہیے۔ آسان لفظوں میں یوں سمجھیں کہ یہ دن اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارنا ہے نافرمانی میں نہیں، گویا یہ دن بازاروں میں پھرنے کا نہیں بلکہ اللہ کے حضور عبادت کرنے کا ہے۔ حقیقی عید محض زیبائش و آرائش اور فاخرانہ لباس پہننے کا نام نہیں بلکہ عذاب آخرت سے بچ جانا ہی حقیقی عید ہے۔

لَیۡسَ الۡعِیۡدُ لِمَنۡ لَبِسَ الۡفَاخِرَۃِ
اِنَّمَا الۡعِیۡدُ لِمَنۡ اٰمِنَ عَذَابَ الۡاٰخِرَۃِ

یہاں ایک بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ "عید کی تیاری" کے عنوان سے ہمارے معاشرے میں فضول خرچی اور نام و نمود، ریاکاری اور دیکھا دیکھی کا جو رواج چل نکلا ہے شریعت اس سے منع کرتی ہے۔ اتنی بات تو ثابت ہے کہ جو عمدہ اور صاف لباس میسر ہو پہنا جائے لیکن اگر کسی کی مالی حالت کمزور ہو تو خواہ مخواہ قرض اٹھا کر وقتی زیب و زینت کا سامان کرنا کسی طرح درست نہیں۔

عید کے دن کرنے کے کام:

1. صبح سویرے جلدی اٹھنا
2. تہجد ادا کرنا
3. نماز فجر مسجد میں باجماعت ادا کرنا
4. جسمانی صفائی کرنا، ناخن تراشنا، زیر ناف بال صاف کرنا، مونچھوں کترنا وغیرہ
5. غسل کرنا
6. مسواک کرنا (یہ اس مسواک کے علاوہ ہے جو وضو کے وقت کی جاتی ہے)
7. نئے کپڑے / پاک صاف لباس پہننا، اگرچہ پرانا ہی کیوں نہ ہو
8. خوشبو لگانا (عطر / پرفیوم) بشرطیکہ بہت تیز نہ ہو جس کی وجہ سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ (خواتین خوشبو نہ لگائیں)
9. صدقہ فطر / روزوں کا فدیہ نماز عید سے پہلے ادا کرنا۔

نوٹ: نماز عید کے بعد بھی ان کو ادا کیا جا سکتا ہے۔

10. نماز عید کی ادائیگی کے لیے جامع مسجد یا عید گاہ کی طرف جلدی جانا
11. پیدل جانا (کوئی مجبوری ہو تو سواری پر بھی جا سکتے ہیں)
12. عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے تکبیرات کہتے ہوئے جائیں: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

13. عید گاہ پہنچنے تک تکبیرات پڑھنا
14. صحیح العقیدہ مسلمان مرد امام کی اقتداء میں نماز عید ادا کرنا
15. عید گاہ جانے سے پہلے کچھ کھجوریں یا چھوہارے طاق عدد میں کھانا یا پھر کوئی بھی میٹھی چیز کھانا
16. نماز عید خشوع و خضوع سے ادا کرنا
17. خطبوں کو مکمل خاموشی اور پوری توجہ سے سننا
18. ایک دوسرے کو مبارک باد دینا، لیکن گلے ملنا ضروری نہ سمجھا جائے۔ ہاں اگر کافی عرصہ بعد ملاقات ہوئی ہے تب مل لینے میں حرج بھی نہیں۔
19. خوشی اور بشاشت کا اظہار کرنا
20. وسعت کے مطابق غرباء، یتامیٰ، مساکین اور نادار افراد کی مالی مدد کرنا
21. اپنی حیثیت کے مطابق اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا
22. نماز عید پڑھانے والے ائمہ کرام کے لیے بہتر ہے کہ وہ جبہ زیب تن کریں، لیکن ضروری بھی نہیں۔

نوٹ: عید الفطر سے ایک دن پہلے امام مسجد مندرجہ بالا ساری باتیں کسی نماز کے بعد مقتدیوں کو یاد کرا دے تو بہتر ہے۔

نماز عید کا طریقہ:

دو رکعت کی نیت باندھیں، امام تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ کر ثناء پڑھے گا ہمیں بھی تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لینا ہے اس کے بعد تین زائد تکبیریں ہوں گی، اس کے بعد امام کے ساتھ پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دینا ہے، دوسری تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دینا ہے، تیسری تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لینا ہے، اس کے بعد امام قرات کرے گا یعنی سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے گا اور رکوع

سجدہ کر کے پہلی رکعت مکمل ہو گی۔

دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہی امام پہلے قرات کرے گا یعنی سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ ملائے گا اس کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین زائد تکبیریں ہوں گی، پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دینا ہے، دوسری تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دینا ہے، تیسری تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دینا ہے، یہاں تک زائد تکبیریں مکمل ہو گئی۔ اب اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع میں جائیں گے اور بس آگے کی نماز دوسری نمازوں کی طرح پڑھنا ہے۔

نماز کے بعد امام صاحب دو خطبے دیں گے انہیں خاموشی سے سننا ضروری ہے۔ اس کے بعد اللہ کریم سے اپنی حاجات وضروریات مانگیں، اپنے ملک کی سلامتی و استحکام مانگیں، دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگیں اور شرور اور فتنوں سے پناہ مانگیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

29رمضان المبارک، 1438ھ

شوال کے چھ روزے

اللہ تعالی ایسی کریم ذات ہے کہ چھوٹے عمل کا بڑا اجر اور تھوڑے عمل کا زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں۔ مہربانی کی انتہاء دیکھیے کہ ہمارے بعض ان اعمال کو بھی قبول فرمالیتے ہیں جن میں اخلاص کی جگہ کچھ ریاء کا کھوٹ شامل ہوتا ہے۔اس ذات نے خوشیوں بھری عید نصیب فرمائی جس پر اس کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے،چونکہ روزے کے اجر اللہ کریم نے ازخود اپنے ذمہ لیا ہے اس لیے ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ یہ عبادت پورا سال کرے۔ اللہ کریم کی شان کرم دیکھیے کہ رمضان کے بعد اگر کوئی شخص رمضان کے روزوں کے ساتھ شوال کے چھ روزے بھی رکھ لے تو اسے پورا سال روزہ رکھنے کا اجر عطا فرمادیتے ہیں۔

1: عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ

صحیح مسلم، باب صوم ستۃ ایام من شوال، الرقم:2728

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے۔

2: عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا۔

مسند احمد:، الرقم:14302

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

پہلی حدیث میں شوال کے چھ روزے رکھنے کو "پورے زمانے کے روزے" اور دوسری حدیث میں "پورے سال کے روزے" رکھنے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان جب رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھتا ہے تو "الحسنة بعشر امثالها" (ایک نیکی کا کم از کم اجر دس گناہ ہے) کے اصول کے مطابق اس ایک مہینے کے روزے دس مہینوں کے برابر بن جاتے ہیں۔

اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے جائیں تو یہ دو مہینے کے روزوں برابر ہو جاتے ہیں، گویا رمضان اور اس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھنے والا پورے سال کے روزوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ اس سے مذکورہ حدیث کا مطلب واضح سمجھ میں آتا ہے۔ "گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے" نیز اگر مسلمان کی زندگی کا یہی معمول بن جائے کہ وہ رمضان کے ساتھ ساتھ شوال کے روزوں کو بھی مستقل رکھتا رہے تو یہ ایسے ہے جیسے اس نے پوری زندگی روزوں کے ساتھ گزاری ہو۔

اس وضاحت سے حدیث مذکور کا مضمون "یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے" بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ لہذا کوشش کرنی چاہیے کہ اس فضیلت کو حاصل کر لیا جائے۔

چند ضروری مسائل:

1: اگر کسی کے ذمہ: رمضان کے روزے ہوں تو احتیاطاً پہلے ان روزوں کی قضاء کی جائے، بعد میں شوال کے بقیہ دنوں میں ان چھ روزوں کو رکھا جائے۔

2: شوال کے یہ چھ روزے عید کے فوراً بعد رکھنا ضروری نہیں بلکہ عید کے دن کے بعد جب بھی چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ بس اس بات کا اہتمام کر لیا جائے کہ ان چھ

روزوں کی تعداد شوال میں مکمل ہو جانی چاہیے۔

اللہ کریم ہمیں اپنی رضا حاصل کرنے کے لیے اخلاص کے ساتھ نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے کرم سے ان کو قبول بھی فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

منگل، 27 جون، 2017ء

علم دین کے طالب علم

اللہ تعالیٰ کے ہاں دینی علوم اور علماء دین کا بلند مقام و مرتبہ اور قدر و منزلت ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات مبارکہ میں علم اور اہل علم کی فضیلت و منقبت، مدح و ستائش، بلندی درجات اور خوبیوں کا تذکرہ موجود ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور معلم بنا کر مبعوث فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ انما بعثت معلماً مجھے علم کا نور تقسیم کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں علم دین، طلباء دین اور علماء دین کے فضائل و مناقب ذکر فرمائے ہیں چند ایک پیش خدمت ہیں۔

1: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ۔

صحیح البخاری، باب من یرد اللہ بہ خیرا، الرقم:71

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا: اللہ تعالیٰ جس کے بارے اچھائی اور بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ بوجھ (تفقہ) نصیب فرماتے ہیں۔

2: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ . قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالْحِيتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ

سنن ابی داؤد، باب الحث علی طلب العلم، الرقم:3157

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص علم حاصل کرنے والے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور فرشتے اس طالب علم کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں، اور عالم کے لیے آسمانی و زمینی مخلوقات اللہ سے مغفرت مانگتی ہیں یہاں تک کہ پانی میں رہنے والی مچھلیاں اس کے لیے استغفار کرتی ہیں۔

3: عَنْ أَبِي حَفْصٍ حَدَّثَهُ. أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مَثَلَ الْعُلَمَاءِ فِي الْأَرْضِ كَمَثَلِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ يُهْتَدَى بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ فَإِذَا انْطَمَسَتِ النُّجُومُ أَوْشَكَ أَنْ تَضِلَّ الْهُدَاةُ۔

مسند احمد، الرقم: 12600

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین پر بسنے والے علماء ایسے ہیں جیسے آسمان پر چمکنے والے ستارے لوگ خشکی و بحری راستوں میں (ان ستاروں) سے رہنمائی لیتے ہیں۔ جب یہ ستارے (علماء) غروب ہو جائیں گے (یعنی ختم ہو جائیں گے) تو ہدایت مٹ جائے گی۔

4: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُجَاءُ بِالْعَالِمِ وَالْعَابِدِ، فَيُقَالُ لِلْعَابِدِ: اُدْخُلِ الْجَنَّةَ، وَيُقَالُ لِلْعَالِمِ: قِفْ حَتَّى تَشْفَعَ لِلنَّاسِ۔

الترغیب والترہیب لاصبہانی، باب الترغیب فی طلب العلم، الرقم: 2157

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن عالم اور عابد (عبادت گزار، کثرت سے عبادت کرنے والا۔ یہاں مراد وہ شخص ہے جو محض عبادت گزار ہو عالم دین نہ ہو) کو کھڑا کیا جائے گا۔ عابد کو کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اور عالم سے کہا جائے گا آپ ٹھہریئے

اور لوگوں کی شفاعت کریں۔ یعنی گناہ گاروں کی سفارش کریں (اللہ آپ کی سفارش کی بدولت ان اہل ایمان کی مغفرت فرما کر جنت میں داخل فرمائیں گے جنہوں نے اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے اوپر جہنم واجب کرلی ہو گی)

5: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَبْعَثُ اللَّهُ الْعِبَادَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يُمَيِّزُ الْعُلَمَاءَ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُمْ: يَا مَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ، إِنِّي لَمْ أَضَعْ عِلْمِي فِيكُمْ إِلَّا لِعِلْمِي بِكُمْ، وَلَمْ أَضَعْ عِلْمِي فِيكُمْ لِأُعَذِّبَكُمْ، اذْهَبُوا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔

جامع بیان العلم وفضلہ، باب جامع فی فضل العلم، الرقم: 591

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جب لوگوں کو (قبروں سے) اٹھایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ علماء کرام کو لوگوں میں سے الگ کرلیں گے، پھر فرمائیں گے: اے علماء کی جماعت! میں نے تمہیں اپنا علم اس لیے نہیں دیا تھا کہ تمہیں عذاب دوں، جاؤ میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔

6: عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ مُتَّكِئٌ عَلَى بُرْدٍ لَهُ أَحْمَرَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي جِئْتُ أَطْلُبُ الْعِلْمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ، إِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ لَتَحُفُّهُ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا۔

مجمع الزوائد، باب فی طالب العلم واظہار البشر لہ، الرقم: 550

ترجمہ: حضرت صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ مسجد میں تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے جاکر عرض کی: یارسول اللہ! میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ علم حاصل کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَرْحَباً بِطَالِبِ الْعِلْمِ۔ علم حاصل کرنے والے لیے خوشخبری ہے (اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) بے شک علم حاصل کرنے والے کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔

7: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ، فَارْتَعُوا۔ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ: مَجَالِسُ الْعِلْمِ۔

معجم کبیر للطبرانی، الرقم: 11158

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی چراگاہ سے گزرو تو خوب اپنی پیاس بجھایا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! جنت کی چراگاہ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: علم کی درسگاہیں۔

دینی مدارس کا نیا تعلیمی سال شوال المکرم سے شروع ہو چکا ہے، کوشش کریں کہ اپنے بچوں کو دینی مدارس میں پڑھائیں، انہیں قرآن، حدیث، فقہ اسلامی، علم، عمل، اخلاص، شعور، تہذیب و تمدن، اخلاق حسنہ، سماجی و معاشرتی عزت، شائستگی، متانت اور آداب کی دولت سے آشنا کریں، ان سے دنیا میں اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں اور آخرت میں ان کی بدولت شفاعت اور عزت کے مستحق بنیں۔ بچے ہمارا قومی سرمایہ ہیں، اپنے سرمایے کو ضائع ہونے بچائیں اور اس سرمایے کا منافع صرف دنیا میں نہیں بلکہ دنیا و آخرت دونوں میں حاصل کرنے کے لیے انہیں دینی مدارس میں داخل کرائیں۔

الحمد للہ! آپ کے اپنے ادارے مرکز اھل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا میں شعبہ حفظ و ناظرہ قرآن کریم، شعبہ کتب (درس نظامی) شعبہ تخصص فی التحقیق

والدعوۃ برائے فارغ التحصیل علماء کرام داخلے جاری ہیں، عصری تعلیم اور جدید فنون کا بھی معقول اور عمدہ انتظام ہے۔ اسی طرح بچیوں کے لیے مرکز اصلاح النساء 87 جنوبی میں تمام شعبہ جات میں داخلے جاری ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے اور اس خدمت کو بھی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 6 جولائی، 2017ء

ذکر اللہ...... حصہ اول

اللہ تعالیٰ کے مبارک نام میں جو لذتیں، حلاوتیں، محبتیں اور برکتیں ہیں وہ اور کسی میں نہیں۔ اسی مبارک نام کے دم قدم سے دنیا آباد ہے اور اس وقت تک آباد رہے گی جب تک یہ مبارک نام لیا جاتا رہے گا اور جب یہ نام مبارک لینے والا کوئی بھی نہیں رہے گا تو اس وقت قیامت آجائے گی۔

اس نام مبارک کے فضائل و برکات بہت ہی زیادہ ہیں، اس مبارک نام سے دلوں کو سکون ملتا ہے، پریشانیاں دور ہوتی ہیں، آفات و بلیّات سے انسان محفوظ ہوتا ہے، ایمان مضبوط ہوتا ہے، عبادت کی توفیق ملتی ہے، روحانی ترقیات نصیب ہوتی ہیں، صحت ملتی ہے، رزق میں برکت آتی ہے، عمر میں برکت آتی ہے، اللہ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں، بزدلی ختم ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان جہنم سے بچ کر جنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس نام کو کثرت سے لینے کا حکم اور ترغیب موجود ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں ذکر اللہ کے فضائل مختلف انداز اور متنوع اسلوب میں مذکور ہیں۔

1: فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 152

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

2: الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ

ترجمہ: وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے (گویا ہر حالت میں) اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ: 191

3: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ: 2

ترجمہ: ان کے سامنے جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل (اللہ کے خوف یا اس کے غلبہ محبت سے) نرم ہو جاتے ہیں۔

4: الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔

سورۃ الرعد، رقم الآیۃ: 28

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر دلوں کے اطمینان کا سبب ہے۔

5: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ: 21

ترجمہ: رسول اللہ کی تعلیمات اس شخص کے لیے اسوہ حسنہ ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے۔

6: وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ: 35

ترجمہ: ذکر کرنے والے مرد و خواتین کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

7: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ: 41

ترجمہ: اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔

8: وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

سورۃ الجمعۃ، رقم الآیۃ: 10

ترجمہ: کثرت کے ساتھ ذکر کرنا کامیابی کا باعث ہے۔

الغرض قرآن کریم کی متعدد آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے

فضائل و مناقب موجود ہیں، ذکر اللہ کا اصل فلسفہ احساس عبدیت، اظہار بندگی اور عظمت الٰہی کا قلبی اقرار و اعتراف کرنا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے خالق و مالک ہیں اس لیے ہماری جسمانی روحانی خوشیاں، رزق کی فراوانیاں، آل اولاد، مال و دولت، عزت و شہرت اور صحت و سلامتی الغرض سب کچھ اسی کی عنایت ہے ایسے محسن کا نام لینے میں لطف آتا ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ جسمانی تکالیف، مصیبت و پریشانی، بیماری، آزمائش و امتحان اور تمام دنیوی معاملات میں اسی کی مدد کے محتاج ہیں اس لیے بھی اس ذات کا ذکر ہم پر واجب ہے۔ اس ذات کی ناراضگی کے خوف کی وجہ سے کہ کہیں وہ ذات ہم سے ناراض نہ ہو جائے اور نعمتوں سے محروم نہ کر دے چنانچہ اس اندیشے کے پیش نظر اس کا ذکر کرنا اس کا مبارک نام لیتے رہنا ضروری ہے تا کہ وہ ہم پر مسلسل اپنا کرم فرمائے رکھے۔

ان شاء اللہ آئندہ قسط میں چند احادیث مبارکہ سے ذکر اللہ کے فضائل و مناقب، فوائد اور دنیوی و اخروی انعامات و اعزازات اور ذکر اللہ کی بدولت اللہ کی رضاء اور خوشنودی کے حصول کا تذکرہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کثرت کے ساتھ ذکر کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

خانقاہ حنفیہ، پبی، خیبر پختونخوا، پاکستان

جمعرات، 13 جولائی 2017ء

ذکر اللہ...... حصہ دوم

اللہ تعالیٰ کا مبارک نام اخلاص وللّٰہیت، ذوق و شوق اور محبت کے ساتھ لینے پر فوائد و انعامات تو ہیں ہی لیکن اس ذات کا نام مبارک اس قدر پر تاثیر ہے کہ اگر اس کو محبت و اخلاص کے بغیر بھی لیا جائے تب بھی نفع سے ہر گز خالی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اور ان کے واسطے سے پوری امت) کو ذکر اللہ کی تعلیم اور ترغیب دی ہے۔ چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں

1: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ

صحیح البخاری، باب فضل ذکر اللہ عز وجل، الرقم:6407

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے، اور وہ جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ (یعنی ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کرنے والا مردہ ہے)

2: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل الذکر، الرقم:3297

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بسر المازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اسلام کے احکام بہت زیادہ معلوم ہوگئے ہیں۔ آپ مجھے ایسی چیز بتائیے کہ میں اسے اختیار کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔

3: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا

عَمِلَ آدَمِیٌّ عَمَلًا أَنْجٰی لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

معجم الاوسط للطبرانی، الرقم:2296

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کام انسان کرتا ہے ان میں سے کوئی بھی عمل ذکر اللہ سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں۔

4: عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَهُ فَقَالَ: أَيُّ الْجِهَادِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا قَالَ: فَأَيُّ الصَّائِمِينَ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا، ثُمَّ ذَكَرَ لَنَا الصَّلَاةَ، وَالزَّكَاةَ، وَالْحَجَّ، وَالصَّدَقَةَ كُلُّ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: يَا أَبَا حَفْصٍ ذَهَبَ الذَّاكِرُونَ بِكُلِّ خَيْرٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَجَلْ.

مسند احمد، الرقم:15614

ترجمہ: حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: مجاہدین میں سے اجر کے اعتبار سے سب سے زیادہ عظمت والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ جو اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرے، پھر اس نے نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ کے بارے میں بھی یہ سوال دہرایا کہ ان کاموں کو کرنے والوں میں سے اجر کے اعتبار سے زیادہ عظمت والا کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار یہی جواب ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنے والا ہو۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو حفص! ذکر اللہ کرنے والے تو تمام بھلائیاں سمیٹ

کر لے گئے۔(یہ بات سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تصدیق کرتے ہوئے)
فرمایا: جی ہاں ایسے ہی ہے۔

فائدہ: ابو حفص۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

5: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم: مَنْ عَجَزَ مِنْكُمْ عَنِ اللَّيْلِ أَنْ يُكَابِدَهُ وَبَخِلَ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ أَنْ يُجَاهِدَهُ فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللّٰهِ.

مسند بزار، الرقم:4904

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رات کی عبادت کرنے سے عاجز ہو جائے، مال کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے سے بخیل ہو جائے، اور دشمن سے لڑنے میں بزدل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔(اس سے ساری کوتاہیاں دور ہو جائیں گی)

6: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالَى؟ قَالَ: أَنْ تَمُوتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللهِ۔

معجم کبیر للطبرانی، الرقم:181

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الوداعی ملاقات کی تو اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: نیکی کے کاموں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کون سا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے اس حالت میں موت آئے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

7: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ :لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ فِيهَا

معجم کبیر للطبرانی، الرقم: 182

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت والوں کو کسی چیز کی حسرت باقی نہیں رہے گی سوائے ان اوقات کی جن میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کر سکے ہوں گے۔

اللہ تعالی ہمیں کثرت کے ساتھ اپنا مبارک نام لینے کی توفیق نصیب فرمائے اور اس نام کی حلاوت، مٹھاس، فوائد اور انعامات حاصل کرنے والا بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 20 جولائی 2017ء

ذکر اللہ...... حصہ سوم

اللہ تعالیٰ کا ذکر آسان ترین اور افضل ترین عبادت ہے۔ گزشتہ دو قسطوں میں آپ نے آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کے حوالے سے ''ذکر اللہ'' کے فضائل و فوائد پڑھے۔ اس قسط میں ذکر اللہ کے متعلقہ 10 اہم باتیں ملاحظہ فرمائیں۔

1. ذکر اللہ کے لیے کوئی وقت متعین نہیں۔ دن، رات، صبح، دوپہر، شام، چاشت، زوال الغرض دن رات کے کسی بھی حصے میں کرنا چاہیں، کریں۔
2. ذکر اللہ کے لیے جگہ متعین نہیں۔ شہر، دیہات، مسجد، گھر، دفتر، بازار، کھیت، ہوا، فضاء، سمندر یا صحراء الغرض جہاں بھی ہوں، ذکر اللہ کرتے رہیں۔
3. ذکر اللہ کے لیے جہت متعین نہیں۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب، فوق، تحت، قبلہ رو ہوں یا نہ ہوں۔
4. ذکر اللہ کے لیے الفاظ متعین نہیں۔ اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، استغفر اللہ اور تلاوت قرآن کریم وغیرہ۔
5. ذکر اللہ کی ہیئت متعین نہیں۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، چلتے، پھرتے، دوڑتے، پیدل، سوار (خواہ کوئی بھی سواری ہو سائیکل سے لے کر ہوائی جہاز اور آبدوز تک) ہر طرح اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔
6. ذکر اللہ کے لیے کوئی حالت متعین نہیں۔ خوشی، غمی سکون، پریشانی، امن، خوف یا جنگ یہاں تک کہ باوضو یا بغیر وضو کے ہر حالت میں اللہ کا ذکر کریں۔
7. ذکر اللہ کے لیے کوئی کیفیت متعین نہیں۔ انفرادی، اجتماعی، خلوت، جلوت۔ جو موقع میسر ہو اس میں اللہ کا ذکر کریں۔
8. ذکر اللہ کے لیے جہر اور سر متعین نہیں۔ زبان سے کریں یا دل سے کریں، بعض

افراد کے لیے جہراً افضل ہے اور بعض افراد کے لیے سراً افضل ہے جبکہ بعض افراد کے لیے قلب کی کیفیت افضل ہے۔

9. ذکر اللہ کے لیے جنس اور عمر متعین نہیں۔ مرد، عورت، خواجہ سرا، بڑے، چھوٹے، بالغ، نابالغ سب کریں۔ بڑوں کو تو کرنا ہی چاہیے، بالخصوص بچوں کو بھی اس عبادت کی عادت ڈالنی چاہیے۔

10. ذکر اللہ کی تعداد متعین نہیں۔ ایک بار، دس بار، سو بار، ہزار بار، لاکھ بار، بار بار بلکہ جتنی بار بھی کیا جائے پھر بھی کم ہے۔ ہاں بعض اذکار میں تعداد متعین بھی ہے۔ جیسے تسبیحاتِ فاطمہ وغیرہ۔

فائدہ: مشائخِ سلوک و احسان اور پیرانِ طریقت کے تجویز کردہ متعینہ عدد کے اذکار اس لیے ہوتے ہیں کہ انسان میں کثرت سے ذکر اللہ کی عادت پیدا کی جائے۔

آخری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اصلاح احوال اور درستگی عقائد و اعمال کے لیے کسی متبعِ سنت شیخ طریقت سے بیعت کی جائے اور اذکار کو اپنے شیخ سے پوچھ کر کیا جائے اس کا فائدہ اور نفع زیادہ ہو گا۔ اس کو ایک عام فہم مثال سے سمجھیں: جیسے جسم کو طاقت دینے والی مقویات تو بہت زیادہ ہوتی ہیں لیکن ان کا استعمال حکیم (جسمانی طبیب) سے پوچھ کر کیا جاتا ہے، وہ مریض کے حالت اور مزاج کے موافق مقویات تجویز کرتا ہے۔ ایسے ہی تمام اذکار نفع بخش ہیں شیخِ طریقت (روحانی طبیب) ہوتا ہے وہ مرید کے حالات کے موافق اذکار تجویز کرتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی تعداد میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔ مقصد یہی ہوتا ہے کہ بہت زیادہ اذکار کرنے سے انسانی طبیعت اکتاہٹ اور غیر مستقل مزاجی کا شکار نہ ہو جائے۔ کیونکہ شریعت میں ایسا عمل جو مقدار میں اگرچہ تھوڑا ہو لیکن اس پر باقاعدگی اور ہمیشگی ہو وہ اس عمل سے کہیں بہتر ہے جو زیادہ ہو لیکن عارضی اور جزوقتی ہو۔

اس لیے جب کچھ دنوں تک کثرت سے ذکر اللہ کی عادت بن جاتی ہے تو شیخ زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حال میں اپنا مبارک نام کثرت کے ساتھ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

پاکستان مسجد کوالالمپور، ملائیشیا

جمعرات، 27 جولائی، 2017ء

ذکر اللہ...... حصہ چہارم

اللہ تعالیٰ کا مبارک نام جس قدر محبت، ذوق، شوق اور ادب کے ساتھ لیا جائے اس قدر دل میں اللہ کی محبت، معرفت اور رضا سرایت کرتی ہے۔ پہلے ہم یہ بات بتا چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر جگہ، ہر وقت، ہر حال اور ہر کیفیت میں لینا چاہیے، کوئی بھی فائدہ سے خالی نہیں البتہ اگر چند باتوں کو ملحوظ رکھا جائے تو فائدہ زیادہ ہو گا۔

نمبر1: ذکر اللہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت، شان، کبریائی، قوت، طاقت، حشمت، بادشاہت اور قدرت کا تصور پختہ طور پر دل میں جما لیا جائے اس کے بعد جب زبان سے اللہ تعالیٰ کا مبارک نام لیا جائے تو اس سے جو دل کو سکون، طمانیت، راحت اور لطف محسوس ہو گا اسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے الفاظ میں اس کیفیت کو بتلانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

نمبر2: ذکر اللہ کرتے وقت یکسوئی، تنہائی اور خود کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر سمجھا جائے، اپنے گناہوں کو یاد کر کے خود کو ایک نافرمان مجرم کی حیثیت سے اللہ کی عدالت میں پیش ہونے کی کیفیت کو اپنے اوپر طاری کیا جائے، پھر اپنے نفس کو مخاطب کر کے اس تصور کو دل میں جاگزیں کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے میری سرے سے کوئی حیثیت ہی نہیں یہ تو محض اللہ کا فضل و کرم اور لطف و احسان ہے کہ اس نے مجھے اپنے مبارک نام لینے کی توفیق نصیب فرمائی، اس نعمت پر شکر ادا کرنا چاہیے ورنہ ناقدری اور ناشکری سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ یہ تصور انسان کو ریا، تکبر، خود سرائی اور خود نمائی جیسے روحانی امراض سے نجات دیتا ہے۔

نمبر3: ذکر اللہ کرتے وقت غیر اللہ کی محبت کو دل سے نکالنے اور اللہ کی محبت کو دل میں لانے کا تصور کریں، اس کے لیے باقی اذکار بھی اپنے اپنے طور پر فائدہ دیتے ہیں

لیکن کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے وقت یہ بات کامل طور پر فائدہ دیتی ہے۔ لا الہ کہتے وقت خیال کریں کہ غیر اللہ کی محبت دل سے نکل رہی ہے اور الا اللہ کہتے وقت اللہ کی محبت دل میں آ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث پاک میں اس ذکر کو افضل الذکر قرار دیا گیا ہے۔

نمبر 4: ذکر اللہ کرتے وقت کوشش کریں کہ طبیعت میں نشاط، تازگی اور چستی ہو۔ غافل دل کے ساتھ، نیند کے غلبہ کے وقت خود کو مشقت میں ڈال کر لسانی ذکر (زبان سے ذکر) کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ آرام کر لیا جائے۔ آرام کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر اللہ کا ذکر کیا جائے کیونکہ شریعت میں غلبہ نیند کے وقت عبادت سے اس لیے روکا گیا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ سے مغفرت طلب کرنا چاہتا ہو اور انسان کی زبان پھسل جائے بجائے مغفرت طلب کرنے کے اپنے لیے بد دعائیہ جملے نکل جائیں۔ مثلاً وہ اللھم اغفرلی (اے اللہ! میری مغفرت فرما) کہنے کے بجائے اللھم اعفرلی (اے اللہ مجھے ہلاک فرما) کہنے لگے۔ اس لیے ایسی حالت میں آرام کر لیا جائے۔

نمبر 5: ذکر اللہ جیسی عظیم عبادت کو اپنی زندگی بھر کی عادت بنانے کے لیے کسی شیخ طریقت سے بیعت ضرور ہو جائیں۔ ورنہ نیک اعمال اور ذکر اللہ کی پابندی اور اس پر ہمیشگی اختیار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جو لوگ مجھ سے بیعت ہوتے ہیں اگرچہ ہماری بیعت طریقت کے سلاسل اربعہ (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ) میں ہوتی ہے تاہم اذکار مشائخ چشت کی ترتیب کے مطابق کرائے جاتے ہیں۔ مشائخ چشت کے تجویز کردہ اذکار میں دوازدہ تسبیحات ہیں۔ جن کی ترتیب یہ ہے:

200 بار: لا الہ الا اللہ (ذکر نفی و اثبات)

فائدہ: شروع میں ایک بار مکمل کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیں۔ اس کے بعد ہر 15، 20 مرتبہ لا الہ الا اللہ کے بعد ایک مرتبہ محمد رسول

اللہ، پڑھ لیں۔

400بار: الا اللہ (ذکر اثبات)

600بار: اللہُ اللہ (ذکر اسم ذات دو ضربی)

فائدہ: اس میں پہلے لفظ اللہ کے آخر والی پیش کو خوب ظاہر کر کے پڑھیں۔ گنتی میں اللہُ اللہ کو ایک شمار کرنا ہے۔

100بار: اللہ (ذکر اسم ذات یک ضربی)

فائدہ: آخری تسبیح ذکر اسم ذات یک ضربی کو 100 سے زیادہ جتنا بڑھانا چاہیں، بڑھا لیں۔

نوٹ: ذکر اللہ کرنے والے عام طور پر غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں کہ لفظ اللہ کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتے۔ خوب اچھی طرح یاد رکھیں کہ اللہ کے لام پر کھڑی زبر (ٰ) ہے، جسے ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ لفظ اللہ کے آخر میں (ہ) کو ظاہر نہیں کرتے۔ لفظ اللہ کو ادا کرتے وقت لام کی کھڑی زبر اور آخر والی (ہ) کو اچھی طرح ادا کریں۔

اللہ پاک ہمیں اپنے اولیاء اللہ کے مبارک سلاسل کی تمام برکات اور کثرت سے اپنا ذکر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 3 اگست، 2017ء

چاند گرہن

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، پاکستان میں اس سال کا آخری چاند گرہن آج رات یعنی 7 اور 8 اگست 2017ء کی درمیانی شب کو ہو گا اور یہ پورے پاکستان میں دیکھا جا سکے گا۔ یہ چاند گرہن جزوی نوعیت کا ہو گا جس کے دوران چاند کا کچھ حصہ تاریک ہو گا جبکہ اس کی روشنی میں بھی کسی حد تک کمی آجائے گی۔ پاکستانی وقت کے مطابق یہ چاند گرہن رات 10 بج کر 22 منٹ پر شروع ہو گا اور 11 بج کر 20 منٹ پر اپنے عروج پر پہنچنے کے بعد رات 12 بج کر 18 منٹ پر اختتام پذیر ہو جائے گا۔ اس طرح یہ چاند گرہن 1 گھنٹہ 54 منٹ تک جاری رہے گا۔ آج 15 ذیقعدہ 1438 ہجری کی رات ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان پر تقریباً پورا چاند ہو گا جب کہ گرہن کی ابتداء سے اختتام تک اُفق سے چاند کی بلندی بھی خاصی زیادہ رہے گی۔ تاہم مطلع ابر آلود رہنے کی وجہ سے نظارہ خاصا مشکل رہے گا۔

اس موقع پر معاشرے میں بعض جاہلانہ باتیں بدعقیدگی کی حد تک مشہور ہیں، ان سے بچنا بہت ضروری ہے مثلاً یہ مشہور ہے کہ اس وقت وہ خواتین جو حمل سے ہیں وہ چھری یا تیز دھاری دار یا کانٹے دار اوزار استعمال نہ کریں ورنہ پیٹ میں موجود بچے کے ہونٹ کٹ جائیں گے۔

بعض لوگ اس سورج گرہن اور چاند گرہن کو کسی حادثے کا پیش خیمہ یا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ ایسے توہمات سے دور رہنے کا حکم دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تو اسی دن سورج گرہن ہوا۔

بعض لوگ یہ کہنے لگے کہ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے

کا انتقال ہوا ہے اس لیے سورج کو گرہن لگ گیا ہے۔ چنانچہ

1: عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا (رَأَيْتُمُوهَا) فَقُومُوا فَصَلُّوا

صحیح بخاری، باب الصلاۃ فی کسوف الشمس، الرقم: 1041

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند کسی کے مرنے سے گرہن نہیں ہوتے، یہ تو قدرت خداوندی کی دو نشانیاں ہیں جب انہیں گرہن ہوتے دیکھو تو نماز پڑھو۔

2: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَقَالَ هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنْ [يُخَوِّفُ اللهُ بِهِ عِبَادَهُ] فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ

صحیح البخاری، باب الذکر فی الکسوف، الرقم: 1059

ترجمہ: حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت گھبرا کر اٹھے اس خوف سے کہ کہیں قیامت نہ قائم ہو جائے۔ آپ نے مسجد میں آکر بہت ہی لمبا قیام، لمبا رکوع اور لمبے سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد فرمایا کہ یہ (سورج اور چاند گرہن) نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں آتیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان

کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اس لیے جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس سے استغفار کرو۔

3: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، وَإِنَّهُمَا لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَكَبِّرُوا، وَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا.

صحیح مسلم، باب صلاۃ الکسوف، الرقم:2044

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا......... اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں ان کو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا جب تم انہیں (اس حالت میں) دیکھو تو اللہ کی بڑائی بیان کرو، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔

دیگر خوشی و غمی کے مواقع کی طرح اس موقع پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات یہ ہیں کہ ہمیں اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ چاند گرہن کے وقت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نماز کا حکم دیا ہے۔ اسے "صلوٰۃ الخسوف" کہتے ہیں۔ کبھی کبھار اسے صلوٰۃ الکسوف بھی کہہ دیا جاتا ہے، اسے دیگر نمازوں کی طرح ادا کیا جاتا ہے۔

صلوٰۃ الخسوف:

دو رکعات والی نماز ہے۔

اس میں اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔

انفرادی طور پر ادا کی جائے۔

نوٹ: سورج گرہن کے وقت باجماعت ادا کی جائے۔

نماز خسوف میں آہستہ قرآت کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت اپنی ذات باری کی طرف رجوع کرنے والا بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

سوموار، 7 اگست، 2017ء

حج بیت اللہ...... حصہ اول

اللہ تعالیٰ نے جو احکامات نازل فرمائے ہیں، ان میں سے بعض کا تعلق یا تو انسان کے بدن سے ہے جیسے نماز اور روزہ وغیرہ، بعض کا تعلق انسان کے مال سے ہے جیسے زکوٰۃ، قربانی اور صدقات واجبہ وغیرہ جبکہ حج بیت اللہ ایسا خدائی حکم ہے جس کا تعلق انسان کے بدن اور مال دونوں سے ہے۔

حج بہت عظیم الشان عبادت ہے، احادیث مبارکہ میں اس کے فضائل و مناقب، آداب، شرائط، مناسک، فرائض، واجبات، سنن و مستحبات، ارکان اور طریقہ کار مذکور ہے۔ سفر حج کے حوالے سے چند بنیادی باتیں پیش خدمت ہیں:

1: نیت کی درستگی: اس عظیم عبادت کی ادائیگی کے وقت خالص اللہ کی رضاء اور خوشنودی کی نیت کریں اور اس کو محض اللہ کا خاص فضل اور احسان سمجھیں۔ خود نمائی، ریاء کاری، دکھلاوا، لوگوں کی واہ واہ لوٹنے اور خود کو "حاجی صاحب" کہلانے کا جذبۂ خود پسندی ترک کر کے دل میں صرف اللہ کی رضاء کا جذبہ پیدا کریں۔

البتہ یہاں ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ بسا اوقات عبادات کی ادائیگی کے وقت خود بخود یہ خیال دل میں پیدا ہوتا ہے کہ لوگ مجھے اچھا سمجھیں، میری عزت کریں، میرا احترام کریں، معاشرے میں مجھے قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

اگر ایسے خیالات دل میں آرہے ہوں تو عبادات کو ہرگز نہ چھوڑیں بلکہ برابر ادا کرتے رہیں۔ یہ کوئی پریشانی والی بات نہیں بلکہ نفس اور شیطان کا اللہ تعالیٰ کی عبادات سے دور کرنے کا ایک دھوکہ اور وسوسہ ہے، اسے دل میں جگہ نہ دیں۔

جونہی یہ خیال آنے لگے فوراً اپنی توجہ اللہ کے فضل و احسان اور اس کی طرف سے ملنے والی بے شمار نعمتوں کی طرف کریں اور اپنے آپ پر غور کریں اور خود کو

سمجھائیں کہ یہ سب کچھ مجھ پر محض اللہ کا فضل اور احسان ہے اس ذات نے مجھ گناہ گار پر اپنا کرم فرمایا، اس میں میرا ذاتی کوئی کمال نہیں۔ ان شاء اللہ خود نمائی، ریاکاری اور دکھلاوے وغیرہ سے جان چھوٹ جائے گی۔

2: فریضہ حج کی ادائیگی میں تاخیر نہ کریں: حج فرض ہو جانے کے بعد اس کی ادائیگی میں تاخیر نہ کریں، آئندہ پر نہ ٹالتے رہیں۔ ہمارے ہاں معاشرے میں یہ بات پھیلی ہوئی ہے کہ پہلے اولاد کی شادیوں سے فراغت مل جائے پھر حج کریں گے، والدین اپنی اولاد کی شادی کو اپنے اوپر فرض کا درجہ دے کر حج میں تاخیر کرتے ہیں یہ بالکل غلط سوچ اور اسلامی احکامات اور تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اس حوالے سے دو باتیں پیش نظر رہیں۔ ایک تو یہ کہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں نامعلوم آئندہ سال زندہ بھی رہیں گے یا نہیں؟ دوسرا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان میں طاقت کم ہوتی جاتی ہے، بڑھاپا اور ضعف بڑھ جاتا ہے، مناسک حج کی ادائیگی کے لیے قوت، ہمت اور چستی چاہیے۔ تاخیر کی صورت میں یہ چیزیں دھیرے دھیرے کمزور پڑ جاتی ہیں انسان میں تندرستی اور چستی کے بجائے سستی اور ضعف پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے عبادات میں وہ لطف نہیں ملتا، جو جوانی کی عبادت میں ملتا ہے مکانات کی تعمیر اور اولاد کی شادی بیاہ وغیرہ جیسے عذر کی آڑ میں فریضہ حج میں تاخیر کرنا بہت نادانی کی بات ہے۔

3: گناہوں سے اجتناب: تمام عبادات بالخصوص فریضہ حج کی حقیقت پانے اور صحیح معنوں میں اس کا اجر و ثواب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان گناہوں سے خود کو بچائے، خصوصاً لڑائی جھگڑا، گالم گلوچ، عیب جوئی اور عیب گوئی، غیبت و تہمت، بہتان طرازی، چغل خوری، دھوکہ دہی، چوری چکاری، سیلفیاں لینا، تصویر سازی، بے پردگی، بد نظری، ممنوعات احرام اور مفسدات حج سے خود کو بچائے عموماً دیکھا جاتا ہے کہ حرم کعبہ اور مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر بہت سے دین دار بھی

غیبت جیسے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ اس سے بچنے کا سب سے آسان حل ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کریم میں خود کو مشغول کرنا ہے۔

4: بازاروں میں وقت برباد نہ کریں: حرمین شریفین بہت مقدس مقامات ہیں، وہاں کی عبادات کا ثواب عام جگہوں سے کہیں زیادہ ہے۔ انسان کی زندگی میں قسمت سے ایسے مواقع نصیب ہوتے ہیں، اس لیے ان اوقات کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ بازاروں کی رونق بننے کے بجائے زیادہ وقت عبادات میں گزاریں، طواف کی کثرت کریں، بازار میں خرید و فروخت کو ضرورت کی حد تک رکھیں، کوشش کریں کہ ایک ہی بار اپنی ضروریات کی چیزیں خرید لیں، بار بار بازار نہ جانا پڑے۔

مزید کچھ باتیں ان شاء اللہ آئندہ قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ کریم اس سفر کو قبول فرمائے اور اسے حج مبرور بنائے، اللہ کریم ہم سب کو بار بار اپنے گھر کی حاضری اور اپنے حبیب کے در کی غلامی نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، راولپنڈی اسلام آباد

جمعرات، 10 اگست، 2017ء

حج بیت اللہ...... حصہ دوم

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مبرور حج کی توفیق نصیب فرمائے۔ "حج مبرور" اسے کہتے ہیں کہ حج کرنے کے بعد حاجی کی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت بڑھ جائے۔ اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہنے لگے اور عبادات کی پابندی کرنے لگے اور شریعت جن کاموں کا حکم دیتی ہے اسے بجالائے اور جن امور سے روکتی ہے ان سے باز آجائے مزید یہ کہ جن گناہوں کو حج سے پہلے کیا کرتا تھا ان کو بالکل چھوڑ دے اور اگر گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرے۔

قرآن و سنت میں حج کے فضائل و مناقب بکثرت موجود ہیں، چند ایک پیش خدمت ہیں:

1: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ

صحیح البخاری، باب فضل الحج المبرور، الرقم: 1519

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ (دینِ اسلام میں) کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (دل سے) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل (زیادہ بہتر ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پھر عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد حج مبرور۔

فائدہ: یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ بعض احادیث میں افضل

ترین عمل کبھی حج کو، کبھی نماز، کبھی صدقہ، کبھی جہاد کو اور کبھی والدین کی خدمت وغیرہ کو قرار دیا جاتا ہے۔ ایسی تمام احادیث کا تعلق وقت، اشخاص اور حالات کے ساتھ ہے۔ حالات کے مطابق جس عمل کی زیادہ ضرورت ہو وہی زیادہ نفع مند اور فضیلت والا بن جاتا ہے۔ بعض کم علم لوگ کبھی کسی ایک عمل کی فضیلت کو بیان کرتے کرتے دوسرے عمل کی اہمیت کم کر دیتے ہیں، اگر شریعت کے مزاج اور منشاء کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو تمام الجھنیں دور اور جہالتیں کافور ہو جاتی ہیں۔

2: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

صحیح البخاری، باب فضل الحج المبرور، الرقم: 1521

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضا اور خوشنودی کو حاصل کرنے) کے لئے حج کرے اور دوران حج (احرام کی حالت میں) اپنی بیوی کے پاس نہ جائے (یعنی ہمبستری وغیرہ نہ کرے) اور (دوران سفر اپنے ساتھیوں سے) بیہودہ باتیں کلام یا لڑائی جھگڑا وغیرہ نہ کرے اور (کبیرہ) گناہوں سے بچتا رہے تو وہ حج کرنے کے بعد (گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے) جیسا کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت پاک و صاف تھا۔

3: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ، وَفْدُ اللّٰهِ إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ، وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غَفَرَ لَهُمْ۔

سنن ابن ماجہ، باب فضل دعاء الحاج، الرقم: 2892

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ حج کو آنے والے اور عمرہ ادا کرنے والے اللہ تعالی کے معزز مہمان ہیں؛ اگر وہ اللہ تعالی سے دعا مانگیں تو اللہ تعالی ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر وہ گناہوں کی مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالی ان کے گناہوں کو بخش دے گا۔

4: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْحَاجُّ يَشْفَعُ فِي أَرْبَعِ مِائَةِ أَهْلِ بَيْتٍ، أَوْ قَالَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

مسند بزار، باب الحاج یشفع، الرقم:3196

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج کرنے والا حاجی اپنے قبیلے کے چار سو آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔

5: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ۔

شعب الایمان للبیہقی، باب فضل الحج والعمرۃ، الرقم:3817

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ حج کرنے والوں کی مغفرت فرمائے اور ان کی بھی مغفرت فرمائے جن کے لیے حاجی لوگ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔

نوٹ: پہلے یہ ارادہ تھا کہ سفر حج کی مکمل تفصیل چند قسطوں میں تحریر کر دی جائے لیکن چونکہ مستقل طور پر حج بیت اللہ پر ایک کتاب زیر تحریر ہے اس لیے مکمل تفصیل اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔ جو ان شاء اللہ بہت جلد تیار ہو کر مارکیٹ میں دستیاب ہو گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضاء نصیب فرمائے اور تمام مناسک اور آداب کی

رعایت رکھتے ہوئے حج مبرور نصیب فرمائے۔

حجاج کرام کا حج قبول فرمائے، ان کے حج کو ان کی مغفرت کا باعث بنائے اس کی جزاء جنت کی صورت میں عطا فرمائے اور انہیں ہمارے حق میں دعا کرنے کی توفیق نصیب فرما کر ان کی دعاؤں کو ہمارے حق میں قبول بھی فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

خانقاہ حنفیہ، کوزہ گلی مری، پاکستان

جمعرات، 17 اگست، 2017ء

عشرۂ ذوالحجہ کے مختصر احکام و مسائل...1

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ الفجر میں ماہ ذوالحجہ کے ابتدائی دس ایام (جس میں دن اور رات دونوں شامل ہیں) کی قسم اٹھا کر ان کی عظمت کو بیان فرمایا ہے۔ متعدد احادیث میں ان کے فضائل و مناقب موجود ہیں۔

1: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَا الْعَمَلُ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ أَفْضَلَ مِنَ الْعَمَلِ فِي هَذِهِ قَالُوا وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ۔

صحیح البخاری، باب فضل العمل فی ایام التشریق، الرقم:969

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عشرہ ذی الحجہ میں کیے جانے والے نیک اعمال دوسرے عام دنوں میں کیے جانے والے نیک اعمال کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ فضیلت والے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جہاد (جیسی عظیم عبادت) بھی ان کے برابر نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ مگر وہ شخص جو جان و مال لے کر (میدانِ) جہاد کے لیے نکلے اور پھر ان جان و مال میں سے کچھ بھی واپس نہ آئے۔ (یعنی وہ شہید ہو جائے)

2: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ، وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعَمَلُ فِيهِنَّ، مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ: قَالَ: الْعَشْرِ۔ فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّسْبِيحِ، وَالتَّهْلِيلِ، وَالتَّكْبِيرِ، وَالتَّحْمِيدِ

مسند عبد بن حمید، احادیث ابن عمر، الرقم:805

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں عشرہ ذی الحجہ زیادہ عظمت والا ہے اور ان دس دنوں میں کی جانے والی عبادت باقی عام ایام کی بہ نسبت اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ ان دنوں میں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو، تہلیل کرو، تکبیر کرو اور اللہ کی تحمید کرو۔

نوٹ: تسبیح سے مراد سبحان اللہ / سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کہنا ہے۔ تہلیل سے مراد لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔ تکبیر سے مراد اللہ اکبر کہنا ہے۔ تحمید سے مراد الحمد للہ کہنا ہے۔

ماہ ذوالحجہ میں اہل اسلام کے لیے چند خصوصی احکام ہیں:

1: حج بیت اللہ: اس کے مختصر فضائل و مناقب ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ حج بہت اہم عبادت ہے جس پر یہ عبادت فرض ہو وہ اگر فرض ہونے کے باوجود اسے ادا نہیں کرتا تو بہت سخت وعید آئی ہے۔

❖ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: مَنْ أَطَاقَ الْحَجَّ وَلَمْ یَحُجَّ حَتّٰی مَاتَ فَأَقْسِمُوا عَلَیْہِ أَنَّہُ مَاتَ یَہُودِیًّا أَوْ نَصْرَانِیًّا۔

حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، روایۃ محمد بن اسلم، ج9 ص252

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص حج کرنے کی قدرت اور طاقت رکھے اس کے باوجود بھی حج نہ کرے تو اس کے لیے یہ بات برابر ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

نوٹ: یہودی اور نصرانی اگرچہ ادیان سماویہ کے دعوے دار ہیں لیکن اس کے باوجود بیت اللہ کا حج نہیں کرتے۔

2: عشرہ ذوالحجہ کے روزے:

❖ عَنْ أَبِی ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ

أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

جامع الترمذی، باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر، الرقم:689

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عام دنوں کے مقابلے میں عشرۂ ذی الحجہ کی عبادت زیادہ محبوب ہے، (عشرۂ ذی الحجہ کے) ایک دن کا روزہ (عام دنوں کے) ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور (عشرۂ ذی الحجہ کی) ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔

نوٹ: یہ فضیلت یکم سے نو ذوالحجہ تک کے روزوں کی ہے دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

3: یوم عرفہ (نویں ذی الحج) کا روزہ: اس دن حُجاج؛ میدان عرفات میں وقوف کرتے ہیں جو کہ حج کا رکن اعظم ہے۔ یوم عرفہ کا روزہ رکھنے کی خاص فضیلت ہے۔

❖ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ، وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ۔

صحیح مسلم، باب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر ویومی عرفۃ، الرقم:2716

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ اس کے بعد والے سال اور پہلے والے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

نوٹ: عرفہ کے دن روزے کی یہ عظیم الشان فضیلت ان لوگوں کے لیے ہے جو حج ادا نہ کر رہے ہوں، حجاج کرام کو روزہ کی وجہ سے وقوف عرفہ جیسی عبادت میں

سستی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں۔

4: ممنوع ایام جن میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے: پورے سال میں پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے ان میں سے ایک دن تو یکم شوال (عید الفطر) کا ہے جب کہ باقی چار ایام اس مہینہ (ذو الحجہ) میں یعنی 10، 11، 12، اور 13، ذو الحجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

❖ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ- رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ هَذَيْنِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ-صلی الله علیه وسلم- عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالآخَرُ يَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ.

صحیح مسلم، باب النہی عن یوم الفطر ویوم الاضحیٰ، الرقم: 2727

کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔

نوٹ: یوم الفطر سے مراد عید الفطر اور یوم النحر سے مراد عید الاضحیٰ والا دن ہے ایک حدیث میں ایام تشریق کو ایام اکل و شرب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے عید کے بعد والے وہ ایام جن میں تکبیرات تشریق پڑھی جاتی ہیں ان میں روزہ نہ رکھا جائے ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی پاک صاف اور حلال گوشت سے مہمان نوازی کی جاتی ہے تو اس مہمان نوازی کو دل و جان سے قبول کرنا چاہیے۔

5: بال اور ناخن نہ کٹوانا:

❖ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَرْفَعُهُ قَالَ: إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَعِنْدَهُ أُضْحِيَّةٌ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ فَلاَ يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَلاَ يَقْلِمَنَّ ظُفُرًا

صحیح مسلم، باب اذا دخلت العشر واراد احدکم ان یضحی، الرقم: 5233

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب ذو الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے (یعنی ذی الحجہ کا چاند نظر

آ جائے) اور تم میں سے کس کا ارادہ ہو قربانی کا تو اس کو چاہیے (قربانی کرنے تک) اپنے بال اور ناخن نہ تراشے۔

6: ذکر اللہ کی کثرت: ذوالحجہ اسلامی مہینوں میں آخری مہینہ ہے اس کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں ظلم، زیادتی، اور گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ ذکر اللہ کی کثرت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں میں اپنا ذکر کرنے کا خصوصی طور پر تذکرہ فرمایا ہے چنانچہ قرآن کریم سورۃ الحج کی آیت نمبر 28 میں ہے **ویذ کروا اسم اللہ فی ایام معلومات**۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں معلوم دنوں میں۔

❖ **وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: وَاذْكُرُوا اللهَ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ (وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ) أَيَّامُ الْعَشْرِ**

صحیح البخاری، باب فضل العمل فی ایام التشریق

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔

اس عشرہ کے باقی چند احکام تکبیرات وایام تشریق، قربانی اور عید الاضحیٰ ان شاء اللہ آئندہ قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ احکامات اسلامیہ پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

شارجہ، متحدہ عرب امارات

منگل، 22 اگست، 2017ء

عشرۂ ذوالحجہ کے مختصر احکام و مسائل...2

اللہُ اکبر اللہُ اکبر لا الہ الا اللہُ واللہُ اکبر اللہُ اکبر وللہِ الحمد۔ یہ وہ کلمات ہیں جنہیں "تکبیر تشریق" کہا جاتا ہے۔ جو کہ ذوالحج کی 9 تاریخ صبح نماز فجر سے لے کر ذوالحج کی 13 تاریخ شام نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مردوں کے لیے قدرے بلند آواز سے جبکہ خواتین کے لیے آہستہ آواز سے پڑھنا واجب ہے۔

ان کلمات کا ترجمہ یہ ہے: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، کوئی بھی الہ (مشکل کشا، حاجت روا، اولاد دینے والا، روزی دینے والا، زندگی اور موت دینے والا، عزت و ذلت کا مالک) نہیں سوائے اکیلے اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں۔

اللہ کی تکبیر، تہلیل اور تحمید کو ان ایام میں بطور خاص ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سب سے پہلے جب انسان اللہ کی کبریائی بیان کرتا ہے تو اس کے دل سے تکبر ختم ہو جاتا ہے۔ عام دنوں میں عموماً اور عشرہ ذوالحج میں خصوصاً جب حج، قربانی اور بعض دیگر مسنون اعمال کرتے وقت نیت میں یہ فساد پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ میرا ذاتی کمال ہے، اس کو ختم کرنے کے لیے بار بار اللہ کی تکبیر کا زبان سے اظہار کیا جاتا ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں اصل میں اللہ ہی سب سے بڑے ہیں۔

اس کے بعد اللہ کی کبریائی کو باقی معبودان سے جدا کرنے کا تصور دل میں پختہ کیا جاتا ہے کہ اصل ایک اکیلا اللہ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں جو اس کا شریک بن سکے۔ وہی سب کچھ دینے والا ہے، زندگی موت، رزق روزی، آل اولاد، عزت ذلت، مشکل کشائی اور حاجت روائی سب اسی کے لیے ہے اس کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد فوراً ذہن کو ایک بار پھر اللہ کی کبریائی کی طرف لے جانے کا

حکم ہے اور آخر میں نیکی کی توفیق اور نفس و شیطان کے بہکاوے سے چھٹکارا پانے پر شکرانے کے طور پر اللہ کی حمد بیان کی جاتی ہے۔

چند مسائل:

مسئلہ 1: بعض لوگ تکبیرات تشریق کو تین دفعہ پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں جو غلط ہے، ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ 2: تکبیراتِ تشریق مرد، عورت، مقیم و مسافر سب پر واجب ہیں۔

مسئلہ 3: مذکورہ بالا تاریخوں میں تکبیرات تشریق کا پڑھنا باجماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا نماز پڑھنے والے، شہری اور دیہاتی، مقیم اور مسافر، مرد اور عورت سب پر واجب ہے۔

مسئلہ 4: بعض لوگ تکبیر تشریق کی ادائیگی میں غفلت کرتے ہیں، پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں۔ ضرور پڑھنی چاہیے اور مناسب بلند آواز میں پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ 5: بعض لوگوں کی باجماعت اگر نماز رہ جائے یا جماعت سے کچھ رکعات رہ جائیں تو ان کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ نماز مکمل کرنے کے بعد بلند آواز سے کہیں۔ عموماً لوگ اس میں جھجک کا مظاہرہ کرتے ہیں اور تکبیرات کو آہستہ پڑھتے ہیں یہ کوئی جھجک والی بات نہیں۔

مسئلہ 6: اگر کوئی تکبیرات کہنا بھول گیا تو اگر نماز کے منافی کوئی کام نہیں کیا تو یاد آنے پر تکبیرات کہہ لینی چاہئیں اور اگر نماز کے منافی کوئی کام کر لیا مثلاً آواز سے ہنس پڑا، عمداً وضوء توڑ دیا، عمداً یا سہواً کلام کر لیا، مسجد سے نکل گیا، میدان میں نماز پڑھی اور صفوں سے باہر نکل گیا تو تکبیرات فوت ہو گئیں، اب کہنے سے واجب ادا نہیں ہو گا، اس پر استغفار ضروری ہے۔

مسئلہ 7: ایام تشریق کی کوئی فوت شدہ نماز اسی سال ایام تشریق میں قضاء کرے تو

اس کے بعد بھی تکبیرات تشریق کہنا واجب ہے۔

مسئلہ 8: اگر ایام تشریق سے پہلے کی کوئی نماز ایام تشریق میں قضاء کرے یا ایام تشریق کی کوئی فوت شدہ نماز ایام تشریق کے بعد قضاء کرے تو تکبیرات نہ کہے۔

مسئلہ 9: نماز عید کے بعد بھی تکبیر تشریق کہنی چاہیے۔

مسئلہ 10: نماز عید کے لیے عید گاہ یا جہاں نماز عید ادا کرنی ہے اس کی طرف جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہنا مستحب ہے۔

اللہ پاک شریعت کے ہر ایک حکم پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

کوالالمپور، ملائیشیا

سوموار، 28 اگست 2017ء

قربانی

اللہ تعالیٰ کا مبارک نام لے کر اللہ کے نام پر اللہ کی رضاء حاصل کرنے کے لیے ماہ ذوالحج کی 10، 11 اور 12 تاریخ تک متعین جانور ذبح کرنا "قربانی" کہلاتا ہے۔ عبادات میں قربانی کی بہت اہمیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہوئی اور اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا السلام تک برابر مشروع چلی آرہی ہے، ہر مذہب وملت کا اس پر عمل رہا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ۔**

سورۃ الحج، رقم الآیۃ: 34

ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپائیوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔

قربانی والی عبادت اگرچہ ہر امت میں رائج رہی ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں یہ عمل خصوصی اہمیت اختیار کر گیا، اسی وجہ سے اسے "سنتِ ابراہیمی" بھی کہا جاتا ہے چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محض اللہ کی رضامندی کے لیے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کیلئے پیش کیا تھا۔ اسی عمل کی یاد میں دنیا بھر کے اہل اسلام ہر سال قربانی کرتے ہیں۔ قربانی سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ کے ہر حکم پر ہر قسم کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے اور جان ومال کی محبت کو چھوڑ کر خالص اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرنی چاہیے دراصل یہی قربانی کی حقیقت اور روح ہے۔ اسی بات کا سبق قرآن کریم میں ملتا ہے: **إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔**

سورۃ الانعام، رقم الآیۃ: 162

ترجمہ: میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ کی رضامندی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

یہ ایسا عمل ہے کہ ان دنوں میں اس عمل سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو اور کوئی عمل محبوب نہیں۔ چنانچہ

1: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ اَنَّہٗ لَیَأْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقُرُوْنِہَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ یَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِہَا نَفْساً۔

جامع الترمذی باب ماجاء فی فضل الاضحیہ، الرقم: 1413

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عید الاضحیٰ کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت حاصل کرلیتا ہے، لہذا تم خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

2: عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ عَشْرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ۔

جامع الترمذی، ابواب الاضاحی، الرقم: 1427

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا (اس قیام کے دوران) آپ قربانی کرتے رہے۔

3: عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ قَالَ سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ

السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔

سنن ابن ماجہ، باب ثواب الاضحیہ، الرقم:3127

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟(یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمیں قربانی کے کرنے سے کیا ملے گا؟ فرمایا ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (پھر سوال کیا) یارسول اللہ! اون (کے بدلے میں کیا ملے گا) فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔

4: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُنْفِقَتِ الْوَرَقُ فِيْ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ نَحِيْرَةٍ فِيْ يَوْمِ الْعِيْدِ۔

سنن الدارقطنی، باب الصید والذبائح، الرقم:4815

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کے ہاں کسی خرچ کی فضیلت اس خرچ سے ہرگز زیادہ نہیں جو بقر عید والے دن قربانی پر کیا جائے۔

اس کے علاوہ بھی متعدد روایات میں قربانی کی اہمیت و فضیلت واضح ہوتی ہے۔ لہذا اسے حکم الہی سمجھ کر اللہ کی رضاء اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات جان کر اس پر عمل کیا جائے۔

لمحہ فکریہ! آج کل بہت سے وہ لوگ جن کے دل میں اسلامی احکامات کی قدر نہیں یا قدر تو ہے لیکن سمجھ نہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ اس سے بہتر ہے کہ آدمی کسی

رفاہی کام پر ان پیسوں کو خرچ کر لے۔ یہ سوچ اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ اللہ کے حکم کی قدر و منزلت دل میں معمولی حیثیت اختیار کر چکی ہے ورنہ اللہ حکیم و خبیر کا حکم ہو اور اس میں انسانیت کا نفع نہ ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالی کا ہر حکم انسانیت کی دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔

اس لیے ان باتوں میں الجھ کر اللہ رحیم کے حکم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے کو العیاذ باللہ بے وقعت اور فضول سمجھنا بہت بڑی بے وقوفی ہے اگر اس میں مزید تقویت پیدا کی جائے تو ایمان کمزور ہوتے ہوتے ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی اپنی مخلوق سے جس قدر پیار کرتے ہیں اتنا کوئی نہیں کر سکتا، قربانی بھی در حقیقت اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق سے محبت کا اظہار ہے کیونکہ محبوب اپنے محب سے بطور محبت کے ہی مانگتا ہے۔ اگر محبت نہ ہو تو کون مانگتا ہے۔ جب ہم اللہ سے کچھ مانگیں تو اس میں بھی محتاجی سے بڑھ کر محبت کو شامل حال کرنا چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا رحم و کرم کرنے والا نہ آج تک پیدا ہوا اور نہ ہی قیامت تک پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ دیکھ لیجیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود رحمۃ للعالمین ہونے کے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ قربانی کرنے سے بہتر ہے کہ کسی رفاہی اور سماجی کام میں اس رقم کو خرچ کر لو۔ یہ بات بھی بالکل بجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایثار، ہمدردی اور جذبہ خیر خواہی کی جیسی تعلیم ارشاد فرمائی ایسی تعلیم بھی کہیں نہیں ملتی اور جیسا خود عمل کر کے دکھایا ایسا اسوہ حسنہ بھی کہیں نہیں ملتا۔

اللہ تعالیٰ خود رحمان و رحیم ہیں آپ کے محبوب رؤف و رحیم بلکہ رحمۃ للعالمین ہیں لیکن نہ اللہ تعالیٰ نے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ایسی کوئی بات ارشاد فرمائی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اس سوچ کی واضح طور پر تردید

فرمائی ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کو سب سے بڑھ کر قربانی کے لیے جانور کا خون بہانے والا عمل پسند ہے۔

نوٹ: وہ ممالک جہاں کل بروز جمعۃ المبارک ذوالحج کی 9 تاریخ ہو گی وہاں کے لوگ نویں ذی الحج عرفہ کا روزہ رکھنے کا اہتمام فرمائیں۔ بعض لوگ کچھ دنوں سے سوشل میڈیا پر ایسے میسجز چلا رہے ہے کہ عرفہ کے بارے صرف سعودی عرب کے دن اور تاریخ کا اعتبار کیا جائے گا ہر ملک کا نہیں۔ درست بات یہی ہے کہ ہر ملک میں نویں ذوالحج کا اعتبار ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کے منشاء اور مزاج کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 31 اگست، 2017ء

حج کے بعد زندگی کیسے گزاریں؟

اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے تمام حجاج (حج کرنے والوں) اور معتمرین (عمرے کرنے والوں) کا حج اور عمرہ اپنے کرم سے قبول فرمائے، اس دوران ہونے والی تمام لغزشوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور بار بار بیت اللہ شریف کی مقبول حاضری کی سعادت نصیب فرمائے۔ اللہ کریم ہر مسلمان کے دل کی اس مبارک آرزو کو پورا فرمائے کہ اسے حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق زندگی میں ایک بار ضرور ملے۔

بیت اللہ کی ایسی کشش ہے جو ہر مسلمان کو بار بار اپنی طرف کھینچتی ہے، اس کے انوار و برکات کا صحیح ادراک تو اسے ہی ہو سکتا ہے جو وہاں جاکر یہ خود اپنے دل سے محسوس کر چکا ہو۔ بیت اللہ شریف پر نگاہ پڑنے سے دل کی بدلتی کیفیت کسی کو سمجھانا بہت مشکل ہے یہ الفاظ کی حد بندیوں سے آزاد احساس ہے۔ یہ وہاں جاکر ہی محسوس ہوتا ہے کہ میں پہلے کیا تھا؟ اب کیا ہوں؟ میں پہلے کہاں تھا؟ اب کہاں ہوں؟

کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ اس ذات نے آپ کو اپنے گھر اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی زیارت کا موقع عطا فرمایا۔ آپ نے اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ بھی کیا کہ آپ کی طرح دنیا بھر کے مسلمان ہزارہا گناہوں میں لتھڑے لاکھوں لوگ رنگ، نسل، قوم قبیلہ، برادری، زبان وغیرہ کے فرق کو مٹا کر دیوانہ وار، بے خودی کے عالم میں احرام کی دو چادروں میں اپنے گناہوں کی گٹھڑیاں چھپائے برستی آنکھوں اور لرزتے ہونٹوں کے ساتھ زبان کو یوں جنبش دے رہے تھے:

لبیك اللھم لبیك لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لاشریك لك.

حج بظاہر دیکھنے میں ایک بامشقت فریضہ ہے، اس کی ادائیگی کے لیے جہاں انسان کا اچھا خاصا مال لگتا ہے وہاں اس کو اچھی خاصی جسمانی مشقت بھی اٹھانی پڑتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب انسان کے دل میں محبت الٰہی موجزن ہو، ذات حق کی طلب صادق ہو تو مشقت کا پتہ چلتا ہے نہ ہی مال کی پرواہ ہوتی ہے بلکہ صرف اسی ایک کی محبت، معرفت، خوشنودی اور رضا کی جستجو ہوتی ہے۔ پھر بھی دیکھنے میں جان، وقت اور مال سب اس کے لیے خرچ کیا جاتا ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہماری یہ عبادت اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جائے۔

اللہ کریم نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

سورۃ محمد، رقم الآیۃ:33

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

اس کی قبولیت کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ انسان گناہوں والی زندگی کو چھوڑ کر نیکیوں والی زندگی اختیار کرے۔ بیت اللہ شریف اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و برکات جو اپنے سینے میں محفوظ کر کے لایا ہے اسے ضائع ہونے سے بچائے۔ اپنے جسم کے ایک ایک عضو کو اللہ کے احکامات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں میں ڈھال دے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔

ہر وقت اپنے دل کو عبادات میں دل لگائے رکھے، اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھے، ہر وقت اللہ کی رضاء پیش نظر ہو، قومی، علاقائی اور خاندانی رسومات پر

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دے۔ اپنی ذاتی اور نجی زندگی کو گناہوں سے آلودہ نہ کرے، اگر گناہ ہو جائے تو فوراً ان سے توبہ کرے۔ جذبہ خیر خواہی کو اپنے جذبات پر غالب رکھے۔ غریب مفلس، نادار، مساکین اور یتامیٰ اور مستحقین لوگوں کی حتی الامکان امداد کرے، مظلوموں کی دادرسی کرے۔ شریعت کے احکامات پر عمل پیرا ہو اور غیر اسلامی کاموں لایعنی باتوں سے خود کو بچانے کی فکر کرے۔ الغرض اس آیت کی عملی تفسیر بن جائے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:208

ترجمہ: اے ایمان والو! پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

نامعلوم زندگی میں دوبارہ حج کی سعادت ملتی ہے یا نہیں؟ اس لیے اس نعمت پر شکر ادا کریں اور اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی لائیں کہ حج کا مقصد پورا ہو جائے۔ جیسے اللہ نے حج کرنے کی توفیق نصیب فرمائی ہے ایسے ہی مقبول و مبرور بھی فرمائے۔ دل میں دعا بھی کرتے ہیں اللہ پاک آپ کو بار بار یہ عظیم الشان سعادت نصیب فرمائے بلکہ ہر مسلمان کو یہ نعمت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

حسن ابدال، پاکستان

سوموار، 4 ستمبر 2017ء

مظلوم کی مدد

اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ہر طرح کے ظلم و ستم، حوادثات، مشکلات اور پریشانیوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ باہمی اتحاد و اتفاق کی دولت سے مالا مال فرما کر اقوام عالم میں بلند مقام، عزت و عظمت اور شان و شوکت عطا فرمائے، مظلومانہ محکومیت کو ختم فرما کر عادلانہ حاکمیت نصیب فرمائے۔

اس وقت پوری دنیا کے مسلمانوں کی تنزلی، پستی، مظلومیت اور محکومیت کے اسباب کو قرآن و سنت اور زمینی حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو اجمالی طور پر بنیادی وجوہات یہی نظر آتی ہیں کہ مجموعی طور پر اھل اسلام؛ اسلام سے دور ہو گئے ہیں۔ احکامات اسلامیہ پر عمل کرنا چھوڑ چکے ہیں، تعلیمات نبوی کو عملاً نظر انداز کر چکے ہیں۔ اپنی ساکھ کو مضبوط رکھنے اور اپنی حفاظت کے لیے جو خدائی امر تھا اس سے روگردانی کر رہے ہیں۔

اللہ کریم عافیت والا معاملہ فرمائے اور آزمائشوں سے حفاظت فرمائے۔ اللہ کی طرف سے قوموں پر آزمائشیں آتی رہتی ہیں ایسے وقت میں اللہ کی طرف رجوع، صبر و استقلال اور ہمت و عزیمت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔

ابتلاء، آزمائش، مصیبت اور پریشانی کے وقت ایک مسلمان کا اسلامی، انسانی، اخلاقی اور معاشرتی حق یہ بنتا ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کی ہر ممکن مدد اور نصرت کرے، اظہار ہمدردی اور اظہار یکجہتی کا مظاہرہ کرے، اس کا بھرپور تعاون کرنے کے لیے میسر اور مؤثر حکمت عملی اپنائے۔ حالیہ کچھ دنوں سے برما کے روہنگیا مسلمان جس ظلم و ستم اور اذیت سے دوچار ہیں ان پر جو قیامت گزر رہی ہے اسے بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ذرائع ابلاغ کی وساطت سے تقریباً ہر شخص کو اس کا علم ہے کہ ہزاروں

بے گناہ مسلمان شہید ہو گئے۔ ان کی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے۔ زخمیوں کی تعداد لاکھوں تک جا پہنچی ہے۔

ظالموں نے اُن کے گھر کو جلایا، بچوں کو زندہ آگ میں جھونکا، خواتین کی عصمت دری کی، لاشوں کا مثلہ کیا، جسم کاٹ کر گوشت کو کچا چبایا، ہر ستم سے انہیں دوچار کر کے بے دردی سے قتل کیا، کئی لاکھ مسلمان بے گھر ہو گئے، حالات کے پیش نظر لوگ وہاں سے ہجرت کر کے دوسرے ملکوں کا رخ کر رہے ہیں۔

اس صورت حال میں ہر مسلمان کو ان کی تکلیف کا احساس ہونا چاہیے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایسے کڑے حالات میں شریعت کیا تعلیم دیتی ہے؟ ملاحظہ فرمائیں:

نمبر 1: اللہ کی طرف رجوع کریں، انفرادی اور اجتماعی طور پر کبیرہ گناہوں سے توبہ و استغفار کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے بڑے المناک اور دردناک سانحات اکثر ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: مَآ أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ۔

سورۃ الشوریٰ، رقم الآیۃ: 30

ترجمہ: تمہیں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے گناہوں کا بدلہ ہے اور اللہ بہت سارے گناہوں کی باتوں سے درگزر بھی فرماتا ہے۔ (یعنی یا تو بالکل ہی معاف کر دیتا ہے یا پھر دنیا میں اس کی سزا نہیں دیتا)

قرآن کریم میں سابقہ امتوں کی تباہی اور ان پر آنے والی سزاؤں کی وجہ بھی ان کے گناہوں کو بتلایا گیا ہے: فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔

سورۃ العنکبوت، رقم الآیۃ: 40

ترجمہ: پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی وجہ سے سزا دی، ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کی بارش برسائی اور ان میں سے بعض کو زور دار سخت آواز نے دبوچ لیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے (پانی میں) غرق کیا، اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم (یعنی گناہ) کرتے تھے۔

نوٹ: یہاں یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ بعض مرتبہ گناہوں کی سزا مجموعی طور پر نہیں آتی بلکہ اس کا کچھ حصہ کسی خاص قوم یا علاقے کے لوگوں پر آتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ اسی علاقے کے لوگوں کے گناہوں کا ہی وبال ہو۔ یہ تنبیہ ہوتی ہے کہ باقی لوگ گناہوں سے باز آجائیں۔

نمبر2: باہمی لڑائی جھگڑے اور تنازعات سے ہماری طاقت کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔ اپنی بکھری ہوئی طاقت کو جمع کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ باہمی تنازعات سے خود کو بچائیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: لَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ۔

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ:46

ترجمہ: باہمی لڑائی جھگڑا نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب ختم ہو جائے گا

نمبر3: آپس میں بھائی بھائی بن کر زندگی گزاریں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

سورۃ الحجرات، رقم الآیۃ:10

ترجمہ: اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ مصیبت کے وقت ایک بھائی ہی اپنے دوسرے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

نمبر4: تمام مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند ہونا چاہیے۔ جیسے جسم کے کسی ایک حصے

میں تکلیف ہو تو سارا بدن اسے محسوس کرتا ہے اور بے چین رہتا ہے اسی طرح مسلمانوں کو بھی آپس میں ایسے ہی رہنا چاہیے:

❖ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى.

صحیح مسلم، باب تراحم المومنین وتعاطفھم وتعاضدھم، الرقم:4685

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باہمی محبت اور رحم و شفقت میں تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں، جب انسان کے کسی عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے جسم کے تمام اعضاء بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

گویا یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کہ ہمیں دنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں کو پہنچنے والی تکلیف کا احساس ہو، ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنا یہ ہمارے ایمان کی علامت ہے۔ لہذا حالیہ صورتحال میں برما کے مسلمان جس تکلیف اور مصیبت سے گزر رہے ہیں، ہمیں اس کا احساس کرنا چاہیے جیسے ہمارے اپنے اوپر کوئی تکلیف آئے تو اسے فوراً دور کرنے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں اسی طرح ان کی تکالیف کو بھی دور کرنے کی تدابیر اختیار کرنی چاہییں۔ اس موقع پر پہلا کام تو یہ کرنا چاہیے کہ ان کے لیے دعا کریں:

❖ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يُنْجِيكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَيَدِرُّ لَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ؟ تَدْعُونَ اللّٰهَ فِي لَيْلِكُمْ وَنَهَارِكُمْ، فَإِنَّ الدُّعَاءَ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ۔

مسند ابی یعلی، مسند جابر، الرقم:1812

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: (خوب اچھی طرح سنو) کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے دشمنوں (کے ظلم و ستم سے) تمہیں نجات دے اور تمہیں بھرپور روزی دلائے، وہ عمل یہ ہے کہ اپنے اللہ سے دن رات دعا کیا کرو، کیونکہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔

❖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الدُّعَا يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ! بِالدُّعَاءِ۔

المستدرک علی الصحیحین، کتاب الدعاء والتکبیر، الرقم:1815

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا ان حوادثات اور مصائب سے بھی چھٹکارا دلاتی ہے جو حوادثات اور مصائب نازل ہو چکے ہیں اور ان سے بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے، لہذا للہ کے بندو! دعا کا اہتمام کیا کرو۔

پھر وہ دعا جو اپنے مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں کی جائے وہ تو جلد قبول ہوتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ۔

سنن ابی داؤد، باب الدعاء بظهر الغيب، الرقم:1537

اس کے بعد دوسرا حق یہ ہے کہ ان کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اللہ تعالی کے دیے ہوئے مال سے اپنی حیثیت کے مطابق ان متأثرین کی مدد کرنی چاہیے، اس وقت وہ بیچارے بے کسی اور بے بسی کے عالم میں ہیں اور محتاج ہیں، انہیں مدد کی ضرورت ہے اور کسی ضرورت مند مسلمان کی مدد کرنا بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے:

1: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ

يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ القِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ القِيَامَةِ۔

صحیح البخاری، باب لایظلم المسلم المسلم ولایسلمہ، الرقم:2442

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر زیادتی کرتا ہے، نہ اس کو اوروں کے سپرد کرتا ہے۔ جو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگتا ہے اللہ پاک اس کی ضرورتیں پوری فرماتے ہیں اور جو کوئی کسی مسلمان کی مصیبت دور کرتا ہے اللہ پاک اس سے قیامت کے دن کی مصیبتیں دور فرمائیں گے اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ پاک قیامت کے روز اُس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

2: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَشَى فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ خَيْرًا لَهُ مِنَ اعْتِكَافِ عَشْرِ سِنِينَ، وَمَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ، كُلُّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمہ محمد، الرقم:7326

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے یہ اس شخص سے بہتر ہے جو دس سال اعتکاف میں گزارے۔ اور ایک دن کا ایسا اعتکاف جو اللہ کی رضاء حاصل کرنے کے لیے ہو وہ انسان کو جہنم سے تین خندق دور کر دیتا ہے جبکہ ایک خندق میں مشرق و مغرب جتنا فاصلہ ہے۔(یعنی بندے کو جہنم سے اتنا دور فرما دیں گے جتنا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان طویل فاصلہ ہے)

3: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَضَى لِأَحَدٍ مِنْ أُمَّتِي حَاجَةً يُرِيدُ أَنْ يَسُرَّهُ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِي، وَمَنْ سَرَّنِي فَقَدْ سَرَّ اللهَ، وَمَنْ سَرَّ اللهَ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ۔

شعب الایمان للبیہقی، باب التعاون علی البر والتقویٰ، الرقم:7247

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے کسی اُمتی کی کوئی حاجت اس ارادے سے پوری کرے کہ وہ امتی خوش ہو جائے، تو اس آدمی نے مجھے خوش کر دیا، اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ تعالی کو خوش کیا اور جس نے اللہ جل شانہ کو خوش کیا تو اللہ پاک اُسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

4: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَشَى إِلَى حَاجَةِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً إِلَى أَنْ يَرْجِعَ مِنْ حَيْثُ فَارَقَهُ، فَإِنْ قُضِيَتْ حَاجَتُهُ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

مسند ابی یعلی، الرقم:2789

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی کسی حاجت اور ضرورت سے جائے تو حق تعالیٰ ایسے شخص کو ہر قدم پر نیکیاں عطا فرمائے گا، یہاں تک کہ وہ اسی جگہ واپس لوٹ آئے جہاں سے وہ چلا تھا، پھر اگر اس مسلمان بھائی کی ضرورت اسی کے ذریعہ پوری ہو گئی تو وہ شخص اپنے گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جائے گا جیسا کہ آج ہی اس کی ماں نے اُسے جنا ہو"

بہر حال! مذکورہ بالا تمام احادیثِ مبارکہ سے مسلمانوں کی مدد کی کرنے اور حاجت کے وقت ان کے کام آنے کا بڑا اجر و ثواب معلوم ہوا، اور یہ وقت ہمارے مسلمانوں کے کام آنے کا ہے، اس لیے دعا بھی کریں اور اپنی استطاعت کے مطابق جتنا

ہو سکے ان کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کریں۔

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ میں ایسے مواقع پر قنوت نازلہ کا سبق ملتا ہے۔ مقامی علماء کرام سے اس کا طریقہ پوچھ کر مساجد میں اہتمام کیا جائے۔
2. اسلامی ممالک کے حکمران سفارتی سطح پر اس مظلومانہ مسلم نسل کشی کو رکوانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس حوالے سے برما کے سفیر کے سامنے پاکستان نے جو احتجاج کیا ہے وہ ضرور اپنے نتائج لائے گا اسی طرح جمعیت علماء اسلام پاکستان نے جو مضبوط احتجاج اور موثر حکمت عملی اپنائی ہے وہ تمام اہلیان اسلام بالخصوص اسلامیان پاکستان کی دل کی آواز ہے۔
3. اس موقع پر ان کا ہر ممکن تعاون کیا جائے۔ لباس، رہائش اور خوراک کا معقول بندوبست کیا جائے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ بعض لوگ ایسے حالات میں بھی جعل سازی سے کام لے رہے ہیں اور برما کے مظلوم مسلمانوں کے نام پر لوگوں سے مال و دولت اکٹھا کرنے میں مشغول ہیں ان سے محتاط رہیں اور اچھی طرح تحقیق کر کے ایسے ہاتھوں میں اپنا مال دیں جو وہاں تک پہنچا سکیں۔
4. جو لوگ وہاں سے ہجرت کر کے آ رہے ہیں انہیں پناہ دینے کے حوالے سے اسلامی ممالک اپنے ہاں وسعت ظرفی پیدا کریں۔

اللہ کریم ہمیں درد دل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، راولپنڈی اسلام آباد

جمعرات، 21 ستمبر، 2017ء

اَمن و اَمان

اللہ تعالیٰ کے ہاں ایمان کے بعد بڑی نعمت امن و امان ہے، اس لیے ذات باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اس کو انعام اور احسان کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔ 21 ستمبر کو دنیا بھر میں عالمی یوم امن مختلف انداز میں منایا جاتا ہے۔ ہر مذہب سے وابستہ قوم اسے اپنے اپنے زوایہ نگاہ سے دیکھتی ہے جبکہ اہلیان اسلام اسے قرآن و سنت کی روشنی میں اپنانے پر زور دیتے ہیں۔ اسلامی زاویہ نگاہ میں امن و امان کی اہمیت و حیثیت کیا ہے؟ آیات قرآنیہ کے حوالے سے مختصر طور پر چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

امن کی بنیاد؛ بنیادی عقیدہ توحید سے ملی ہوئی ہے اور روئے زمین پر توحید کی مضبوط بنیاد بیت اللہ شریف کی بنیاد سے ہی مربوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کعبۃ اللہ کو امن کی بنیاد، امن کا مقام اور امن کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں امن و امان سے متعلقہ بہت سی آیات کریمہ کا تعلق بیت اللہ کے ساتھ ہے۔ چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

1: وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَيۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا ۔

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 125

ترجمہ: اور جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے عبادت گاہ اور امن کی جگہ بنایا۔

2: وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۔

سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ: 97

ترجمہ: اور جو اس میں داخل ہو جائے وہ امن والا ہو جاتا ہے۔

3: أَوَلَمۡ يَرَوۡا أَنَّا جَعَلۡنَا حَرَمًا آمِنًا ۔

سورۃ العنکبوت، رقم الآیۃ: 67

ترجمہ: کیا وہ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم (مکہ) کو پر امن بنا دیا ہے۔

4: أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا۔

سورۃ القصص، رقم الآیۃ: 57

ترجمہ: ہم نے ان کے لیے حرم کو مقام امن بنایا۔

5: فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ

سورۃ القریش آیت 3،4

ترجمہ: انہیں چاہیے کہ اس گھر (کعبہ) کے مالک کی (ہی) عبادت کریں۔ جس نے انہیں بھوک (کے دنوں) میں کھانا کھلایا اور انہیں خوف سے (بچا کر) امن عطا کیا۔

فائدہ: اسی آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے: ولکون البیت باعثا لامنھم۔ کیونکہ بیت اللہ لوگوں کے امن کا باعث ہے۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے بیت الحرام کو لوگوں کے دینی و دنیاوی امور میں درستگی و اصلاح کا سبب بنایا ہے۔ حج، عمرہ جیسے مبارک اعمال جن کی ادائیگی کا تعلق براہ راست کعبۃ اللہ سے ہے اسی طرح نماز کے لیے بطور قبلہ بھی بیت اللہ شریف ہے۔ اس کے علاوہ اس جگہ پر انسان تو انسان جانوروں تک کو امن حاصل ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

6: جَعَلَ اللهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ

سورۃ المائدہ، رقم الآیۃ: 97

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کعبہ بزرگی والے گھر کو لوگوں کی بقاء کا باعث کر دیا ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی خالص توحید اپناتا ہے اور شرک سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے امن والا قرار دیتے ہیں، قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی مشرک قوم سے توحید اور شرک کے عنوان پر مکالمہ موجود ہے:

7: قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ O وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ O الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ O

سورۃ الانعام، رقم الآیۃ: 80 تا 82

ترجمہ: (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) کہا: کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو، حالانکہ اس نے مجھے ہدایت دی ہے اور جنہیں تم اللہ کا شریک سمجھتے ہو میں ان سے نہیں ڈرتا مگر یہ کہ جو میرا رب چاہے، میرے رب نے ہر چیز کا علم سے احاطہ کر رکھا ہے، کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟۔ اور (بھلا) میں کیوں ڈروں ان سے جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو؟

حالانکہ تم انہیں اللہ کے شریک بنانے سے نہیں ڈرتے، جس کی کوئی دلیل اللہ نے تم پر نہیں اتاری، (بتاؤ) دونوں گروہوں میں سے امن کا زیادہ حق دار کون ہے؟ اگر تم جانتے ہو۔ (اور اگر تم نہیں جانتے تو پھر اچھی طرح سن لو کہ) جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ امن و امان کے صحیح معنوں میں حق دار بھی اہل ایمان ہیں اور امن و امان کا قیام بھی انہی سے وابستہ ہے۔

جیسے امن و امان کی ضرورت دنیاوی معاملات میں پیش آتی ہے اسی طرح بعض دینی عبادات میں بھی اس کو بہت دخل ہے۔ اہم العبادات نماز کے بارے قرآن کریم میں ہے:

8: فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

سورۃ النساء، رقم الآیۃ:103

ترجمہ: جب اطمینان حاصل کر لو تو (مکمل) نماز ادا کرو۔

اسی طرح جامع العبادات حج کے بارے قرآن کریم میں ہے:

9: فَإِذَا أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:196

ترجمہ: جب تم پُر امن ہو جاؤ تو جو شخص حج کے ساتھ عمرہ بھی کرے تو وہ میسر قربانی کرے۔

بسا اوقات حالت امن میں کی گئی عبادات حالت خوف میں کی گئی عبادات سے زیادہ بہتر ہوتی ہیں، قرآن کریم میں ہے:

10: وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔

سورۃ النور، رقم الآیۃ:55

ترجمہ: تم میں سے مومن اور نیکو کار لوگوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین پر ایسے ہی خلافت عطا کرے گا جیسے تم سے پہلے لوگوں کو عطا کی تھی اور ان کے دین کو مضبوط کرے گا جسے اللہ نے پسند کیا ہے ان لوگوں کے لیے اور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا۔(چنانچہ) وہ میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کرے تو وہی فاسق ہیں۔

جس طرح امن و امان کا تعلق عبادات سے ہے اسی طرح مستحکم معیشت کا

تعلق بھی امن و امان سے وابستہ ہے لیکن یہ اس وقت تک جب تک اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے اور جب انسان ناشکری پر اتر آئے تو امن کی جگہ بھوک وافلاس اور خوف وہراس لے لیتی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

11: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ۔

سورۃ النحل، رقم الآیۃ: 112

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال بیان کرتا ہے۔ جو امن وچین سے رہتی تھی اور ہر طرف سے اس کا رزق اسے وسیع مقدار میں پہنچ رہا تھا۔ پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کے کرتوتوں کا مزا یہ چکھایا کہ ان پر بھوک اور خوف (کا عذاب) مسلط کر دیا۔

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ سے یہ بات اچھی طرح سمجھ آرہی ہے کہ امن و امان انسانیت کی بنیادی ضروریات میں اولین حیثیت رکھتا ہے۔ فراہمی امن کے بعد درجہ بدرجہ انسانی ضروریات کا دائرہ پھیلتا جاتا ہے چونکہ اسلام امن وامان کا اکیلا علمبردار ہے اس لیے عارضی دنیا اور دائمی آخرت کی فلاح اور کامیابی اسی سے وابستہ کر دی گئی ہے۔ قرآن کریم انسانیت کو جھنجوڑتے ہوئے ان الفاظ سے دعوت فکر دیتا ہے:

12: اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔

سورۃ فصلت، رقم الآیۃ: 40

ترجمہ: بے شک جو لوگ ہماری آیات میں الحاد (تکذیب یا تحریف) کے مرتکب ہوتے ہیں وہ ہم سے چھپے نہیں رہتے، کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا

وہ شخص جو قیامت کے دن امن کے ساتھ آئے گا۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ معاشرے سے امن و امان کو مخدوش یا تباہ کرنے والے جرائم پیشہ افراد کو حکومت کی جانب سے سزا دی جائے، لوگوں کی جانوں کے تحفظ اور انہیں پر امن رکھنے کے لیے بد معاشوں، غنڈوں اور قاتلوں کو قانون کے کٹہرے میں لا کر سزا دی جائے۔ اسی طرح لوگوں کے اموال کے تحفظ اور انہیں پر امن رکھنے کے لیے چوروں، لٹیروں اور ڈاکوؤں، فریب کاروں، کرپشن مافیا اور بھتہ مافیا کو قانون کے کٹہرے میں لا کر قرار واقعی سزا دی جائے۔

اسی طرح لوگوں کی عزت و آبرو کے تحفظ اور انہیں پر امن رکھنے کے لیے ظالموں اور جابروں کو قانون کے کٹہرے میں لا کر عبرت ناک سزا دی جائے۔ لیکن جب تک ان عناصر کو کھلی چھوٹ دی جاتی رہے اور بے گناہوں پر ظلم و ستم جاری رہے تو قیام امن کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

قارئین! قرآن کریم کے مطالعے سے جہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امن و امان کے لیے توحید، انصاف، نیکی، شکران نعمت اور حرمین شریفین کا تحفظ ضروری ہے وہاں یہ بات خود بخود امن و امان کو سبوتاژ کرنے والے مندرجہ ذیل امور معلوم ہو جاتے ہیں۔

1: شرک

2: ظلم

3: گناہ

4: ناشکری

5: حرمین شریفین کا عدم تحفظ

ان کڑے حالات میں تمام اہلیان اسلام بالخصوص مسلمان حکمران متحد ہو

کر قیام امن کے لیے مضبوط حکمت عملی اپنائیں بالخصوص برما کے روہنگیا مسلمانوں پر ہونے والے جان لیوا مظالم کا سدباب کریں۔ حقوق انسانیت کی عالمی تنظیموں کو بھی اس معاملے پر اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

قارئین کرام! ماضی کے اندوہناک حالات تاریخ کی کتابوں میں پڑھ لیجیے یا موجودہ حالات کو بچشم خود دیکھ لیجیے آپ کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں ہو گا کہ اقوام عالم میں سوائے مسلم قوم کے کسی نے بھی قیام امن کے لیے مثبت کردار ادا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ قیام امن کے دلربا نعرے کی آڑ میں خون مسلم کی ہولی کھیلی ہے اور آج تک یہ مشق ستم جاری ہے۔

ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ مجبور، مقہور، مظلوم بلکہ مقتول مسلمانوں کو بدامنی کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ عالمی یوم امن جہاں دیگر اقوام کو ظلم سے رکنے کا عندیہ دیتا ہے وہاں پر قوم مسلم کو باہم متحد ہونے کا اشارہ بھی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 21 ستمبر، 2017ء

محرم الحرام

اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ یوں تو سارے اوقات، ماہ و سال اور زمانے اللہ ہی کے ہیں لیکن بعض ایام کو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص فضیلت بخشی ہے انہی میں سے ماہ محرم الحرام کے بابرکت ایام بھی ہیں۔ یہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ کہلاتا ہے چونکہ اس مہینے کی نسبت اللہ تعالی کی طرف ہے اس لیے جہاں یہ حرمت اور تقدس والا مہینہ ہے وہاں پر اس میں عبادت کا حکم بھی دیا گیا ہے،اس کو خلاف شریعت امور،بدعات اور رسومات و خرافات میں ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس بارے جتنی تعلیم شریعت اسلامیہ میں موجود ہے افراط و تفریط سے بالاتر ہو کر فقط اسی پر عمل کیا جائے۔

کرنے کے کام:

1: روزہ رکھنا

2: عاشوراء کے دن اہل و عیال پر وسعت کرنا

متعدد احادیث مبارکہ میں محرم کے روزے رکھنے کی خصوصی ترغیب دی گئی ہے۔ چند پیش خدمت ہیں:

1: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں۔

صحیح مسلم، باب فضل صوم المحرم، الرقم:1982

اللہ تعالیٰ نے محرم الحرام کے تمام دنوں میں عاشوراء یعنی دسویں محرم کو خاص اہمیت و فضیلت بخشی ہے اپنی اہمیت کے پیش نظر اس میں روزہ رکھنا اور بھی زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔ قبل از اسلام بھی اس دن کی تعظیم کی جاتی تھی اسلام نے آکر اس کو باقی رکھا۔ چنانچہ

2: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ (قَدِمَ) النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَإِذَا أُنَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ يُعَظِّمُونَ عَاشُورَاءَ وَيَصُومُونَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمِهِ فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ۔

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہاں پر یہودی لوگ دسویں محرم کی عظمت کے پیش نظر اس دن روزہ رکھا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم (اہل اسلام) اس دن روزہ رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں چنانچہ آپ نے (بامر الٰہی) روزہ رکھنے کا حکم جاری فرمایا۔

صحیح البخاری، باب اتیان الیہود النبی حین قدم المدینۃ، الرقم: 3942

اس روزے کی فضیلت حدیث پاک میں اس طرح موجود ہے۔

3: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ... قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ.

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ یوم عاشورا کا روزہ گذشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

صحیح مسلم، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام، الرقم: 1976

محترم قارئین! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اسلام بذات خود

ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، ہر پہلو سے اپنے اندر جامعیت و کمال رکھتا ہے اپنی اسی جامعیت اور کمال کے پیش نظر اپنے ماننے والوں کو الگ سے اپنی شناخت عطا کرتا ہے دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی شکل و صورت، عبادات و معاملات، طرز معاشرت، اخلاقیات، تہذیب وتمدن اور ان کے کلچر کی مشابہت سے سختی سے روکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا کہ یہود بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں تو آپ علیہ السلام نے اہل اسلام کو تاکیدی حکم دیا کہ تم یہود کی موافقت کے بجائے ان کی مخالفت کرو۔ چنانچہ

4: عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ حِينَ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں محرم کا روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تو صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس دن کو یہود و نصاریٰ بڑی تعظیم و اہمیت دیتے ہیں۔ (یعنی آپ ہمیں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیتے ہیں اور عاشوراء کے روزہ جیسی عبادت میں ان کی مخالفت کے بجائے موافقت ہو رہی ہے۔) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ سال اگر اللہ نے چاہا تو ہم نویں تاریخ کا روزہ (بھی ساتھ) رکھیں گے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگلا سال آنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔

صحیح مسلم، باب ای یوم یصام فی عاشوراء، الرقم: 1916

نوٹ: اس لیے حدیث پاک کے مطابق عاشوراء کے روزے کے ساتھ نویں محرم یا پھر گیارہویں محرم کا روزہ ملانا چاہیے تاکہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت لازم نہ آئے۔

دوسرا کرنے کا کام یہ ہے کہ عاشوراء کے دن اہل و عیال پر وسعت سے خرچ کیا جائے، اس کی برکت سے اللہ کریم رزق کی تنگی اور فقر و فاقہ سے نجات عطا فرماتے ہیں۔

5: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ وَسَّعَ عَلَى عِيَالِهِ وَأَهْلِهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دسویں محرم والے دن اپنے گھر والوں پر وسعت کے ساتھ خرچ کرے گا تو اللہ تعالیٰ سارا سال اس (کے رزق میں اور اس کے مال) پر وسعت فرمائے گا۔

شعب الایمان للبیہقی، باب صوم التاسع والعاشر، الرقم: 3515

بچنے کے کام:

جیسا کہ آپ نے مندرجہ بالا احادیث مبارکہ میں اس ماہ کی عظمت، حرمت، تقدس اور فضیلت ملاحظہ فرمائی لہٰذا اسے بدعات اور رسومات میں ضائع ہونے سے بچانا ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ اس مہینہ میں جن کاموں سے بچنا ہے وہ درج ذیل ہیں:

1. اس ماہ کو غم کا مہینہ سمجھ کر سوگ منانا۔
2. اس ماہ کو کاروبار کے لیے منحوس سمجھنا۔
3. اس ماہ میں نکاح اور شادی بیاہ نہ کرنا۔
4. اس ماہ میں جھوٹے واقعات پر مشتمل شہادت حسین کی مجالس میں شرکت کرنا / دیکھنا / سننا وغیرہ۔

5. اس ماہ میں من گھڑت تاریخی واقعات پر مشتمل نوحے، قصیدے اور مرثیے سننا۔
6. اس ماہ میں تعزیہ میں شرکت کرنا۔
7. اس ماہ میں سینہ کوبی اور ماتم کرنا یا ایسے مقامات میں شریک ہونا۔
8. اس ماہ میں غیر اللہ کے نام کی سبیل سے شربت دودھ وغیرہ پینا۔
9. اس ماہ میں قبرستان جانے کو ضروری سمجھنا / قبروں کی لپائی وغیرہ اسی مہینے میں ضروری سمجھنا۔
10. اس ماہ میں کالے کپڑے پہننے کا اہتمام کرنا۔

بالخصوص اس ماہ میں ملکی قوانین کا احترام کریں، قیام امن کے لیے مقامی انتظامیہ اور اداروں سے مکمل تعاون کریں اور شر پسند عناصر جو اہل اسلام کی مقتدر شخصیات کو ہدف تنقید بنا کر اشتعال اور انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں قانونی طور پر انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ چشتیہ، جامعہ مظاہر العلوم شاہ عالم، سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 28 ستمبر، 2017ء

دنیاوی آزمائشیں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کو بسانے کے لیے اس جہان (دنیا) کا انتخاب فرمایا اور اس کے لیے اس دنیا کو امتحان اور آزمائش کی جگہ قرار دیا ہے۔ اس کے کامیاب ہونے کے لیے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے اور کتب و صحائف نازل فرمائے تاکہ انسان ان پر ایمان لائے اور ان کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار کر کامیابی حاصل کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ آزمائش کے طور پر ابلیس کو بھی پیدا کیا۔

لیکن ساتھ ہی کرم کا معاملہ فرماتے ہوئے یہ اعلان بھی کر دیا کہ یہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے اس کے فریب میں مت آنا، یہ تمہیں ورغلائے گا اس کے متبعین اور چیلے چانٹے تمہیں بہکائیں گے، یہ تمہارے سامنے ان کو چیزوں کو خوب مزین کر کے پیش کرے گا جو تمہیں میری جنت سے دور کر دیں گی۔ اگر تم نے خود کو اس کے مکر و فریب، سازشوں اور وساوس سے نہ بچایا تو انجام کار تمہارا ٹھکانہ جہنم ہو گا اور یہ میں نے اپنے نافرمانوں کے لیے بطور سزا کے تیار کر رکھی ہے۔

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی فرمانبرداری کرے اور اپنے دشمن شیطان کی فریب کاریوں سے خود کو بچائے۔

اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے چند اور چیزیں بھی بطور امتحان اور آزمائش کے بنائی ہیں۔ جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ان الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ۔

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 155

ترجمہ: اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے تھوڑا سا خوف دے کر، تھوڑی سی بھوک دے کر، مال، جان اور پھلوں میں تھوڑا سا نقصان دے کر۔ اس آزمائش میں کامیاب

انہیں ملے گی جو صبر کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کی حکیم و خبیر ذات ہے، کبھی وہ خوشیاں دے کر آزماتے ہیں کہ کون اسے میرا احسان سمجھ کر شکر ادا کرتا ہے اور کبھی غموں میں مبتلا کر کے آزماتے ہیں کہ کون میری طرف رجوع کر کے صبر کرتا ہے۔ خوف اور امن، بھوک و خوشحالی، رزق کی تنگی اور فراوانی یہ سب کچھ آزمائش کے لیے ہوتا ہے، قرآن کریم میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی صبر کرنے والوں کے نصیب میں آتی ہے۔ اس آیت مبارکہ میں جن امور کو باعث آزمائش قرار دیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

خوف: خواہ وہ دشمن کا خوف ہو، مصائب اور مشکلات میں گِھر جانے کا یا آنے والے زمانے کا خوف۔ انسان کو کبھی تو دشمن کی شر انگیزیوں کا خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ کہیں وہ میری عزت و آبرو یا جان و مال آل و اولاد کو نقصان نہ پہنچا دے، مصیبتیں اور مشکلات بھی خائف رکھتی ہیں اور کبھی انسان کو آنے والا مستقبل خوفزدہ رکھتا ہے کہ نامعلوم آنے والے حالات کیسے ہوں گے اور میرے ساتھ کیا بنے گا؟ بالخصوص بڑھاپے میں دوسروں کی محتاجی کا خوف ہر وقت انسان کو پریشان کیے رکھتا ہے۔ اس کے ذریعے انسان کو اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں

جوع: بھوک کو کہتے ہیں یعنی قحط سالی، افلاس، فقر اور تنگدستی کے ذریعے بھی اللہ کریم انسان کو آزماتے ہیں کہ ان پریشان کن مراحل میں وہ کیا کرتا ہے میری طرف رجوع کر کے صبر کرتا ہے یا مجھ سے منہ موڑ کر میری ناشکری کرتا ہے؟

مال کی کمی: یعنی یا تو انسان کا مال ضائع ہو جاتا ہے، مال تجارت میں خسارہ آتا ہے، دولت ڈوب جاتی ہے، کوئی لوٹ لیتا ہے، آسمانی آفات زلزلے، سیلاب وغیرہ سے مال کم ہو جاتا ہے یا پھر انسان کا مال کسی ظالم کے ہاتھ لگ جاتا ہے وہ ظلم کے طریقے سے اس کے مال میں برابر کمی کرتا رہتا ہے یا کسی جابر حکمران اس کے مالی حقوق کو غصب کر

لیتے ہیں۔ یاد رکھیں یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے بطور آزمائش کے ہوتا ہے۔

جان کی کمی: اس کی بھی کئی صورتیں ہیں۔ آل اولاد، عزیز و اقارب اور دوست احباب اس کا ساتھ کسی بھی وجہ سے چھوڑ جاتے ہیں یا اس کو امراض گھیر لیتے ہیں، یا اس کے جسم کا کوئی عضو خراب یا زخمی ہو جاتا ہے۔ یہ باعث آزمائش امور میں سے ہے۔

پھلوں کی کمی: سخت سردی یا شدید گرمی کی وجہ سے پھلوں میں کمی آجاتی ہے یا کبھی آفت سماویہ کی وجہ سے پھل خراب ہو جاتا ہے یا پھر اس میں کیڑے وغیرہ پڑ جاتے ہیں یا پھلوں میں رس نہیں رہتا اور کبھی کبھار پھلوں کا حجم کم ہو جاتا ہے۔ اس کے ذریعے بھی انسان پر آزمائش آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام یا ان میں سے بعض امور کے ساتھ انسانوں کو ضرور آزماتے ہیں۔ اس آزمائش کے وقت انسان دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ پہلی قسم ان انسانوں کی ہوتی ہے جو اس موقع پر جزع فزع، آہ و بکاء اور شکوے شکایتیں کرتے ہیں ایسے انسان دو طرح کا خسارہ اٹھاتے ہیں ایک تو آزمائش کے وقت ان کے پاس وہ چیز کم پڑ جاتی ہے یا ختم ہو جاتی ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے حکم صبر کو بجالانے کا اجر بھی ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ صبر رضا اور شکر جیسی نعمتوں سے بھی خود کو محروم کر لیتے ہیں اور یہ انتہائی خسارے کی بات ہے۔

دوسری قسم ان خوش نصیب انسانوں کی ہوتی ہے جو اس وقت صبر کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ناشکری سے روکتے ہیں وہ اس حقیقت کو تہہ دل اور صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ ان امور پر صبر کا اجر ان مصیبتوں سے زیادہ بڑا ہے۔ اس لیے یہ مصائب بھی ان کے حق میں نعمت بن جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان صابرین کو خوشخبری دی ہے۔

اس سے اگلی آیت میں صابرین کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔ جس کا مختصر اور آسان ترین مطلب یہ ہے کہ ہم سب اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک اور آقا ہے چونکہ در حقیقت ہماری جان اور ہمارا مال ہماری ملک میں نہیں بلکہ اللہ کا مملوک ہے اس لیے وہ ذات ہماری جان ومال کو جیسے چاہے آزمائے اس کا حق ہے ہمیں اس ذات پر اعتراض کرنے کا یا اس کی ناشکری کا حق نہیں پہنچتا۔ ہم اسی کی عبادت کے لیے اس جہان میں آئے تھے بالآخر ہم نے اسی ذات کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ جہاں وہ ہمارے اعمال کی جزاء وسزا دے گا صبر پر اجر اور ثواب دے گا اور بے صبری، ناشکری اور جزع فزع پر عذاب دے گا۔ اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کی تعریف فرماتے ہیں، ان پر اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں اور انہی کو ہدایت یافتہ قرار دیتے ہیں۔

اس لیے دنیاوی آزمائشوں پر جزع و فزع اور ناشکری کے بجائے صبر کرنا چاہیے کیونکہ یہی دنیاوی اور عارضی آزمائشیں؛ اخروی اور ابدی کامیابیوں کا پہلا زینہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اهل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 5 اکتوبر، 2017ء

صبر.. قرآن کریم کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔شریعت میں صبر کا تصور یہ ہے کہ انسان نیک کاموں پر اپنے نفس کو صبر کا عادی بنائے، نیکی کے وہ کام جن کے کرنے کو دل نہ بھی چاہ رہا ہو ان کو اللہ کا حکم سمجھ کر پابندی سے کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ گناہ اور برے کام کرنے سے اپنے نفس کو صبر کا خوگر بنائے گناہ کے وہ کام جن کے کرنے کو دل بھی چاہ رہا ہو، اسباب گناہ اور موقع گناہ بھی میسر ہو اس کے باوجود اللہ کی نافرمانی سمجھ کر ان سے دور رہے۔ جبکہ مصائب اور مشکلات کے وقت بے صبری کا مظاہرہ کرنے کے بجائے خوب صبر سے کام لے۔

انسانیت کی کتاب زندگی میں کامیابی کے سنہری اصول صبر کے باب کے تحت درج ہیں۔ جو شخص اس فیصلہ کن قوت کو اختیار کر لیتا ہے کامیابیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ مصائب و آلام، آزمائشیں و امتحانات، صدمات و سانحات اور مشکلات و پریشانیاں انسانی زندگی کا حصہ ہیں، دنیا میں بسنے والے تمام انسان کسی نہ کسی پریشانی سے ضرور دوچار ہوتے ہیں لیکن بعض اس پر جزع فزع اور ہائے ہائے کرتے ہیں جبکہ بعض اللہ کی طرف سے امتحان سمجھ کر اس پر صبر (اپنے آپ کو دلی طور پر اللہ کے فیصلے پر راضی رکھنے کی کوشش) کرتے ہیں اور اس پریشانی کی حالت میں اللہ سے صبر و صلوٰۃ کے ذریعے مدد مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو اپنی خاص معیت نصیب فرماتے ہیں۔

معیت کا آسان مفہوم یہ ہے اللہ تعالیٰ انہیں حوصلہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھو بلکہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ایک مثال پر غور کرنے سے معیت کا مفہوم جلد سمجھ آجائے گا: جیسے کوئی شخص کسی معاملہ میں بہت پریشان ہو کر

کسی ایسے بڑے آدمی کے پاس جاتا ہے جو اس کا مسئلہ حل بھی کر سکتا ہے تو وہ بڑا اس پریشان حال آدمی کو تسلی دیتے ہوئے کہتا ہے: گھبرانے اور فکر مند ہونے کی بالکل ضرورت نہیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دلاسہ اور تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیاوی مشکلات پر پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں، میں اللہ مسبب الاسباب تمہارے ساتھ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر صبر کرنے والوں کو انعامات سے نوازنے کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ چند پیش خدمت ہیں:

1: إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِين

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 153

ترجمہ: بے شک اللہ؛ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

2: وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 155

ترجمہ: (اللہ کی طرف سے) خوشخبری دیجیے صبر کرنے والوں کو۔

3: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا

سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ: 200

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر سے کام لو۔

4: وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ

سورۃ ہود، رقم الآیۃ: 115

ترجمہ: صبر کرو، اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔

5: وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ

وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

سورۃ الرعد، رقم الآیۃ: 22تا24

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے صبر کیا اور نماز کو (اپنے اوقات پر تمام شرائط و آداب کے ساتھ) قائم کیا اور ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے اعلانیہ اور مخفی دونوں طریقوں کے مطابق (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ دور کرتے ہیں انہی لوگوں کے لیے آخرت کا گھر ہے (اس میں) باغات ہیں رہنے کے لیے وہ ان میں داخل ہوں گے اور وہ جو نیک ہیں ان کے آباء و اجداد میں سے ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولادوں میں سے۔ اور فرشتے داخل ہوں گے ان پر ہر دروازے سے (اور ان سے کہیں گے) سلامتی ہے تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا تھا۔

6: وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ.

سورۃ الحج، رقم الآیۃ: 34، 35

ترجمہ: اور خوشخبری دے دیجیے عاجزی کرنے والوں کو اور وہ (ایسے) لوگ ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جائے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور تکلیف یا مصیبت انہیں پہنچتی ہے وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔

7: إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ

سورۃ المومنون، رقم الآیۃ: 111

ترجمہ: آج (قیامت) کے دن میں ان کے صبر کرنے کی جزاء دوں گا اور یہی کامیاب لوگ ہیں۔

8: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ

سورۃ العنکبوت، رقم الآیۃ:58،59

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ہم نے ان کے لیے انہیں جنت کے بالاخانے بنا رکھے ہیں جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ اسی (جنت) میں رہیں گے عمل کرنے والوں کا بہت ہی اچھا اجر ہے (عمل کرنے والے وہ لوگ ہیں) جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

9: وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ:35

ترجمہ: صبر کرنے والے مرد اور خواتین۔۔۔ اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

10: إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

سورۃ الزمر، رقم الآیۃ:10

ترجمہ: اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر عطا فرمائے گا۔

علاوہ ازیں دیگر آیات میں بھی صبر کی تلقین، ترغیب اور صبر پر ملنے والے اعزازات و انعامات کا تذکرہ بہت خوبصورت انداز میں مذکور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ

- ❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں پر اپنی نصرت و مدد نازل فرماتے ہیں۔
- ❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو اپنی معیت خاصہ نصیب فرماتے ہیں۔
- ❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو اپنی طرف سے خوشخبری کا مستحق قرار دیتے ہیں۔
- ❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کی خوبی کو اولو العزم رسولوں کا شیوہ قرار دیتے ہیں۔

❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں رہنمائی کا امام قرار دیتے ہیں۔

❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو غالب فرماتے ہیں۔

❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو فرشتوں کی سلامتی کا حق دار ٹھہراتے ہیں۔

❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو مخبتین (عاجزی کرنے والوں) میں شمار فرماتے ہیں۔

❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو محسنین (احسان کرنے والوں) میں شمار فرماتے ہیں اور ان کے اجر کو ضائع نہیں ہوتے دیتے۔

❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے لیے آخرت میں مغفرت کا اعلان فرمائیں گے۔

❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بے حساب اور عظیم اجر عطا فرمائیں گے۔

❖ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو انعام اور جزاء کے طور پر جنت کے محلات، بالا خانے، نہریں اور اس کی تمام نعمتیں عطا فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ عافیت والی زندگی نصیب فرمائے لیکن اگر آزمائش آجائے تو پھر دین سے پھرنے کے بجائے دین پر استقامت نصیب فرمائے اس راستے میں آنے والی مشکلات پر صبر عطا فرمائے۔

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

آمین بجاہ سید الصابرین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، راولپنڈی اسلام آباد

جمعرات، 12 اکتوبر، 2017ء

صبر.. احادیث شریفہ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے خود بھی صبر کرنے کا حکم دیا، صبر کرنے والوں کو خوشخبری اور آخرت میں عظیم اجر کا وعدہ فرمایا اسی طرح اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کو صبر کی تلقین فرمائی اور ترغیب دی ہے۔ گزشتہ قسط میں آیات قرآنیہ کی روشنی میں صبر کی اہمیت اور فضیلت ذکر کی گئی تھی، اب اسی مضمون کو احادیث کی روشنی میں آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے، چند احادیث شریفہ پیش خدمت ہیں:

1: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ...... قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ......... وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔

صحیح البخاری، باب الاستعفاف عن المسالۃ، الرقم:1469

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور کسی کو صبر سے بڑھ کر کوئی خیر عطا نہیں کی گئی۔

2: عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى۔

صحیح البخاری، باب الصبر عند الصدمۃ الاولیٰ، الرقم:1302

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل فرماتے ہیں کہ (درحقیقت) صبر وہی ہوتا ہے جو صدمہ کے ابتداء کے وقت کیا جائے۔

3: عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ

سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ۔

صحیح مسلم، باب المومن امرہ کلہ خیر، الرقم:5318

ترجمہ: حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا معاملہ بہت تعجب خیز ہے کیونکہ اس کا ہر کام خیر ہی خیر ہے اور یہ (خوبی) ایمان والوں کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اس کو خوشی ملے تو اس پر شکر ادا کرتا ہے تو یہ اس کے لیے باعث خیر ہے اور اگر اسے مصیبت (پریشانی وغیرہ) آئے تو اس پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے باعث خیر ہے۔

4: عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ

جامع الترمذی، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، الرقم:2322

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا لوگوں میں سے سب سے زیادہ پریشانیاں کس پر آتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ انبیاء پر پھر ان کے بعد جو انبیاء کے جتنا قریب ہوتا ہے اس پر۔ انسان پر اس کے دین کے مطابق آزمائش آتی ہے اگر وہ دین میں مضبوط ہے تو اس پر آزمائش بھی اس قدر سخت آتی ہے اور اگر وہ دین کے اعتبار سے کمزور ہے تو اس پر آزمائش اسی حساب سے آتی ہے۔ انسان پر آزمائشیں آتی رہتی ہیں یہاں تک کہ ایسا وقت آجاتا ہے کہ وہ زمین پر چلتا ہے لیکن اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

5: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ فِي مَالِهِ أَوْ جَسَدِهِ فَكَتَمَهَا فَلَمْ يَشْكُهَا إِلَى النَّاسِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، باب عطاء عن ابن عباس، الرقم: 11438

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو مال و جان کے ساتھ مصیبت میں مبتلاء کیا جائے اور وہ اس کو چھپائے لوگوں میں اس کا تذکرہ نہ کرتا پھرے تو اللہ تعالیٰ (اپنے فضل سے) اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں کہ اس کی بخشش فرمائیں گے۔

ان کے علاوہ اس مضمون سے متعلق بکثرت احادیث موجود ہیں۔ جن میں صبر کی ترغیب تلقین اور فوائد و ثمرات مذکور ہیں۔ خلاصہ یہ کہ

❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کو خیر قرار دیتے ہیں۔
❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کو ضیاء یعنی روشنی قرار دیتے ہیں۔
❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کو "گناہوں کی معافی" کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔
❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "باعث مغفرت" قرار دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت والی زندگی نصیب فرمائے اپنی نعمتیں عطا فرمائے۔ ہم میں سے جس پر بھی آزمائش آئی ہوئی ہے اپنے کرم سے جلد اسے ختم فرمائے کیونکہ ہم آزمائشوں کے بالکل قابل نہیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، کراچی

جمعرات، 19 اکتوبر، 2017ء

ماہ صفر اور جاہلانہ رسومات

اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ پسندیدہ دین اسلام میں ہر طرح کی جامعیت، کاملیت اور ہمہ گیریت ہے کہ یہ وقت اور علاقوں کی قیود میں مقید نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو محض منطقی فلسفے کی بنیاد پر کتابوں تک محدود نہیں بلکہ عملی زندگی کے ہر گوشہ کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔

ادیان عالم میں اسلام کی نمایاں خوبی اعتدال ہے یہ افراط اور تفریط سے پاک ہے۔ اپنی کاملیت اور جامعیت کی بنیاد پر اس میں الحاد و بدعات، رسوم و رواج اور خرافات کی قطعاً گنجائش نہیں یہ اپنے ماننے والوں کو ایسی تعلیم دیتا ہے جو دنیا و آخرت کی کامیابیوں کے حصول کی اکیلی ضامن ہے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو فرسودہ خیالات، جاہلانہ رسومات، متعصبانہ نظریات اور باطلانہ معتقدات، ملحدانہ افکار اور مبتدعانہ اعمال سے بچنے کی صرف ترہیب ہی نہیں بلکہ سختی سے روکتا ہے اور ایسے تمام امور کو ناجائز قرار دیتا ہے جن کی بنیاد کسی غلط سوچ، بے بنیاد فکر اور نظریہ پر قائم ہو۔

ان بے بنیاد افکار و نظریات میں سے ایک ماہ صفر المظفر کو منحوس سمجھنا بھی ہے، صفر الخیر کا مبارک مہینہ شروع ہے، دیگر مہینوں کی طرح یہ بھی ایک مہینہ ہے لیکن جہالت اور دین دوری کی وجہ سے اس کو توہم پرستی کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔ جبکہ شریعت اسلامیہ نے اس کی سختی کے ساتھ تردید کی ہے کہ اس کو منحوس تصور کرنے کر غلط نظریہ قرار دیا گیا ہے۔

تاریخ اسلامی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل از اسلام اس مہینے کو لوگ منحوس سمجھتے تھے اور بہت سارے معاشرتی طور پر اچھے کاموں سے رکے رہتے

تھے اور انتظار کرتے تھے کہ صفر کا مہینے گزر جائے تب ان کاموں کو پورا کریں گے۔ یہ بات قابل تعجب نہیں کیونکہ قرآن اس زمانے کو جاہلیت کا زمانہ قرار دیتا ہے۔ محل تعجب تو یہ ہے کہ آج کی زمانے میں جب تعلیم عام ہو چکی ہے، شعور و آگہی ہر سو پھیل چکی ہے، بالخصوص دین اسلام کی تعلیمات ہر کچے پکے گھر میں داخل ہو چکی ہیں۔ ایسے زمانے میں بھی ایک بہت بڑا طبقہ جو بظاہر پڑھا لکھا، باشعور اور دیندار نظر آتا ہے ان میں بھی بدعقیدگی کے جرثومے تاحال ختم نہیں ہوئے۔

بہت دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ شریعت جن اوہام و توہمات، افکار و نظریات اور فرسودہ معتقدات سے بچنے کا حکم دیتا ہے آج انہی کو اپنایا جارہا ہے۔

چنانچہ بعض باتیں اس مہینے کے متعلق مشہور ہیں جو سراسر غلط بے بنیاد اور بے سروپا ہیں، ذیل میں ان کی نشاندہی کی جاتی ہے:

1. اس مہینے میں نحوست نازل ہوتی ہے۔
2. اس مہینے میں آفات نازل ہوتی ہیں۔
3. اس مہینے میں حادثات نازل ہوتے ہیں
4. اس مہینے میں بیماریاں اترتی ہیں۔
5. اس مہینے میں نئے شادی شدہ جوڑے کو حقوق زوجیت سے روکا جاتا ہے کہ یہ منحوس مہینہ ہے۔
6. اس مہینے میں مخصوص طریقے کی مروجہ قرآنی خوانی ضرور کرانی چاہیے۔
7. اس مہینے میں آٹے کی 365 گولیاں بنا کر پانی کے تالاب وغیرہ میں ڈالنا۔
8. اس مہینے میں 311 مرتبہ سورۃ مزمل پڑھنا۔

نوٹ: اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم پڑھنا باعث برکت ہے لیکن اس کے لیے بعض دنوں کو متعین کر کے اسے لازمی سمجھنا اور دین کا جز قرار دینا یہ ہرگز

درست نہیں۔ قرآن پڑھیں سارا سال پڑھیں کوئی منع نہیں کرتا لیکن اپنی طرف سے ایام اور اوقات کی تعیین کو دین سمجھ کر ضروری قرار دینا سراسر غلط ہے۔

9. اس مہینے میں لولے لنگڑے اور اندھے جنات اترتے ہیں۔
10. اس مہینے میں چنے ابال کر تقسیم کرنا ضروری ہے۔
11. اس مہینے میں چوری بنا کر تقسیم کرنا ضروری ہے۔
12. اس مہینے میں مزاج میں شدت اور تیزی آجاتی ہے۔
13. اس مہینے میں پہلے 13 دن انتہائی بھاری ہوتے ہیں۔
14. اس مہینے میں گھریلو لڑائی جھگڑے ضرور ہوتے ہیں۔
15. اس مہینے میں صندوقوں اور پیٹیوں کو ڈنڈوں سے خوب پیٹا جائے تاکہ جنات بھاگ جائیں۔
16. اس مہینے میں مٹی کے برتن توڑ دینے چاہییں۔
17. اس مہینے میں کاروبار میں خسارہ آتا ہے۔
18. اس مہینے میں آخری بدھ کے روز عید منائی جائے۔
19. اس مہینے میں نکاح نہیں کرنا چاہیے۔
20. اس مہینے میں شادی و بیاہ اور خوشی کی تقریبات نہیں کرنی چاہییں۔
21. اس مہینے میں بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آخری بدھ کو آسمان سے تین لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں ان سے بچنے کے لئے مخصوص قسم کی چار رکعت نماز نفل ادا کی جاتی ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ، سترہ مرتبہ سورہ کوثر، پندرہ مرتبہ سورہ اخلاص اور ایک ایک مرتبہ معوذ تین پڑھی جاتی ہے۔ پھر سلام پھیر کر مخصوص دعا کی جاتی ہے، اس میں تین سو ساٹھ مرتبہ اللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لایعلمون پڑھا جاتا

ہے اور سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین کے ذریعہ دعا ختم کی جاتی ہے۔ اس کے بعد فقراء و مساکین میں مختلف قسم کے کھانے تقسیم کیے جاتے ہیں۔

22. اس مہینے میں بعض علاقوں کے لوگ آخری ایام میں مغرب وعشاء کے درمیان مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور ایک ایسے کاتب کے پاس حلقہ بنا کر بیٹھتے ہیں جو انہیں کاغذ پر سات آیات لکھ کر دیتا ہے، وہ آیات درج ذیل ہیں:

1: سلامٌ قولاً من رب رحیم

2: سلامٌ علی نوحٍ فی العالمین

3: سلامٌ علی إبراهیم

4: سلامٌ علی موسی وهارون

5: سلامٌ علی المرسلین

6: سلامٌ علیکم طبتم فادخلوها خالدین

7: سلامٌ هی حتی مطلع الفجر

اس کے بعد یہ اسے پانی کے برتن میں ڈالتے ہیں اور پھر اسے اس اعتقاد کے ساتھ پیتے ہیں کہ اس کے پینے سے ان کی تمام مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں، اسی طرح وہ اس پانی کو ایک دوسرے کو ہدیہ کے طور پر بھی بھیجتے ہیں۔

نوٹ: صفر کے آخری ایام میں اس خاص عمل کے میسجز بھی واٹس ایپ اور سوشل میڈیا وغیرہ پر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ قرآن وہ کتاب ہے جس کی آیات کی برکت سے بیماریاں دور ہو جاتی ہیں لیکن ان کو خاص طریقوں سے مخصوص کرنا اور کسی خاص مہینے میں ہی اس کی برکت کا قائل ہونا یہ سراسر غلط بات ہے۔

اب صفر سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان مبارک

ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ...لَا صَفَرَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صفر (منحوس) نہیں ہے۔

صحیح البخاری، باب لا ھامۃ ولا صفر، الرقم: 5757

یاد رکھیں! اسلام میں نحوست اور اس طرح کے توہمات کی کوئی گنجائش نہیں، عبادات کو عام معمول کے مطابق ادا کیا جائے، کوئی بھی نیک اور خیر کا کام مثلاً قرآن کریم کی تلاوت اور صدقہ و خیرات کو مخصوص طریقوں خاص نہ کریں، اور شریعت میں جائز امور مثلاً کاروبار، نکاح، شادی بیاہ، سفر کرنا وغیرہ کو اس مہینے یا کسی بھی دن اور مہینے کی نحوست کی وجہ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

اپنے معاشرے میں پھیلتی بدعقیدگی کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں، اسی طرح اس مہینے میں کی جانے والی بدعات اور خرافات سے اپنی اور اپنی آنے والے نسل کی حفاظت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مسلم معاشرے کو توہم پرستی اور جاہلانہ نظریات سے محفوظ رکھے اور اسلام کی واضح تعلیمات کو اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 26 اکتوبر، 2017ء

دورہ تربیۃ العلماء

اللہ تعالی کے نازل کردہ دین اسلام کے داعی، مبلغ اور محافظ آج کے دور میں اہل حق علماء کرام ہیں۔ عالم اسباب میں دین اسلام کے تمام شعبے انہی کے وجود سے وابستہ ہیں۔عقائد و نظریات، افکار، عبادات، تہذیب، معیشت، معاشرت، معاملات، قیام امن، تعلیم و تعلم، اخلاق و کردار کی پاکیزگی، حسن معاملات، اخوت و محبت، رواداری، امانت و دیانت، تقویٰ و پرہیز گاری، عزت و عظمت، خلوص و صداقت، جان نثاری و غم گساری، ایثار و ہمدردی اور احترام انسانیت کو دلائل شریعت کی روشنی میں علماء کرام ہی صحیح طور پر جانتے ہیں۔یوں سمجھیے کہ انسانی معاشرہ ایک جسم کی مانند ہے اور اس میں علماء کرام کا طبقہ دل کی طرح ہے، اگر یہ صحیح کام کرتا رہے تو سارا جسم درست رہے گا اور اگر اس میں بگاڑ آجائے تو باقی جسم زیادہ دیر باقی نہیں رہ پاتا۔

ہمارا معاشرہ ایک ایسی کشتی میں سوار ہے جو مصائب آلود بھنور میں بری طرح پھنس چکی ہے اور ہر طرف سے کفر و شرک، الحاد و بدعات، رسومات و خرافات، گمراہی، جہالت، غیروں کی غلامی میں جکڑی آزاد خیالی، ہلاکت آفرینی، تباہی و بربادی، قتل و غارت، لڑائی جھگڑے، انفرادی و اجتماعی ناچاقیاں، باہمی دوریاں، نفرتیں، پستی اخلاق، تنزلی کردار اور عدم استحکام کی منہ زور لہریں اس کو ڈبونے کے لیے منہ کھولی کھڑی ہیں۔

ان سب کے باوجود بحیثیت مجموعی پھر بھی معاشرہ غرق نہیں ہو رہا تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کشتی ران (ملاح) علماء ہیں، جب تک یہ چپو چلاتے رہیں گے تب تک معاشرہ ہر طرح کے خطرات سے محفوظ رہے گا اور اگر انہوں نے سستی اور غفلت سے کام لیا، کشتی اسلام کے پیندے میں کسی کو سوراخ کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی تو

وہ وقت دور نہیں جب پوری کشتی ساحل پر لگنے کے بجائے بیچ دریا غرق ہو جائے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالْمُدْهِنِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ فِي الْبَحْرِ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا يَصْعَدُونَ فَيَسْتَقُونَ الْمَاءَ فَيَصُبُّونَ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا فَقَالَ الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا لَا نَدَعُكُمْ تَصْعَدُونَ فَتُؤْذُونَنَا فَقَالَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا فَإِنَّا نَنْقُبُهَا مِنْ أَسْفَلِهَا فَنَسْتَقِي فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ فَمَنَعُوهُمْ نَجَوْا جَمِيعًا وَإِنْ تَرَكُوهُمْ غَرِقُوا جَمِيعًا۔

جامع الترمذی، باب منہ، الرقم:2173

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے مقرر کردہ حدود پر قائم رہنے والے (یعنی اس کے احکام کی پابندی کرنے والے) اور اس کی مخالفت کرنے والوں کی مثال اس قوم کی طرح ہے، جو قرعہ اندازی کے ذریعہ ایک کشتی میں سوار ہوئی، بعض لوگوں کو کشتی کے اوپر والے حصے میں جگہ ملی جبکہ کچھ لوگوں کو نچلے حصہ میں، نچلے طبقہ والے اوپر چڑھ کر پانی لیتے تھے تو ان اوپر والوں پر پانی گر جاتا تھا، اس وجہ سے کشتی کے اوپر والے حصے کے لوگوں نے کہا: ہم تمہیں تکلیف پہنچانے کے لیے اوپر نہیں چڑھنے دیں گے۔ تو نچلے حصہ والوں نے کہا: ہم کشتی کے نیچے سوراخ کرلیں گے وہاں سے پانی لے لیں گے، اب اگر اوپر کے حصہ والے ان کے ہاتھ پکڑ کر روکیں گے تو سب بچ جائیں گے اور اگر انہیں ایسا نہیں کریں گے تو تمام کے تمام ڈوب کر ہلاک ہو جائیں گے۔

عوام کی ذمہ داری فقط اتنی ہوتی ہے کہ وہ اسلامی احکامات کو سیکھے اور اس پر عمل کرے۔ جبکہ علماء کی ذمہ داری اس سے سوا ہوتی ہے، انہوں نے دین سیکھنا بھی

ہے، سکھانا بھی ہے، خود عمل بھی کرنا ہے اور دوسروں کو ترغیب و ترہیب کے ساتھ عمل پیرا بھی کرنا ہے، اس کو دوسروں تک پہنچانا بھی ہے، پھیلانا بھی ہے اس کے ساتھ ساتھ فرقہ بازوں، فتنہ گروں اور گمراہ گروں سے اسے بچانا بھی ہے۔

اپنی ہمہ جہت ذمہ داریوں کو احسن انداز میں نبھانے کے لیے اس طرح کی مجلس مذاکرہ کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے جس میں درج ذیل انفرادی خصوصیات موجود ہوں۔

1. علماء کرام کو اپنے اپنے دائرہ کار کی حساسیت کا احساس ہو۔
2. دعوت و حفاظت دین کا طریقہ اور اسلوب معلوم ہو۔
3. دین اسلام کی بنیادیں کھوکھلی کرنے والے علمی و عملی فتنوں سے آگاہی ہو، محض آگاہی ہی نہیں بلکہ ایسے شر پسند عناصر کی وارداتوں سے بچنے کی تدابیر کا شعور بھی دیا جائے۔
4. انفرادی اور اجتماعی طور پر پرامن زندگی گزارنے کی ہدایات بھی اس میں موجود ہوں۔
5. علم میں رسوخ، عمل میں پختگی اور اخلاص میں مزید قوت پیدا کرنے کے شوق بارے اصول مذکور ہوں۔

اس کے لیے محراب مسجد سے لے کر مسند افتاء و قضاء تک، مصلی امامت سے معاشرے کی قیادت و سیادت تک، لوگوں کی علمی، عملی، معاشرتی، سماجی و رفاہی ضروریات سے لے کر ان کی اخلاقی، روحانی اور فکری تربیت تک۔ ہر میدان میں حکمت عملی، بیدار مغزی، معاملہ فہمی اور اپنے فریضے کی کماحقہ ادائیگی کے لیے فکری تربیت بہت ضروری ہے جبکہ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ درست بات کو درست طریقے اور درست وقت کے انتخاب کے بغیر ذکر کیا جائے تو اُس سے حاصل ہونے

والے سارے فوائد کبھی نہیں ملا کرتے۔

حق کی طرف لانا اور باطل سے بچانا، نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا، اچھے اخلاق دینا اور برے اخلاق سے ہٹانا یہ منصب نبوت ہے، تعلیم کتاب و حکمت کے ساتھ ساتھ تزکیہ و احسان کا سبق درس گاہ نبوت سے ملتا ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مبارک مشن کا جس طبقے کو وارث بناتا ہے وہ علماء کرام کا طبقہ ہے۔

اگر علماء کرام اپنے اس عظیم ترین منصب کو ہلکا یا العیاذ باللہ گھٹیا سمجھیں، یا اس کے تقاضوں کو صحیح طور پر نہ نبھائیں، یا پھر مجرمانہ تغافل سے کام لیں تو ان سے اس بارے پوچھ تاچھ ہو گی۔

آج ہم جس پستی اور انحطاط کا شکار ہیں اس کی بنیادی وجہ ہر شخص اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا نہیں کر رہا، اگر ہر شخص غیر ذمہ دارانہ رویوں کو چھوڑ کر اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس کر لے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے خلوص نیت سے لگ جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرے کو جہالت، بدامنی اور فساد سے نجات نہ ملے۔

الحمدللہ ! اللہ کریم نے ہمارے دل میں یہ فکر پیدا فرمائی، اور اس کے لیے مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کی زمین کا انتخاب کیا، دورہ تربیۃ العلماء کے عنوان سے علماء کو اپنے فرائض منصبی سے احسن طریقے کے ساتھ عہدہ برآء ہونے کا احساس دلانا ہے اس کے لیے فکری نشستیں جم رہی ہیں، اہم موضوعات اور عقائد پر ان کی تربیت کی حتی المقدور کوشش جاری ہے، آج اس کا تیسرا دن ہے۔

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ کی فضائیں اکابر اھل السنۃ والجماعۃ کے مسلک اور منہج سے معمور ہیں، دور حاضر میں علمی کام کرنے کے لیے پالیسی کے مطابق دور حاضر میں علمی کام کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے، علماء کرام کی بہت بڑی تعداد دور دراز سے سفر کر کے یہاں تشریف لائی ہے۔ مجھے اللہ کی ذات پر کامل یقین ہے کہ معاشرے کو

جہالت اور بدامنی، فرقہ واریت کی لپیٹ سے نکالنے کے لیے یہ پروگرام اپنے مثبت نتائج لائے گا۔ ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے کمی کوتاہی کو معاف فرمائے اور امت کے سب سے زیادہ معزز طبقہ علماء کرام میں احساس ذمہ داری کو بیدار کرنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 2 نومبر، 2017ء

عذاب کے اسباب

اللہ تعالیٰ ہمارے خالق بھی ہیں اور مالک بھی ہیں، خالق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم از خود نہیں بنے بلکہ اس ذات نے ہمیں وجود بخشا اور مالک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیں جس کام کا حکم دے اور جس بات سے رکنے کا کہے اس کی تمام باتوں کو ماننا ہمارے لیے ضروری ہے۔ دوسری بات یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ جن باتوں اور کاموں کا حکم دیتے ہیں ان میں خیر ہوتی ہے اور جن امور سے بچنے اور رکنے کا حکم دیتے ہیں ان میں شر ہوتا ہے، اگرچہ ظاہری طور پر دیکھنے کے اعتبار سے اس کے برخلاف بھی نظر آئے۔

جب تک کوئی قوم اللہ کے نازل کردہ احکامات پر چلتی رہتی ہے تب تک مجموعی طور اس پر تکالیف اور مصائب نہیں اترتیں لیکن جب اسی قوم کی اکثریت اللہ کے احکامات کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتی ہے تو خدا کی طرف سے مصائب و شدائد اس قوم کو گھیر لیتی ہیں، قرآن کریم میں سابقہ امتوں کی تباہی، بربادی اور ہلاکت کے اسباب مذکور ہیں کہ فلاں قوم نے فلاں خدائی حکم سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر فلاں عذاب نازل فرمایا۔ قرآن کریم محض قصے کہانیوں کی کتاب نہیں جس میں قصہ برائے قصہ ہو بلکہ یہ کتاب عبرت کا درس دیتی ہے، انسان کو سوچنے کی دعوت فکر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نافرمان قوموں کو ہلاک فرما دیتے ہیں، فلاں قوم نے فلاں حکم خداوندی کی خلاف ورزی کی، تو ان کو فلاں عذاب کے گھاٹ اتار دیا گیا، لہذا تم ان گناہوں سے خود کو بچانا۔

احکامات الہٰیہ پر عمل کی دعوت اور منہیات الہیہ سے رکنے کی فکر ہر نبی نے اپنی قوم کو دی ہے، خصوصاً جناب نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

امت کو اس کی بہت تلقین فرمائی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے امت کو یہی تعلیم دی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، إِلاَّ أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ، وَلاَ فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ، إِلاَّ كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ، وَلاَ نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، إِلاَّ قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ، وَلاَ حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ، إِلاَّ فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ، وَلاَ خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ، إِلاَّ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ.

موطا امام مالک، باب ماجاء فی الغلول، الرقم:1325

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: جب کسی قوم میں حرام مال عام ہو جائے، تو اللہ رب العزت ان کے دلوں میں خوف اور دہشت بٹھا دیتے ہیں، اور جب کسی قوم میں زنا (بدکاری) عام ہو جائے تو ان میں موت کی کثرت ہو جاتی ہے اور حادثاتی اموات پھیل جاتی ہیں، اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے تو ان کے رزق کو گھٹا دیا جاتا ہے اور جب کوئی قوم ظلم و ناانصافی کرنے لگے تو ان میں قتل و قتال عام ہو جاتا ہے، اور جب کوئی قوم وعدہ خلافی (عہد شکنی) کے جرم کا ارتکاب کرتی ہے تو ان پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

حدیث مبارک کو بار بار پڑھیں اور پھر ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ آج وہ کون سا جرم ہے جو ہم نہیں کر رہے ؟

مال کمانے میں حلال حرام کی تمیز اٹھ چکی ہے، جائز اور ناجائز سب کچھ چلتا ہے، سود، رشوت، ناحق غصب، لوٹ کھسوٹ، چوری چکاری، ڈکیتی اور فراڈ بازی عام ہے، ہر شخص دوسرے کو نقصان پہنچانے میں مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ ہمارے دلوں میں بزدلی، مرعوبیت، خوف اور دہشت نے ڈیرے ڈال

رکھے ہیں۔

زنا تو ہمارے معاشرے کا ایک فیشن بن چکا ہے، زانی شخص اسے اپنے لیے فخر کی بات سمجھتا ہے، دوستوں میں بیٹھ کر بڑی دیدہ دلیری سے اس کا تذکرہ کرتا ہے کہ میں نے فلاں سے العیاذ باللہ زنا کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر مصیبت یہ ہے کہ سوشل میڈیا پر اس کی تشہیر کرتا ہے، ساری زندگی کے لیے اس کے خاندان کو کہیں منہ دکھانے کا نہیں چھوڑتا، اس کا مستقبل برباد کر دیتا ہے۔ کسی کی عزت کو داغدار کرنا ہی بہت بڑا جرم ہے، خدانخواستہ اگر کبھی عورت کے دل میں شیطان غلبہ پالے اور وہ باوجود پیکر عفت ہونے کے از خود اس گناہ کی دعوت دے تو شریعت کا حکم ہے اس وقت اس سے کہا جائے کہ انی اخاف اللہ۔ میں اس بارے اللہ سے ڈرتا ہوں۔ بہت صبر آزما مرحلہ ہے لیکن اس کی جزا بہت بڑی ہے چنانچہ قیامت کے دن جب سورج بہت ہی قریب ہو گا اور روز حشر کی گرمی لوگوں کو جھلسا رہی ہو گی اس وقت اللہ کریم ایسے شخص کو اپنے عرش کا سایہ فراہم کریں گے۔

زنا سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اسباب زنا چھوڑ دے، نامحرم کو دیکھنا، ملنا ملانا، میسجز کرنا، کال کرنا، میل ملاپ رکھنا، فلمیں، ڈرامے، موسیقی، گانے، غزلیں سننا اور دیکھنا۔ اپنی آنکھوں کی حفاظت کرے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اپنی پناہ میں لے لیتے ہیں اور زنا جیسی لعنت سے محفوظ فرما لیتے ہیں۔ جب تک انسان بد نظری نہیں چھوڑتا؛ زنا سے بچنا اس کے لیے بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس گناہ کی نحوست اور لازمی نتیجہ کثرت سے اموات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ باہمی لڑائیاں، بیماریاں اور قدرتی آفات پھیل جاتی ہیں اور حادثاتی طور پر مرنے کی شرح بڑھ جاتی ہے۔

حرص و ہوس ایسا مرض ہے جو انسان کو گھٹیا سے گھٹیا کام کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ شروع میں یہ ایک نفسانی خواہش ہوتی ہے پھر دھیرے دھیرے اس میں

اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے وہ اس کی زندگی کا لازمی حصہ بن جاتا ہے۔ اس کی طبیعت اور فطرت لالچ بن جاتی ہے۔ حدیث مبارک میں دراصل تاجروں کی ایک گندی خصلت کا تذکرہ ہے کہ وہ چند روپوں کی خاطر ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، خرید و فروخت کے وقت جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں، دھوکہ دہی سے کام لیتے ہیں۔ مال تو بک جاتا ہے لیکن مال کے بکنے سے پہلے انسان کا ایمان بھی بک چکا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے گھروں میں خیر باقی نہیں رہتی۔ مال کی کثرت کے باوجود اس میں برکت نظر نہیں آتی۔ اسباب تعیش کے باوجود راحت مقدر نہیں بن سکتی۔

ظلم اور ناانصافی اس وقت ہمارے پورے معاشرے کا سب سے بڑا المیہ شمار کیا جاتا ہے۔ انسان میں ظلم و انصافی کا مرض اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ طاقت اور اقتدار کے نشے میں مست ہو جاتا ہے اور خوف خدا اس کے دل سے نکل جاتا ہے۔ غلبہ و دبدبہ کا زعم اس سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے۔ مخلوق خدا کے ساتھ ناانصافی اور ظلم کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو مخالفین کے ساتھ معاملات کے نازک موقع پر بھی عدل کا حکم دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے: وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا۔

سورۃ المائدہ، رقم الآیۃ: 8

مفہوم آیت: کسی قوم سے دشمنی تمہیں عدل و انصاف کی خلاف ورزی پر مجبور نہ کرے۔ عدل کرو۔

لیکن جب ظلم پل کر جوان ہوتا ہے تو وہ معاشرے سے امن و سکون، عدل و انصاف، راحت و سرور اور خوشحالی و ترقی کو مار ڈالتا ہے۔ اس کے دست ستم سے معاشرہ زخموں سے بری طرح گھائل ہو جاتا ہے، قتل و قتال عام ہو جاتا ہے۔ بالخصوص جب کسی شخص کو فریقین کے درمیان قاضی یا جج بنایا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ انصاف

اور عدل سے کام لے، ظلم و انصافی سے گریز کرے۔ ورنہ اس کا یہ جرم صرف اس کی ذات کی حد تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کا وبال پورے معاشرے پر پڑے گا۔

آج کی دنیا انسانی تمدن و اخلاقیات کو بھلائے جا رہی ہے، ستم یہ ہے کہ بد عہد شخص خود کو چالاک شاطر اور چرب لسان سمجھ کر دل ہی دل میں خوش ہوتا ہے، اپنی بات سے پھر جانا ایک معمول سا بنتا جا رہا ہے۔ انسانی اقدار اور اخلاقی قدریں اس قدر کھوکھلی ہو چکی ہیں دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے دیندار وضع قطع والے لوگ اس زوال کو اپنا کمال سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور پوری امت مسلمہ کو عذاب کے اسباب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایسی تمام باتوں سے محفوظ فرمائے جو بندے کو عذاب کا مستحق بنا دیتی ہیں۔

آمین بجاہ سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

خانقاہ حنفیہ، راولپنڈی اسلام آباد

جمعرات، 9 نومبر، 2017ء

دینی میسجز میں احتیاط کی ضرورت

اللہ تعالیٰ سچ بولنے کا تاکید کے ساتھ حکم دیتے ہیں اور جھوٹ بولنے سے سختی کے ساتھ منع فرماتے ہیں، اسلامی تعلیمات میں جھوٹ گناہ کبیرہ ہے، لیکن دلائل شریعت میں جھوٹ کی آمیزش کر دی جائے تو پھر یہ محض کبیرہ نہیں رہتا بلکہ اکبر الکبائر (کبیرہ گناہوں میں بہت بڑا گناہ) بن جاتا ہے۔ دین اسلام کی بنیاد محکم، مضبوط، معتبر، معتمد اور مستند ہے اس میں کمزور، مشکوک، اٹکل پچو، تک بندی، اندازے اور تخمینے نہیں چلتے۔

اسلام پر ایمان اور اس کے احکامات پر عمل کا مدار قرآن کریم کے بعد احادیث مبارکہ ہیں، قرآن کریم کے الفاظ، معانی، مفہوم، تعیین، مراد اور حقیقت احادیث مبارکہ سے سمجھی جاسکتی ہے اس لیے یہاں سخت احتیاط کا حکم دیا ہے۔ علمائے امت نے احادیث کے الفاظ، معانی، مفہوم، متون، اسناد، رواۃ (نقل کرنے والے افراد)، صحت و ثقاہت، اس کی ضرورت، حجیت، حفاظت، جمع و تدوین کے ساتھ ساتھ اس کے اصول و قواعد، اقسام و اسلوب اور روایت کرنے کے آداب و شرائط کو مکمل تفصیل، خوب تحقیق اور عمدہ ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے، اس کی حفاظت کے لیے اسماء الرجال اور جرح و تعدیل جیسے علوم کو ضروری قرار دیا تاکہ اسلام کی یہ بنیاد مضبوط ہی رہے۔

چونکہ یہ اسلام کی بنیاد ہے اس لیے اس کی اشاعت، حفاظت، تعلیم و تبلیغ اور تفہیم میں علماء کرام نے بہت محنت سے کام کیا ہے، محدثین اور کتب احادیث کے مختلف طبقات مقرر کیے گئے۔ یہ معاملہ اس قدر نازک اور حساس ہے کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات یا کام کی نسبت جھوٹ کے طور پر

کر دے، یعنی بات واقعتا درست بھی ہو لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد نہ فرمائی ہو یا کام بلکہ درست اور جائز ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نہ فرمایا ہو اور کوئی شخص اپنی طرف سے اس بات یا کام کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

صحیح البخاری، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم:74

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے (میری طرف کسی کام یا کسی بات کی جھوٹی نسبت کرے) تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

نوٹ: اس مفہوم کی حدیث حضرت علی المرتضی، حضرت انس، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت سمرہ بن جندب اور دیگر بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے۔

ہاں سچی بات ضرور کہی جائے لیکن جو حدیث نہ ہو اسے زبردستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بنا کر پیش نہ کیا جائے۔ یہ طرز عمل جہنم جانے کا سبب ہے۔ آج علمی زوال اور اخلاقی انحطاط اور عملی فقدان کا زمانہ ہے، عقائد میں کمزوریاں اور توہمات دَر آئے ہیں، اعمال میں بدعات و رواج گھس آئے ہیں، اخلاق رسم محض اور اخلاص سے دل خالی ہو چکے ہیں۔

بد دینی کا اندھا مسافر لادینی کی انجانی منزل کی طرف گامزن ہے۔ ایسے میں دینی علم و عمل سے عاری اور اخلاق و اخلاص سے خالی جاہل طبقے نے اسلام کو مشق ستم بنا رکھا ہے۔

موسم کے مطابق دین کے نام پر میسجز بناتے ہیں، نہ کسی معتبر عالم دین سے اس کی رہنمائی لیتے ہیں اور نہ ہی معتبر کتب کی طرف مراجعت کرتے ہیں، بس ایک شوشہ چھوڑتے ہیں اور لاعلمی کی بنیاد پر ایک جھوٹی بات کو حدیث بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور اس کے بعد میسج بنا کر پھیلا دیتے ہیں، پھر عوام اس کو دھڑا دھڑ دین سمجھ کر آگے پھیلاتے ہیں۔ مثال کے طور ان دنوں یہ میسج چلایا جا رہا ہے:

"دو دسمبر اتوار کو ربیع الاول شروع ہونے والا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سب سے پہلے کسی کو ربیع الاول کی مبارک دی اس پر جنت واجب ہو گئی۔"

جس مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی پیدائش ہوئی یقینا وہ مہینا محترم ہے، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس مہینے کی فضیلت بیان کرنے کے لیے جھوٹی اور بے بنیاد بات کو حدیث بنا کر پیش کیا جائے۔ پھر ستم یہ ہے کہ سادہ لوح مسلمان اسے دین کا حکم سمجھ کر آگے پھیلاتے ہیں، میسج کے آخر یا شروع میں یہ بھی اضافہ کیا جاتا ہے کہ یہ میسج اور پوسٹ اتنے لوگوں کو سینڈ کریں، مسلمان ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اسے لائک اور شئیر ضرور کریں، اتنے لوگوں کو فارورڈ کریں گے تو خوشی ملے گی، اور اگر اس کو آگے نہ پھیلایا تو کوئی ناگہانی آفت اور صدمہ پیش آئے گا۔

یاد رکھیں! شریعت اسلامیہ کی یہ تعلیمات ہرگز نہیں۔ دین اسلام کو پھیلانے کا حکم محض دس بارہ افراد تک محدود نہیں، بلکہ جہاں تک انسان کی دسترس ہے وہاں تک دین کی صحیح، ثابت شدہ اور اہل اسلام میں قابل عمل بات پر خود بھی عمل کرے کسی معتبر کتب سے دین کا مسئلہ خود پڑھے دوسرے کو بھی پڑھائے، خود کسی معتبر عالم دین سے مسئلہ سیکھے دوسرے کو بھی سکھائے، اس میں قباحت نہیں لیکن نہ تو دین کی معتبر کتب کا کچھ پتہ ہو اور نہ ہی اسلام کی مقتدر شخصیات سے رہنمائی لے بلکہ

سوشل میڈیا پر چلتے پھرتے جھوٹے اور غیر ثابت شدہ میسجز کو دین سمجھ کر آگے پھیلاتا رہنا انجام کے اعتبار سے خسارہ والی بات ہے۔

اسلامی مہینوں میں ربیع الاول، رمضان المبارک، محرم الحرام، صفر المظفر، رجب المرجب اور شعبان المعظم میں بے بنیاد اور جھوٹے میسجز بہت پھیلائے جاتے ہیں، اس سے بچنے کا آسان سا طریقہ یہ ہے کہ وہ میسج چند علما دین کی اس غرض سے سینڈ کریں کہ وہ اس بارے آپ کی رہنمائی فرمائیں۔

یہ درست ہے کہ بعض علماء کی تعلیمی، تدریسی، تصنیفی، تبلیغی اور تحریکی مصروفیات ہوتی ہیں ان کی علمی و عملی مشغولیت کا احترام کریں، انہیں مجبور نہ کریں، بلکہ ایسے علماء جن کے بارے اآپ کو معلوم ہو کہ وہ اس وقت اس قدر مصروف نہیں ہوں گے اور اس سے علیک سلیک بھی ہو تو ان سے فون کر کے پوچھ لیں، میل کر کے پوچھ لیں، ڈاک کے ذریعے پوچھ لیں، واٹس ایپ، فیس بک، ٹوئٹر اور سوشل میڈیا پ کے ذریعے پوچھ لیں، باجماعت نماز کے بعد، جمعہ والے دن نماز جمعہ کے بعد یا پھر کسی بھی ٹائم ان سے وقت لے کر ملیں اور سائل بن کر پوچھ لیں۔

بعض لوگوں کی یہ عادت بہت بری ہوتی ہے کہ وہ علماء پر اپنا علم باور کرانا چاہتے ہیں، یا علماء سے مقابلہ کی صورت پیدا کر لیتے ہیں۔ ایسے شخص کے بارے حدیث مبارک میں بہت سخت وعید آئی ہے۔

حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ......... أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ.

جامع الترمذی، باب ما جاء فی من یطلب بعلمہ الدنیا، الرقم:2578

ترجمہ: سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے سنا: جو شخص علم (دین) اس لیے سیکھے تاکہ اس کے ذریعے سے علماء سے جھگڑا کر سکے....... تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جہنم کی آگ میں ڈالے گا۔

اس لیے سائل بن کر سچی طلب کے ساتھ پوچھنے میں قباحت نہیں لیکن بلاوجہ ان کو تنگ کرنا قطعاً درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علماء سے پوچھ پوچھ کر دین پر چلنے اور گمراہیوں سے بچنے کی توفیق دے۔ بے بنیاد اور جھوٹے میسجز پھیلانے سے ہماری حفاظت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

جامعہ مدینۃ العلم، فیصل آباد

جمعرات، 16 نومبر، 2017ء

بلیک فرائیڈے

اللہ تعالی نے جمعۃ المبارک کو تمام دنوں پر فضیلت بخشی ہے اس بابرکت دن میں کئی اہم واقعات پیش آئے ہیں اور احادیث شریفہ کی روشنی میں اسی دن قرب قیامت بہت سارے اہم واقعات پیش آئیں گے۔ شریعت اسلامیہ میں جمعۃ المبارک کے دن کو سید الایام یعنی دنوں کا سردار کہا گیا ہے، اسے ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونے، ظاہری و باطنی پاکیزگی حاصل کرنے، احکامات اسلامیہ کو سیکھنے، گناہوں سے معافی حاصل کرنے، قبولیت دعا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود پاک بھیجنے اور روز قیامت کی یاددہانی کا دن قرار دیا گیا ہے۔

سابقہ امتوں کے لیے بعض ایام بطور خاص عبادت کے لیے مقرر تھے، مثلاً یہودیوں کے لیے ہفتہ کا دن اور عیسائیوں کے لیے اتوار کا دن، اللہ تعالی نے اہل اسلام کے لیے جمعۃ المبارک کا دن مقرر فرمایا۔ احادیث مبارکہ میں متعدد روایات اس دن کی فضیلت پر موجود ہیں، اس دن کو گزارنے کا طریقہ اس دن کے مسنون اعمال اور آداب بھی فرامین نبوی میں کثرت سے ملتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دن بہت زیادہ فضیلت و منقبت اور خیر و برکت والا ہے۔

جب سے اہل اسلام نے غیر مسلم اقوام کی نقالی اور مشابہت شروع کی ہے، ان کی کوڑھ مغزی کو روشن خیالی سمجھ کر اپنانے لگے ہیں، اپنی اسلامی تہذیب و تمدن اور کلچر کو ہلکا اور گھٹیا تصور کیا ہے اسی دن سے تنزلی ذلت اور غلامی میں مبتلا ہے۔ دنیا بھر کے غیر مسلم بالخصوص یہود و نصاریٰ نے اسلامی تعلیمات، عبادات، شعائر، تہذیب و تمدن اور کلچر کو تختہ مشق بنالیا ہے، آئے دن کوئی نیا شوشہ چھوڑتے ہیں اور اسلامی احکامات کا تماشہ بناتے ہیں، اسی سلسلے کی ایک کڑی نومبر کے آخری جمعۃ المبارک کو

بلیک فرائیڈے کے طور پر مناتے ہیں، اس کی حقیقت کیا ہے؟ مختصراً ملاحظہ فرمائیں:

نومبر کے آخری جمعرات میں یوم شکر انہ (امریکہ کا ایک قومی تہوار) منانے کے بعد نومبر کے آخری جمعہ کو امریکہ و بعض مغربی ممالک میں بلیک ڈے (Black Day) کے نام سے منایا جاتا ہے۔ مغربی ممالک میں ہر سال نومبر کے آخری جمعہ میں شاپنگ سینٹرز کی طرف سے رعایتی پیکج دیے جاتے ہیں۔

عیسائی لوگ اِس دن سے اپنے مذہبی تہوار ''کرسمس'' کے لیے شاپنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ امریکا میں 2005ء سے یہ دن خریداری کے اعتبار سے سال کا سب سے زیادہ مصروف دن بنتا جا رہا ہے۔ مغربی ممالک اور بالخصوص عیسائیوں کی دیکھا دیکھی اب مسلم ممالک بطور خاص پاکستان میں بھی مختلف کاروباری کمپنیاں اس دن کو بلیک فرائیڈے کے طور پر منانے کی تیاری کر رہی ہیں، آن لائن شاپنگ سینٹرز میں بڑے زور شور سے اس کی تشہیر جاری ہے، ستم کی بات تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ ڈسکاؤنٹ (رعایت) کے نام پر کیا جا رہا ہے۔

حیرت اور تعجب کی بات یہ ہے کہ پاکستانی کاروباری کمپنیاں یہ خصوصی آفر رمضان المبارک، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر کیوں نہیں دیتی، اسلامی تہواروں میں مہنگائی کا ایک طوفان ہوتا ہے جو غریب اور متوسط طبقے کی خوشیاں بہا کے لے جاتا ہے۔ دوسری اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ امریکہ میں نومبر کی آخری جمعرات ان کا قومی تہوار یوم شکرانہ منایا جاتا ہے جمعرات سے لے کر اتوار تک چار دن چھٹی ہوتی ہے، وہاں کے عوام شاپنگ سینٹرز کا رخ کرتے ہیں، ان دنوں مارکیٹس میں بہت رش ہوتا ہے۔ جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور اتوار بازاروں میں خوب گھما گھمی ہوتی ہے، جمعرات، ہفتہ اور اتوار کو بلیک ڈے کے طور پر کیوں نہیں منایا جاتا؟ حالانکہ جو وجہ جمعہ کے بلیک ڈے ہونے کی بتائی جاتی ہے وہ وجہ باقی دنوں جمعرات، ہفتہ اور اتوار

میں بھی پائی جاتی ہے۔ صرف جمعۃ المبارک کو ہی بلیک ڈے کیوں قرار دیا جاتا ہے؟

چونکہ ہفتہ یہودیوں کا مقدس دن ہے اور اتوار عیسائیوں کا۔ اس لیے اسے کوئی بلیک کہنے کے لیے تیار نہیں، صرف اہل اسلام کے مقدس دن کے تقدس کو پامال کرنے کے لیے اسے بلیک قرار دیا جانا، گوروں کی عصبیت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

دنیا بھر کے اہل اسلام کو چاہیے کہ کفار کی اس سوچی سمجھی منظم سازش کو عملاً ناکام بنانے میں اپنا کردار ادا کریں، بطور خاص اسلامی ممالک کا میڈیا اہل اسلام کی رائے عامہ کو ہموار کرنے اور شعائر اسلامیہ کے تقدس کو باقی رکھنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔ مسلمان تاجروں سے گزارش ہے کہ وہ بھی یہود و نصاریٰ کے اس منصوبے کو ناکام بنائیں۔ کفار جتنے فیصد تک رعایت کا جھانسہ دیں تو مسلمان تاجر برادری اس کے بڑھ کر رعایت کرنے کی فراخ دلی کا ثبوت دیں۔ ہر مسلمان یہ اقرار کرتا ہے کہ میری روح میرا بدن اور میرا مال و دولت ہر چیز اللہ کے لیے ہے۔

اللہ تعالی ہمیں اسلامی شعائر کی قدر و منزلت جاننے اور انہیں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلم اقوام کے اس طرح کے منصوبوں سے تمام اہل اسلام کی حفاظت فرمائے۔ آخر میں علمائے کرام سے دردمندانہ گزارش ہے کہ جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں اس مبارک دن کے فضائل، مناقب، اس کے گزارنے کا مسنون طریقہ عوام کو بتلائیں۔ اللہ کریم عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 23 نومبر، 2017ء

اطاعتِ رسول

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام (قرآن کریم) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا حقیقی مقصد آپ کی تعلیمات پر دل و جان سے عمل کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات واجب الاطاعت ہے، اسی اطاعت رسول میں دنیوی و اخروی نجات مضمر ہے، اسی میں خدائے لم یزل کی رضا موجود ہے اور اسی پر انعام الٰہی کا وعدہ ہے۔

رسول چونکہ وحی الٰہی کا پیغامبر ہوتا ہے، اس کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت شمار ہوتی ہے: مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 80

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی۔

خود اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

سورۃ الحشر، رقم الآیۃ: 7

ترجمہ: جس چیز کا میرا رسول تمہیں حکم دے وہ کام کرو اور جن باتوں سے روکے ان سے باز آجاؤ۔

یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے بے انتہاء محبت ہے، بے پناہ شفقت ہے، بلکہ محبت و شفقت کے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قلبی کیفیات کو بیان کرنے سے قاصر ہیں اس لیے قرآن کریم نے اس کو حریص علیکم سے تعبیر کیا ہے، تو جو ذات بے انتہاء اور بے پایاں شفقت و محبت کرتی ہو ہمارے انجام سے بخوبی واقف ہو، بالخصوص جب کہ اس کی واقفیت وحی الٰہی اور مشاہدہ کی صورت میں ہو، تو وہ ذات لازمی طور پر اس قابل ہے کہ اس کی کامل اطاعت کی جائے۔

اور یہ اطاعت پیدا ہوتی ہے محبت کی انتہاء سے، جس قدر محبت میں کمال آتا جاتا ہے اسی قدر جذبہ اطاعت باکمال اور لازوال ہوتا چلا جاتا ہے اور اس محبت کو پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے جو ہمیں حقیقت کے قریب کرے، رسول کی اطاعت پر ابھارے، اللہ کی فرمانبرداری پر برانگیختہ کرے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ محبت کرنے کی جتنی وجوہات ہو سکتی ہیں وہ ساری کی ساری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں:

پہلی وجہ کمال: اگر محبت کی وجہ کسی ذات کا باکمال ہونا ہے تو تمام کمالات میں مکمل کامل اور اکمل ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، عزت و عظمت، فضیلت ومنقبت، شرف ومقام اور مرتبہ وکمال یہ سب کچھ اس باکمال ذات کا صدقہ ہے جن کی وجہ سے ان اوصاف کے حقائق سے دنیا واقف ہوئی ہے۔ عقل کامل، سوچ کامل، تدبر کامل، فکر کامل، شکر کامل، عبدیت کامل، انسانیت کامل، حیا کامل، سخا کامل، شجاعت کامل، وجاہت کامل، تمام اوصاف کامل۔ اسی کاملیت پر نگاہ دوڑاتے ہوئے قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دوچار

دوسری وجہ احسان: اگر محبت کی وجہ کسی ذات کا محسن ہونا ہے تو محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف مسلمانوں پر ہی نہیں تمام انسانوں پر بلکہ ساری مخلوقات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان عظیم ہے۔ احسان کا یہ سلسلہ عالم ارواح سے عالم آخرت تک پھیلا ہوا ہے۔

عالَم ارواح میں جب اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو ایک جگہ جمع فرما کر یہ سوال کیا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے روح محمد صلی اللہ

علیہ وسلم نے جواب عنایت فرمایا: بَلٰی۔ کیوں نہیں آپ ہی ہمارے رب ہیں، آپ کا جواب سن کر تمام انبیاء کرام کی ارواح نے جواب دیا پھر درجہ بدرجہ تمام ارواح نے بَلٰی کا اقرار کیا۔

عالم دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا نہ ختم ہونے والا طویل سلسلہ ہے، انسان کی تخلیق سے لے کر انسانیت کی معراج تک سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم قدم سے ہے، وجہ تخلیق کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

عالم آخرت چونکہ سب سے بڑا عالَم ہے اس لیے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان بھی سب سے بڑا ہو گا، آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ حساب وکتاب شروع فرمائیں گے، اتنا ہولناک وقت ہو گا انبیاء کرام علیہم السلام تک نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لبوں پر یارب امتی یارب امتی کی صدا ہو گی، خدا تعالیٰ کے جلال کو جمال میں بدلنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت طویل سجدہ فرمائیں گے، بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی: اے محمد اپنا سر مبارک اٹھایئے، مانگیے آپ کو عطا کیا جائے گا، گناہ گاروں کی سفارش کیجیے آپ کی سفارش کو قبول کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ میدان حشر میں جہاں کہیں (میزان، پل صراط وغیرہ پر) اپنی امت کو مشکل میں دیکھیں گے وہاں آکر اللہ تعالیٰ سے شفاعت کی درخواست کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سفارش کو قبول فرما کر اس امت کے گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرما کر جنت عطا فرمائیں گے۔

اتنے بڑے محسن کا حق بنتا ہے کہ آپ کی کامل اطاعت کی جائے، تاکہ ہم آپ کی شفاعت کے حقدار بن جائیں۔

تیسری وجہ جمال: اگر محبت کی وجہ کسی کا خوب صورت ہونا ہے، حسین وجمیل ہونا

ہے، تو کائنات میں سب سے زیادہ حسین و جمیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے، آپ پیکر حسن و جمال، مجسم حسن و جمال، منبع حسن و جمال اور مرکز حسن و جمال ہیں۔ آپ ہی کے جلووں سے کائنات کا حسن اپنی روشنیاں بکھیر رہا ہے، آپ کی تابانیاں اور رعنائیاں ہر سو پھیل رہی ہیں، زمین و زمن، ارض و فلک، شمس و قمر اور شام و سحر الغرض خدا تعالیٰ کی تمام خدائی کو آپ کے حسن و جمال نے احاطہ کر رکھا ہے۔ قرآن کریم پڑھ کر دیکھ لیجیے آپ کی ذات مبارک کس طرح حسن و جمال کی مالا میں پروئی ہوئی ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

معلوم ہوا کہ اگر وجہ محبت حسن و جمال بھی ہو تب بھی سب سے زیادہ محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنی چاہیے۔

چوتھی وجہ اخلاق: اگر محبت کی وجہ اخلاق و کردار ہے، تو پھر انك لعلیٰ خلق عظیم کے حقیقی مصداق ہی اس قابل ٹھہرتے ہیں کہ آپ سے محبت کی جائے، جس کے خلق عظیم کی گواہی قرآن کریم میں خالق کائنات خود دے رہے ہیں، ایسا بااخلاق انسان دنیا کہاں سے لائے گی جس کی اخلاق حسنہ کا اعتراف اس کے دشمن بھی کریں، صادق، امین، صلح جو، ہمدرد، مونس و غمخوار اور سخی و فیاض ذات در حقیقت ذات حبیب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ الغرض وجوہ محبت کمالات ہوں یا احسانات، حسن و جمال ہو یا اخلاق و کردار ہر حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کے لیے اسوہ حسنہ ہیں۔

جب دل میں محبت رسول موجزن ہو جائے تو اطاعت کرنا کوئی مشکل نہیں رہتا۔ آج ہمیں اپنے دل میں محبت پیدا کرنے کی ضرورت ہے محبت سے ہی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اور اگر محبت کو اطاعت کے قالب میں نہ ڈھالا جائے تو دعویٰ میں

صداقت نہیں آسکتی۔

افسوس ! صد افسوس ! آج ہم اس جذبہ اطاعت سے دور ہو چکے ہیں، ہماری تنزلی آج بھی ختم ہو سکتی ہے اگر ہم بغاوت کو چھوڑ کر اطاعت کو اپنا لیں، اپنی زندگی کے ہر پہلو کو اطاعت رسول کے سانچے میں ڈھالیں، خوشی و غمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنائیں، مقصد بعثت رسالت پر غور کریں، سمجھیں، اور دل و جان سے عمل کریں۔ اطاعت کے بغیر دنیا میں ناکامی ہو گی، اگر اپنی روش کو نہ بدلا تو یہی ناکامی کل قیامت کو حسرت کا روپ دھار لے گی پھر انسان کہیں گے:

يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا۔

سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ:66

اے کاش ہم اللہ کی اطاعت کرتے اور رسول کی اطاعت کرتے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اطاعت رسول کا جذبہ عطا فرمائے، اسی جذبہ کے تقاضوں پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ مطاع ثم امین۔ صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

H.11 اسلام آباد

جمعرات، 30 نومبر 2017ء

موت کی سختی سے بچنے کا نبوی نسخہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو موت کی سختی، نزع کی تکلیف اور سکرات کی تلخی سے محفوظ فرما کر جنت میں داخل فرمائیں۔ یہ ہر مسلمان کے دل کی خواہش اور قلبی تمنا ہے اس کے لیے وہ دعائیں بھی کرتا ہے۔ محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس کا مختصر اور آسان طریقہ بتلایا ہے اگر انسان اس پر عمل کرے تو موت کی سختی سے اللہ حفاظت فرماتے ہیں اور جنت عطا فرماتے ہیں۔ سکرات، نزع، جان کنی اور سانس اکھڑنے کے وقت رحمت ایزدی اس انسان کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور وہ سختی، تلخی اور تکالیف و مصائب سے بچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید یہ کرم فرماتے ہیں کہ اسے جنت نصیب فرماتے ہیں۔

یاد رکھیں! موت وہ اٹل حقیقت ہے کہ جس کا منکر اس دنیا میں آج تک کوئی نہیں ہو سکا۔ موت کے خالق کے منکر کو بھی اس سے انکار کی گنجائش نہیں۔ جب انسان کی موت کا وقت آتا ہے تو بدن سے روح کو نکال لیا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات بطور خاص سمجھیں کہ یہ معاملہ امتی کا ہوتا ہے جبکہ نبی کا معاملہ اس سے مختلف ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت روح کو جسم سے نکال کر نہیں آئی بلکہ روح مبارک کو پورے جسم مبارک سے سمیٹ کر دل مبارک میں جمع کر دی اور چند لمحے بعد واپس پھیلا دی گئی اور اس کے بعد مسلسل حیات ہی حیات حاصل ہے۔

جب روح کو بدن سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے اس وقت تکلیف کی شدت کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے... اللہ اللہ... اس تصور سے ہی انسان کی جان نکل جاتی ہے۔ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور دوسری اس سے بھی اہم وجہ یہ ہے کہ اس وقت شیطان انسان کو ورغلانے کے سارے حربے آزماتا ہے، اس کی پوری کوشش ہوتی ہے

کہ کسی طریقے یہ اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے، حالت ایمان پر اسے موت نصیب نہ ہو، کیونکہ شیطان انسان کا کھلم کھلا اور خطرناک ترین دشمن ہے اس لیے یہ لعین پوری قوت سے حملہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔

انسان زندہ رہتا ہے شیطان اس کو صحیح عقائد سے گمراہ کرنے کی فکر میں رہتا ہے، مسنون اعمال سے غافل کرنے کی کوشش میں رہتا ہے اور عمدہ اخلاق سے ہٹانے کی تدبیر اختیار کرتا ہے۔ صحیح عقائد کی بجائے گمراہیاں، مسنون اعمال کے بجائے بدعات وخرافات اور عمدہ اخلاق کی جگہ غیر اسلامی تہذیب میں الجھائے رکھتا ہے۔

سب سے پہلے عقائد کو لے لیجیے! انسان اپنی نادانی، غفلت یا ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے شیطان کے مکر وفریب کا شکار ہو جاتا ہے۔ دنیا جہاں میں جتنے بھی غیر مسلم ہیں وہ سب پیدائشی طور پر فطرت اسلام پر تھے، لیکن ابلیس کے شیطانی ماحول اور محنت کی وجہ سے ان کے والدین نے انہیں غیر مسلم بنا دیا۔

اس کے بعد اعمال کو دیکھ لیجیے! شیطان کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کی کامیابی اطاعت رسول میں رکھی ہے، مسنون اعمال کی بدولت اسے دنیا وآخرت کی کامرانیاں نصیب ہوتی ہیں بھلا ہمارا دشمن ہمیں کامیاب وکامران ہوتے ہوئے دیکھ کر کیسے برداشت کر سکتا ہے اس لیے وہ سنت چھڑا کر بدعت اور اسلامی کلچر کی جگہ غیر اسلامی تہذیب میں پھنسا دیتا ہے۔

یہی معاملہ اخلاق وکردار کا ہے۔ عمدہ اخلاق تو ہماری اسلامی شناخت ہیں، اخلاق حسنہ کی بدولت انسان؛ انسان کہلانے کا مستحق بنتا ہے، ہمارے اخلاق برباد کرنے کے لیے شیطان اور اس کے چیلے چانٹے ہر وقت بہکانے اور ورغلانے میں مسلسل مصروف عمل رہتے ہیں، شیطان کی محنت دیکھیے گناہوں کے زہر پر تسکین قلب کا خوشنما ٹائٹل لگا کر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور ہم غٹا غٹ اسے چڑھا جاتے ہیں۔

الغرض شیطان ہمیں کافرانہ، مشرکانہ اور مرتدانہ خطوط پر چلانے کی پوری کوششیں کرتا رہتا ہے، ہمیں مسنون اعمال سے دور کرنے کی بھرپور تگ و دو میں لگا رہتا ہے اور ہماری اسلامی شناخت مٹانے اور غیر اسلامی تہذیب کا دلدادہ بنانے کے لیے اپنے حربے استعمال کرتا ہی رہتا ہے۔ لیکن جب اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلاں مسلمان کی موت کا وقت اب آپہنچا ہے، قریب المرگ ہے، غرغرہ موت، سکرات، نزع اور جان کنی کا عالم ہے تو وہ بدبخت ایمان سے ہٹانے کے لیے اس وقت ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ اب ذرا تصور کریں وہ لمحہ جب ایک طرف موت کی سختی اور دوسری طرف ابلیس کی شیطانی تدابیر۔ انسان دہری اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے، جسم مسلسل مشقت برداشت کر رہا ہوتا ہے جبکہ روح پر شیطانی وار چل رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے موت کی شدت سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

صحیح عقائد، مسنون اعمال اور عمدہ اخلاق انسان کو دنیا میں فائدہ دیتے ہیں، اللہ اور اس کا رسول راضی ہوتے ہیں، دل کا سکون حاصل ہوتا ہے، رزق حلال میں برکت ہوتی ہے۔ یہ امور موت کے وقت بھی اس کو فائدہ دیتے ہیں فرشتے اور ملک الموت موت کے وقت اس کے سرہانے بیٹھ کر پیار سے یہ کہتے رہتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ. فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا. قَالُوا: أُخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ. أُخْرُجِي حَمِيدَةً. وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ. فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ۔

سنن ابن ماجہ، باب ذکر الموت، الرقم: 4262

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب المرگ انسان کے پاس فرشتے آتے ہیں اگر وہ شخص نیک ہو تو فرشتے کہتے

ہیں: اے پاک جسم میں رہنے والی پاکیزہ روح! تو قابل تعریف ہے، تجھے اخروی راحت و آرام، بے حساب رزق اور ایسے رب کی ملاقات کی خوشخبری ہو جو رب تجھ سے ناراض نہیں ہے۔ وہ یہ جملے دہراتے رہتے ہیں کہ ایسے پکے اور نیک مسلمان کی روح جسم سے باہر آجاتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر آخرت میں بھی ان کے فوائد ملیں گے: اللہ اور اس کے رسول کی رضا ملے گی۔ ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے حوض کوثر کا جام کوثر نصیب ہو گی۔ جہنم سے بچالیا جاتا ہے، جنت اور اس کی تمام نعمتیں اس کا مقدر ٹھہریں گی۔ بلکہ جنت کی سب سے بڑی دولت ذات باری تعالیٰ کا دیدار اس کو نصیب ہو گا۔

اس کے برعکس غلط عقائد، بدعات اور غیر اسلامی تہذیب اپنانے والے کو دنیا میں نقصان، موت کے وقت بھی نقصان اور آخرت میں تو ہے ہی خسارہ ہی خسارہ۔ بالخصوص موت کے وقت فرشتہ اس کی روح کو سخت خطاب اور اس کی تکلیف کو دگنا کرنے کے لیے کہتا ہے:

وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوءُ قَالَ: اُخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ، اُخْرُجِي ذَمِيمَةً، وَأَبْشِرِي بِحَمِيمٍ وَغَسَّاقٍ، وَآخَرَ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ، فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ.

سنن ابن ماجہ، باب الذکر الموت، الرقم:4262

ترجمہ: اور اگر وہ برا آدمی ہو تو فرشتہ اسے کہتا ہے: اے خبیث جسم میں رہنے والی بدروح! تیرا برا ہو، تجھ کو سخت کھولتے ہوئے پانی، دوزخیوں کے زخموں سے نکلنے والے پیپ اور گند اور دوسرے طرح طرح کے عذاب کی غم انگیز خبر ہو۔ اس کی روح نکلنے تک اسے یہی کہا جاتا رہتا ہے۔

جسے موت کے وقت آسانی نصیب ہو گئی، اللہ کے رحم و کرم پر کامل بھروسہ

اور بھرپور یقین و اعتماد ہے کہ اس کے لیے آگے آسانیاں ہی آسانیاں ہوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت سے سختی سے بچنے اور جنت میں داخل ہونے کے لیے جو نسخہ تجویز فرمایا ہے وہ تین اوصاف کا مرکب ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیهِ سَتَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ کَنَفَهُ وَأَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ رِفْقٌ بِالضَّعِیفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَیْنِ وَإِحْسَانٌ إِلَى الْمَمْلُوكِ۔

جامع الترمذی باب منہ، الرقم:2418

ترجمہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں تین خوبیاں موجود ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کی موت کو آسان فرما دے گا اور اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ کمزور پر نرمی، والدین سے شفقت اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

رفق بالضعیف: کمزور شخص کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا۔ انسانی معاشرے میں ظالموں کا ظلم، جابروں کا جبر اور ستم گروں کے ستم کا نشانہ ہمیشہ کمزور انسان اور کمزور قوم رہی ہے۔ خواہ وہ خاندانی، مالی یا جسمانی طور پر کمزور ہو۔ اصدق الصادقین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزور شخص سے نرمی کا برتاؤ کرنے والے کے لیے موت کی سختی سے حفاظت اور جنت میں داخلے کی بشارت ذکر فرمائی ہے۔ اے کاش! ہم اس بات کو دل سے سمجھ سکیں کہ کمزور پر نرمی کرنے والا اللہ تعالیٰ کو کتنا محبوب ہے۔

شفقۃ علی الوالدین: والدین سے حسن سلوک کرنا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ والدین وہ ہستیاں ہیں جن کی محبت میں کھوٹ نہیں، انسان کی تربیت میں بنیادی کردار والدین کا ہوتا ہے، زمانے کی سرد و گرم، مصائب و آلام اور پریشانیوں کی سخت تمازت سے بچنے کے لیے سایہ والدین کے سر کا سایہ ہوتا ہے، ان کو راضی کرنے سے اللہ

راضی ہو جاتا ہے اور ان کو ناراض کرنے سے اللہ بھی ناراض ہو جاتا ہے۔ ان سے بدتمیزی، بداخلاقی، دھکے دینا، مارنا پیٹنا تو کجا ان کے سامنے اف تک کہنے کی اجازت نہیں بلکہ ان کے سامنے بچھ جانے کا حکم ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت تو والد کی فرمانبرداری کو اس کا دروازہ قرار دیا گیا ہے۔ والدین سے محبت و شفقت کا برتاؤ کرنے والوں کی یہ ادا بارگاہ ایزدی میں اتنی محبوب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو موت کی تلخی سے محفوظ فرما کر جنت میں داخل فرماتے ہیں۔

احسان الی المملوک: غلاموں، نوکروں اور ملازموں پر احسان کرنا۔ ان کے حقوق ادا کرنا، بروقت اجرت دینا، معاملات میں نرمی اختیار کرنا اور اگر ان سے غلطی و کوتاہی ہو جائے تو حتی الامکان معاف کرنا ورنہ حکمت عملی اختیار کر کے مناسب انداز میں ان کی اصلاح کرنا۔ بات بے بات گالم گلوچ، مارنا پیٹنا، طاقت سے زیادہ مشقت سے کام لینا، حق تلفی کرنا اور ظلم کرنا تو شریعت میں جانوروں کے ساتھ بھی جائز نہیں چہ جائیکہ کے اشرف المخلوقات انسان کے ساتھ ایسا رویہ روا رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہماری دنیا بہتر فرمائے، موت کی تلخی، قبر کی سختی، حشر کی شرمندگی اور جہنم کی گرمی سے حفاظت فرمائے۔ وہ اعمال کرنے کی توفیق نصیب فرمائے جن سے وہ خود راضی ہو جاتا ہے اور روضہ میں اس کے حبیب کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ آمین بجاہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 7 دسمبر 2017ء

غفلت کا علاج

اللہ تعالیٰ نے جیسے ہمیں زندگی عطا فرمائی ہے بالکل اسی طرح ہمیں موت بھی ضرور دیں گے۔ اس زندگی کے مختصر ایام اگر اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کے مطابق گزار لیے تو آخرت میں اللہ تعالیٰ مرتبہ و مقام، عزت و انعام اور اجر و ثواب سے نوازیں گے ورنہ اس ذات کی ناراضگی اور عذاب بہت سخت ہے۔ بسا اوقات انسان دنیا اور اس کی رنگینیوں میں اس قدر کھو جاتا ہے کہ آخرت کو بالکل بھول جاتا ہے۔

یہ دنیا جہاں انسان نے چند دن گزارنے ہیں یہاں کے لیے ہر وقت اور ہر طرح کی تیاری کرتا ہے، اسباب عیش و عشرت، جاہ و حشمت، حصول عزت، اچھی شہرت، مال و دولت اور رزق روزی کی تیاری میں ہر آن خود کو مصروف رکھتا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس! آخرت جہاں اس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنا ہے وہاں کی تیاری کی اس کو کچھ فکر نہیں۔

انسان بھی عجیب مخلوق ہے کہ وہ دنیا میں ذلت سے بچنے کے اسباب اختیار کرتا ہے، چند انسانوں کے سامنے اپنی ذلت کو برداشت نہیں کر سکتا لیکن آخرت میں ساری انسانیت کے سامنے ذلت کا اسے احساس نہیں ہے۔ دنیا میں کسی حاکم کے سامنے پیش ہونے سے ڈرتا ہے لیکن احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہونے کا خوف اس کے دل میں نہیں ہے۔

یہ دارِ غرور (دھوکے کا گھر، دنیا) میں مغرور ہو کر زندگی گزارنے میں مگن ہے لیکن دار سرور (خوشیوں کے گھر، جنت) میں مسرور ہونے کی لگن نہیں ہے۔ اس دار محنت (دنیا) سے دار نعمت (جنت) کی طرف سفر کی تیاری نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی

حماقت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ جس خالق سے اس نے جنت مانگنی ہے، عذاب سے نجات لینی ہے، عزت و انعام اور سرخروئی حاصل کرنی ہے یہ اسی کی کھلم کھلا نافرمانیوں میں مسلسل آگے کی طرف بڑھ رہا ہے۔

اس کی بنیادی وجہ ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی قدر و قیمت ہے آخرت کی نہیں۔ دنیا کی ظاہری، جھوٹی، وقتی، عارضی اور فانی چیزوں پر آخرت کی حقیقی، سچی، ابدی اور ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں کو قربان کر رہا ہے۔ عقل مندی کا تقاضا یہ تھا کہ معاملہ اس کے برعکس ہوتا یہ دنیا کو آخرت پر قربان کرتا۔

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوع انسانیت کو اس حماقت اور غفلت کی دلدل سے نکالنے کے لیے مختلف مواقع پر ایسی پیاری تعلیمات دی ہیں کہ اگر انسان ان پر عمل کرلے تو اس کی دنیا بھی بَن جائے اور آخرت بھی بَن جائے اور اگر وہ اس سے روگردانی اختیار کرے تو بروز محشر اس کی جان پر بَن آئے گی۔ اعاذنا اللہ

دنیا کی لذتوں میں غافل ہونے والے شخص کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے کیا تعلیم دی ہے، صرف ایک حدیث مبارک ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی ذکر الموت، الرقم:2229

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرو جو لذتوں کو مٹانے والی ہے۔

اس حدیث مبارک کی روشنی میں ہماری غفلت کا علاج موجود ہے، موت اور مرنے کے بعد کے حالات کا تصور کیجیے، روزانہ کچھ وقت نکال کر اپنا محاسبہ کریں، خصوصاً جب بستر پر سونے کے لیے لیٹیں تو آنکھیں بند کر کے یوں خیال فرمائیں۔

میری ابھی روح نکلنے والی ہے، فرشتہ روح نکالنے کے لیے آئیں گے تو جسم کے ایک ایک عضو سے روح کو کھینچیں گے، اس وقت کی تکلیف کا تصور کریں، پھر سوچیں کہ اب مجھے قبر میں اتارا جارہا ہے، خاندان والے، دوست احباب، عزیز رشتہ دار سب اپنے ہاتھوں قبر میں اتار کر اوپر سے بند کر دیں گے، قبر میں اندھیرا ہی اندھیرا، کوئی روشنی نہیں، تاریکی ظلمت کچھ دکھائی نہیں دے رہا، سوال وجواب ہوں گے، اپنے بدعملیوں کی سزا ملے گی، قبر اتنے زور سے دبائی گی کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر کی پسلیوں میں گھس جائیں گی، خوفناک شکل وصورت والے زہریلے سانپ اور بچھو ڈسیں گے، میری چیخ وپکار کو سن کر مدد کو آنے والا کوئی نہیں ہو گا، میری ہائے فریاد کا جواب دینے والا کوئی نہیں ہو گا، یہ سانپ بچھو بار بار ڈسیں گے بھاگ بھی نہیں سکوں گا، والدین، اولاد، بیوی بچے، عزیز واقارب اور دوست احباب کوئی مجھے ان سے بچانے کے لیے نہیں آئے گا، دنیامیں بسنے والے انسان اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے انہیں تو میرانام لینے کی بھی فرصت نہیں ہو گی۔

یہ صرف ایک دن یا ایک رات کا معاملہ نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے میرے ساتھ یونہی ہوتا رہے گا۔ پھر قبر بول کر کہے گی: میں تنہائی کا گھر ہوں، میں تاریکی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں، میں وحشت اور ڈر کا گھر ہوں۔ دنیا والی عزت، شہرت، دولت میرے کام نہیں آئیں گے، اگر کام آئیں گے تو وہ نیک عمل اور وہ اولاد جن کی تربیت اسلامی طرز پر کی ہو گی۔

ایک تو اپنا محاسبہ روزانہ کریں دوسرا گاہے بگاہے قبرستان جایا کریں، وہاں جاکر اپنے انجام کو سوچیں، قبروں کو دیکھ کر غور کریں کہ ان میں حسن وجمال، مال و دولت، علم وعمل اور شہرت وعزت والے پڑے ہوئے ہیں۔ خدا کی ماننے والے بھی سورہے ہیں اور خدا کہ نہ ماننے والے بھی پڑے ہوئے ہیں اتنی بے بسی ہے کہ باہر بھی

نہیں نکل سکتے۔ ان کا حسن و جمال آج خاک آلود ہو رہا ہے جو کبھی اپنی اوپر مٹی کے ذرات کو برداشت نہیں کرتے تھے آج منوں مٹی تلے دبے پڑے ہیں۔

مال و دولت والے خالی ہاتھ پڑے ہیں۔ ایک دن مجھے بھی ایسے ہی آکر لوگ دفنا جائیں گے، پھر برسوں خبر بھی نہ لیں گے، کچھ دن میرا تذکرہ ہو گا پھر تو لوگ نام لینا بھی چھوڑ دیں گے۔

یہ دو کام کرتے ہیں، پہلا روزانہ موت، قبر اور آخرت کو یاد کرتے ہیں دوسرا کبھی کبھار قبرستان جاتے رہیں اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔ دل سے غفلت دور ہونا شروع ہو جائے گی، پھر ایک وقت آئے گا کہ آپ کو ہر وقت اللہ رب العزت کی ذات کا استحضار رہنے لگے گا۔ گناہوں والی عادت سے اللہ کے فضل سے جان چھوٹ جائے گی، نیکیوں کی توفیق ملنا شروع ہو گی، دل کا اطمینان حاصل ہو گا۔ اللہ کریم ہمیں غفلت والی زندگی سے بچائے اور موت سے پہلے وہ کام کرنے کی توفیق دے جو موت کے بعد کام آئیں گے۔ آمین بجاہ سید النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ چشتیہ، مظاہر العلوم شاہ عالم سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 14 دسمبر 2017ء

خاتمہ بالایمان

اللہ تعالیٰ جس کو ایمان کی سلامتی والی موت نصیب فرمادیں اس سے بڑا خوش قسمت بھلا اور کون ہو سکتا ہے!! بسا اوقات انسان ساری زندگی جنت کے قریب کرنے والے اعمال کرتا رہتا ہے لیکن ان میں ریاکاری، دکھلاوا اور خود نمائی کا زہر بھی خود ملاتا رہتا ہے جس کی وجہ سے اخلاص، رضاء الٰہی اور خدا کی خوشنودی ختم ہو جاتی ہے۔ اب خدائے لم یزل کا قانون عدل یہ ہے کہ جو جیسا کام کرے اس کا صلہ اس کو ویسا ہی ملے اس لیے کبھی گناہوں کا زہر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی کا اختتام بہت برا ہوتا ہے۔ اعاذنا اللہ

کبھی خدا کا دریائے کرم یوں موج مارتا ہے کہ نالائق اور عذاب کے مستحق کا بیڑا پار لگ جاتا ہے۔ وہ ساری زندگی نافرمانی میں مبتلا رہتا ہے ایسے اعمال کرتا ہے جو اسے جہنم کے کنارے پر لا کھڑا کرتے ہیں لیکن یکایک وہ کریم ذات اس کو حسن خاتمہ کی دولت عطا کر دیتی ہے۔ اعطانا اللہ

اس لیے ہم سب کو ہر وقت حسن خاتمہ کی فکر کرتے رہنا چاہیے، اس کے کرم کو مانگتے ہی رہنا چاہیے، اس کے کرم کو اپنی طرف متوجہ کرنے والے چند اعمال کا تذکرہ ہم ذیل میں کرنے لگے ہیں جن کو کرتے رہنے سے انسان شقاوت و بدبختی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور خاتمہ بالایمان کی دولت سے مالامال ہو جاتا ہے۔

1: نعمت ایمان پر شکر: اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس ذات نے ہمیں گھر بیٹھے اسلام کی دولت نصیب فرمائی، ایمان نصیب فرمایا، اس کی قدر دنیا میں صحیح معنوں میں معلوم نہیں ہو سکتی آخرت میں جب کفار کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور بعض بدعمل اہل ایمان کو بھی جہنم میں ڈالا جائے گا کچھ عرصے

بعد کفار اُن اہل ایمان کو طعنہ دیں گے کہ ہم کافر ہو کر جہنم میں اور تم مسلمان ہو کر بھی جہنم میں ہمارے کفر نے ہمیں نقصان پہنچایا تو تمہارے ایمان نے تمہیں کون سے فائدہ دیا؟ جیسے ہم ویسے ہی تم۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم دیں گے کہ تم جہنم سے تمام اہل ایمان کو نکال کر جنت میں داخل کر دو، چنانچہ ملائکہ جہنم میں اتریں گے ان پر جہنم کی آگ ایسے ہی بے اثر ہو جائے گی جیسے دنیا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو گئی تھی، ملائکہ بد عمل اہل ایمان کو جہنم سے نکال کر جنت میں پہنچائیں گے جب کفار یہ منظر دیکھیں گے کہ صرف کلمہ اسلام کی وجہ سے اہل ایمان کو ہمیشہ کے لیے جہنم سے نجات اور جنت میں خلود (دوام اور ہمیشگی) نصیب ہو رہی ہے تو وہ بے ساختہ ہو کر یہ حسرت کریں گے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: **رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ**

سورۃ الحجر، رقم الآیۃ:2

ترجمہ: اس وقت کافر لوگ یہ خواہش کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

اس لیے اسلام والی نعمت اور ایمان والی حالت پر اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا شکر ادا کرنے میں یہ تاثیر رکھی ہے کہ اس سے نعمت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے، نعمت ایمان پر شکر کرنے کا انجام یہ ہوتا ہے کہ ایمان والی موت نصیب ہوتی ہے۔

2: کثرت ذکر اللہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر میں ایسی تاثیر رکھی ہے کہ جو شخص اس کو تسلسل کے ساتھ کثرت سے کرتا رہے تو ایسا شخص خاتمہ بالایمان کی سرفرازی پا لیتا ہے۔ کثرت ذکر اللہ کے لیے صحبت اھل اللہ ضروری ہے، اولیاء اللہ کی مجالس میں اصلاح عقائد و اعمال کی غرض سے طلب علم کی نیت سے شریک ہوتے رہنا چاہیے۔ اس بابرکت عبادت کی مبارک عادت میں موت کے وقت انسان کے حسن خاتمہ کی

ضمانت ہے۔ کثرت سے ذکر اللہ کرنے والے کو اللہ کریم آخر وقت میں کلمہ طیبہ نصیب فرماتے ہیں۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

سنن ابی داؤد، باب فی التلقین، الرقم:3118

ترجمہ: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کلمہ پڑھتے ہوئے فوت ہوا تو جنت میں داخل ہو گا۔

3: دعاؤں کا اہتمام: خاتمہ بالایمان اللہ کریم کی بہت بڑی نعمت ہے اسی پر اخروی زندگی کی کامیابی کا مدار ہے، لہٰذا اس نعمت کے حصول کے لیے اللہ تعالی سے خوب دعائیں مانگنی چاہییں۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں ایسی دعائیں مذکور ہیں ان میں سے صرف تین دعائیں ذکر کی جاتی ہیں۔ جن کو اہتمام سے مانگنے پر اللہ خاتمہ بالایمان نصیب فرمائیں گے:

1: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:201

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ (جہنم) کے عذاب سے بچا۔

2: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ:8

ترجمہ: اے ہمارے رب! آپ نے جو ہمیں ہدایت نصیب فرمائی ہے (اسی پر برقرار رکھیے گا) اس کے بعد ہمارے دلوں میں ٹیڑھ نہ پیدا ہونے دینا۔

3: أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ

سورۃ یوسف، رقم الآیۃ: 101

ترجمہ: (اے اللہ) آپ ہی دنیا اور آخرت میں میری حفاظت فرمانے والے ہیں۔ مجھے اس حالت میں موت نصیب فرمانا کہ میں فرماں بردار ہوں اور (حشر میں) نیک لوگوں کے ساتھ جمع فرمانا۔

نوٹ: اس بات کی کوشش کریں کہ عربی میں دعائیں یاد کریں اور مانگیں۔ تاہم اگر عربی میں یاد کرنا کسی بھی وجہ سے دشوار ہو تو اپنی اپنی زبان میں اللہ سے حسن خاتمہ کی دعائیں مانگیں۔

4: اللہ سے حسن ظن رکھنا: اللہ تعالیٰ سے خیر، مغفرت، ثواب اور انعام کی امید رکھیں۔ انسان میں یہ کیفیت اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک وہ گناہوں میں مبتلا رہتا ہے، پہلا کام یہ کرنا ہے کہ گناہ اور گناہوں والی جگہیں چھوڑ دیں، دوسرا کام سابقہ گناہوں پر صدق دل کے ساتھ توبہ کریں، اس کے بعد استغفار کریں۔ تیسرا کام آئندہ اس گناہ کو چھوڑنے کا پکا ارادہ کریں۔

اس کے باوجود پھر بھی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کریں۔ بار بار توبہ کرنے سے انسان کے قلب کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ اسے خدا کی ذات کے رحم و کرم اور بخشش و مغفرت کی آس لگ جاتی ہے۔ پھر اسی کیفیت میں مزید تقویت پیدا ہوتی ہے تو انسان کو یقین کامل ہو جاتا ہے کہ اللہ پاک ضرور میری مغفرت فرما دیں گے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي

صحیح مسلم، باب فضل الذکر، الرقم: 6902

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندے کے قلبی احساس کی رعایت کرتا ہوں۔

نوٹ: حدیث قدسی کہتے ہیں: هُوَ الْكَلَامُ الَّذِيْ يُبَيِّنُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَفْظِهٖ وَيُنْسِبُهُ إِلٰى رَبِّهٖ۔

ترجمہ: حدیث قدسی وہ حدیث ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لفظوں میں بیان فرمائیں اور اس کی نسبت اپنے رب کی طرف کریں۔

5: صلوٰۃ وسلام: اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساری مخلوقات بالخصوص انسانوں پر اتنے احسانات ہیں کہ جن کو شمار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ ہی ان احسانات کا بدلہ چکایا جاسکتا ہے۔

ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں ایک اہم حق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کا تحفہ پیش کرنا ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ کے قریب درود بھیجے تو آپ خود سنتے ہیں اور جواب بھی عنایت فرماتے ہیں اور اگر کوئی دور سے بھیجے تو ملائکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

درود پاک خدا کی بارگاہ میں اتنی مقبول ترین عبادت ہے کہ اگر ریاکاری سے بھی کی جائے اللہ تب بھی قبول فرمالیتے ہیں، درود بھیجنے والے شخص پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرماتے ہیں اور جس پر اللہ کی نظر عنایت ہو جائے اس کو خاتمہ بالایمان کی دولت مل جاتی ہے۔

نوٹ: یہ بات ہمیشہ ذہن نشین فرمالیں کہ درود پاک پڑھتے وقت اور لکھتے وقت مکمل پڑھا اور لکھا جائے اگرچہ مختصر ہی کیوں نہ ہو۔ بعض لوگ اس میں سستی اور

غفلت سے کام لیتے ہیں اور (ؐ) کی علامت لگا لیتے ہیں۔ اپنے محسن کے حق کی ادائیگی میں اس طرح بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔ مختصر طور پر صلوٰۃ وسلام ان الفاظ میں پڑھ لیا کریں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

6: مسواک: احادیث مبارکہ میں مسواک کرنے کے فضائل و احکام تفصیل کے ساتھ موجود ہیں مشائخ فرماتے ہیں کہ مسواک کرنے کے ستر فوائد ہیں ان میں سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسواک کرنے والے کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔

اہم ترین بات: خاتمہ بالایمان صرف اسے نصیب ہوتا ہے جس کے عقائد درست ہوں ان میں لچک، کمزوری اور فساد نہ ہو، اس لیے خاتمہ بالایمان کے لیے بنیادی چیز عقائد کا درست اور پختہ ہونا ضروری ہے مذکورہ بالا اعمال اور دیگر تمام مسنون اعمال حسن خاتمہ کے لیے معاون ہیں۔

اس سے یہ بات بھی واضح طور پر سمجھ میں آرہی ہے کہ اگر عقائد درست نہ ہوں اور اعمال سنت کے مطابق نہ ہوں تو حسن خاتمہ کے لیے کی جانے والی تمام محنتوں کا اختتام برا ہوتا ہے۔

آخر میں مختصراً چند ان اعمال کا تذکرہ بھی ضروری ہے جن کی وجہ سے انسان خاتمہ بالایمان کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے۔

1: فرائض وواجبات کو مسلسل ترک کرتے رہنا۔

2: شرعی احکام ومسائل کا مذاق اڑانا

3: اہل اسلام کی مقتدر شخصیات علما دین کی بوجہ علم دین تحقیر و تذلیل کرنا

4: توبہ میں تاخیر کرنا

5: حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا

اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ذات ہمیں ان تمام کاموں کی توفیق

نصیب فرمائے جن کی برکت سے حسن خاتمہ کی سعادت ملتی ہے اور ایسے تمام کاموں سے محفوظ فرمائے جن کی نحوست سے خاتمہ بالایمان سے محرومی ملتی ہے۔ کیونکہ اعمال کا دارومدار حسن خاتمہ پر ہے۔

آمین بجاہ النبی الکریم الذی قال: انما الاعمال بالخواتیم

والسلام

خانقاہ چشتیہ، شاہ عالم سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 21 دسمبر 2017ء

ماخذ و مراجع

(کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	قرآن کریم	....	....
2	موطا امام مالک	امام مالک بن انس رحمہ اللہ	179ھ
3	الزھد والرقائق	امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ	181ھ
4	مسند احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ	241ھ
5	مسند عبد بن حُمید	امام عبد بن حمید بن نصر رحمہ اللہ	249ھ
6	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ	256ھ
7	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ	261ھ
8	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی رحمہ اللہ	273ھ
9	سنن ابی داوٗد	امام سلیمان بن اشعث رحمہ اللہ	275ھ
10	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ	279ھ
11	کتاب الحلم	امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ	281ھ
12	مسند بزار	امام احمد بن عمرو بزار رحمہ اللہ	292ھ
13	سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ	303ھ
14	مسند ابی یعلیٰ	امام احمد بن علی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ	307ھ
15	صحیح ابن خزیمہ	امام محمد بن اسحاق خزیمہ رحمہ اللہ	311ھ
16	مساوی الاخلاق	امام محمد بن جعفر خرائطی رحمہ اللہ	327ھ
17	صحیح ابن حبان	امام محمد بن حبان رحمہ اللہ	354ھ

ماخذ و مراجع

(کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
18	معجم کبیر	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
19	معجم اوسط	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
20	سنن دار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی رحمہ اللہ	385ھ
21	مستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبد اللہ حاکم رحمہ اللہ	405ھ
22	الترغیب والترہیب	امام احمد بن عبد اللہ الاصبہانی رحمہ اللہ	430ھ
23	حلیۃ الاولیاء	امام ابی نعیم رحمہ اللہ	430ھ
24	سنن الکبریٰ	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
25	شعب الایمان	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
26	جامع بیان العلم وفضلہ	امام یوسف بن عبد البر رحمہ اللہ	463ھ
27	الاحادیث المختارہ	امام محمد بن عبد الواحد مقدسی رحمہ اللہ	643ھ
28	المنہاج شرح مسلم	امام یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ	676ھ
29	مدارک التنزیل	عبد اللہ بن احمد محمود نسفی رحمہ اللہ	710ھ
30	مجمع الزوائد	امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ	807ھ
31	موارد الظمآن	امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ	807ھ
32	اتحاف الخیرۃ المہرۃ	امام احمد بن ابی بکر بوصیری رحمہ اللہ	840ھ
33	بحر الرائق	امام ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ	970ھ
34	الاسرار المرفوعہ	امام ملا علی قاری رحمہ اللہ	1014ھ